تالیف
مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

ادارہ خدام احناف
285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

کیلئے

لمحۂ فکریہ

تالیف

حضرت مولانا محمد ابوبکر غازی پوری مدظلہ

ناشر

ادارہ خدام احناف

285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور

نام کتاب	غیر مقلدین کیلئے لمحۂ فکریہ
تالیف	مولانا محمد ابوبکر غازی پوری
ضخامت	169 صفحات
تاریخ اشاعت اول	فروری 2000ء
تاریخ اشاعت دوم	جون 2001ء
تعداد	گیارہ سو
قیمت مجلد	-/45 روپے
ناشر	ادارہ خدام احناف 285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور
	فون-042-6862816:6846529

چند ملنے کے پتے

- ☆ مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
- ☆ ظفر بک سنٹر، باغبانپورہ لاہور
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ صفدریہ گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
- ☆ مکتبہ امدادیہ ہری پور
- ☆ مکتبہ امدادیہ ملتان
- ☆ کتب خانہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان
- ☆ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
- ☆ کشمیر بک ڈپو چنیوٹ بازار فیصل آباد
- ☆ مکتبہ صدیقیہ نور محل روڈ بہاولپور
- ☆ عمر ان اکیڈمی 40/B اردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ امام اعظم یوسف مارکیٹ اردو بازار لاہور
- ☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی

فہرست

عنوان	صفحہ

مقدمہ

از قلم مولانا نورالدین نوراللہ الاعظمی مددگار مہتمم مکتبہ اثریہ غازی پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش نظر کتاب "غیر مقلدین کے لئے ایک لمحۂ فکریہ" فاضل گرامی قدر حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری مدظلہٗ کی ردّ غیر مقلدیت میں پانچویں کتاب ہے، مولانا موصوف کے قلم سے ایک سال کے مختصر سے عرصہ میں اب تک دو عربی اور دو اردو میں چار کتابیں شائع ہوکر ہندو پاک کے علاوہ ممالک عربیہ میں بھی پھیل گئی ہیں (۱) اہل علم اور عوام مسلمین ان کتابوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور غیر مقلدیت کے جال کا ایک ایک دھاگا ٹوٹتا جارہا ہے۔

حضرت مولانا غازی پوری مدظلہٗ کا خاص امتیاز یہ ہے کہ وہ اپنی باتوں کو

---

(۱) مولانا موصوف کی ردغیر مقلدیت میں اب تک شائع شدہ چاروں کتابوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) وقفة مع اللامذهبية فی شبه القارة الهندية۔

(۲) وقفة مع معارضی شيخ الاسلام محمد بن عبدالوهاب والامراء السعوديين۔

(۳) مسائل غیر مقلدین کتاب وسنت اور مذہب جمہور کے آئینہ میں۔

(۴) غیر مقلدین کی ڈائری۔

سمجھانے کے لئے نیا ڈھنگ اختیار کرتے ہیں، اور خالص علمی اور دقیق باتوں کو بھی ایسی عبارت میں پیش کرتے ہیں کہ ہر عام وخاص اس کو کسی دقت کے بغیر سمجھ لے، مولانا موصوف کی اب تک کی چاروں مطبوعہ کتابوں میں ان کا یہ وصفِ خاص اہل علم محسوس کرتے ہوں گے۔

اور ایک خاص بات جو ہمیں ان کتابوں میں ملتی ہے وہ موصوف گرامی کی دینی غیرت صحابہ کرام اور اسلاف امت سے ان کی بے پناہ عقیدت و محبت، صاف گوئی اور بلا کی خود اعتمادی ہے، ان باتوں کی وجہ سے مولانا موصوف کی تحریر میں بڑی قوت، پختگی اور برجستگی نظر آتی ہے، مولانا کی ہر بات ٹھوس اور مستند حوالوں سے ہوتی ہے، جس سے جہاں ایک طرف حضرت موصوف کی وسعتِ نظر کا اندازہ ہوتا ہے وہیں کسی بھی غیر مقلد عالم کے لئے ان کی بات کا رد کرنا آسان نہیں ہو سکتا ہے، ان مستند حوالوں سے مولانا موصوف جوابات لکھتے ہیں اس سے قارئین کو بڑا اطمینان ہوتا ہے۔

اور حق یہ ہے کہ مولانا غازی پوری کی ان کتابوں سے خود جماعتِ احناف میں بڑا اطمینان پیدا ہوا ہے، اور اب کسی غیر مقلد کے لئے (اگر شرم وحیا اس میں پائی جاتی ہے) مذہب حنفی پر حملہ کرنا آسان نہیں رہ گیا ہے، اور نہ اب دوسروں کو گمراہ کرنے کے لئے اس کی کوئی چال کامیاب ہو سکتی ہے۔

مولانا موصوف کی طبیعت اور ان کا مزاج صحابہ کرام، اسلاف امت ائمہ فقہ و حدیث اور صوفیائے کرام کے بارے میں بڑا حساس ہے، وہ اسلاف اور صحابہ کرام کے بارے میں کسی کی بھی ادنیٰ سی گستاخی برداشت کرنے کے روادار نہیں ہیں، آج کے دور میں جب اسلام کا نام عام طور پر صرف فیشن کے طور پر لیا جانے لگا ہے، اور صحابہ کرام سے تعلق ظاہری کی نمائش متدین قسم کے لوگوں کا بھی مزاج بن گیا ہے، اسلاف کی شان میں گستاخیاں ہوں، بد کلامیاں

ہوں، صحابہ کرام کی ذوات قدسیہ کو ملعون قرار دیا جائے ان پر سب وشتم ہو، ان سے ہمارے دل پر کوئی چوٹ نہیں لگتی، اب ہمارا فیشن یہ بن گیا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ رواداری رکھو، کسی سے ٹکراؤ مت، کسی کا جواب مت دو حق بھی وہی کہو جس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو، کسی کا ردنہ ہونا چاہیئے، دوسرا تمہارے بارے میں کچھ بھی کہے تمہارے دین وایمان پر اس کا حملہ خواہ کتنا ہی شدید ہو، تم خاموش رہو، وقت کا یہی تقاضا ہے، امت کی فلاح اسی میں ہے، اتحاد بین المسلمین میں تمہاری باتوں سے فرق نہ پڑے۔

مگر مولانا غازی پوری اس قسم کی رواداری جو فی الاصل ایک قسم کی بلکہ شدید قسم کی دینی مداہنت ہے — کو پسند نہیں کرتے، مولانا موصوف اس صف کے علماء میں سے ہیں جو باطل کو اسی کے انداز میں ختم کر دینا چاہتے ہیں، اگر تم کو خدا ورسول، صحابہ کرام، اسلاف امت، مجاہدین اسلام اور اللہ کے لئے جینے مرنے والوں کا پاس ولحاظ نہیں ہے تو تم ہم سے بھی توقع نہ رکھو کہ ہم تمہارا کسی بھی درجہ میں پاس ولحاظ رکھیں گے۔ مولانا غازی پوری کا یہی کہنا ہے اور ان کا اسی پر عمل بھی ہے۔

اپنی ذات کے بارے میں تو آدمی رواداری برت سکتا ہے، دوسروں کا ظلم برداشت کرلے گا، لیکن دین وایمان، عقیدہ ومسلک، مذہب ومشرب کے سلسلہ میں کسی طرح کی رواداری برتنا مولانا غازی پوری کے مزاج کے بالکل خلاف بات ہے، وہ سب کچھ برداشت کرسکتے ہیں مگر عقیدہ ومسلک پر حملہ، اکابر امت کی شان میں گستاخیاں قطعاً نہیں برداشت کرسکتے۔ موجودہ زمانہ کے مؤلفین ومصنفین اور اصحاب دعوت وعزیمت کے مابین مولانا غازی پوری اپنے اس وصف خاص میں ہماری جماعت میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔

مولانا غازی پوری مدظلہ، کی پیش نظر کتاب " غیر مقلدین کیلئے لمحۂ فکریہ "

جو صرف دو ہفتہ میں مکمل ہوئی ہے ، رد غیر مقلدیت میں ان کی پانچویں اور اپنے انداز کی بالکل انوکھی کتاب ہے ، اس کا اسلوب بھی مولانا نے عوام کی خاطر سوال و جواب کا رکھا ہے ۔

ایک غیر مقلد صاحب کو تبلیغ کا شوق ہوا ، انھیں پتہ چلا کہ خدائی پورہ نامی گاؤں میں منکرین حدیث کی آبادی ہے اور یہ وہی منکرین حدیث ہیں جو کبھی غیر مقلد تھے ، تقلید کا انکار کرتے کرتے وہ منکرین حدیث و سنت ہو گئے ہیں ۔

انھیں منکرین سنت کو پھر سے " جماعتِ اہلحدیث " میں لانے کا جذبہ تھا ، وہ غیر مقلد صاحب اپنے تبلیغی ساز و سامان کے ساتھ خدائی پورہ گاؤں میں پہونچے اور گاؤں کے چودھری سے ملاقات کی ، گاؤں کے چودھری اور ان غیر مقلد مبلغ صاحب کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اسی گفتگو کو مولانا غازی پوری کے پُر بہار و سیال قلم نے ضبط کیا ہے ۔

اس گفتگو میں کیسے کیسے علمی نکات اٹھائے گئے ہیں ، گاؤں کے چودھری نے کس طرح سے بات میں سے بات پیدا کی ہے ، غیر مقلدین علماء کی کتابوں سے کیسی کیسی نایاب باتیں ڈھونڈ نکالی ہیں ، ان کی علمی خیانتوں کو گاؤں کے چودھری نے کتنے ٹھوس دلائل سے ثابت کیا ہے ، احناف کے خلاف غیر مقلدین کے اعتراضات کے جوابات کیسے علمی انداز کے اور مسکت ہیں ، صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدین کے عقیدہ و عمل کی تفصیل ، محدثین کرام کے بارے میں ان کے دو رخے پن کی گفتگو پر سیر حاصل بحث ضعیف حدیث سے استدلال کی بحث ، غیر مقلدین علماء کی محدثین کے بارے میں متضاد باتیں ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث میں مقام ان کے ضعیف کیے جانے پر گفتگو ، ان تمام امور پر گاؤں کے چودھری نے مفصل اور ٹھوس بحث کی ہے ۔ اور بالآخر وہ مبلغ صاحب جو تبلیغ کا جذبہ لے کر اس گاؤں میں پہونچے تھے اس اعتراف کے ساتھ اس گاؤں سے واپس ہوئے کہ

ان کے علماء اور جماعت اہل حدیث کی کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں، مذہب اہل حدیث،، متضاد خیالات، غلط افکار اور باطل عقیدوں کا مجموعہ ہے۔

غیر مقلد مبلغ اور گاؤں کے چودھری کے مابین مناظرانہ گفتگو کی یہ روداد بڑی دلچسپ ہے پڑھیئے اور لطف اٹھائیے، اس روداد کو ضبط کرنے والا مولانا غازی پوری کا قلم ہے جس کی کاٹ سے فرقہ غیر مقلدین کا ہر شخص گھبرایا ہوا ہے۔

غیر مقلد مبلغ اور گاؤں کے چودھری کا یہ مناظرہ حقیقی ہے یا محض تصوراتی اس بحث میں آپ نہ پڑیں، مولانا غازی پوری کے اس اچھوتے انداز کی داد دیں جنھوں نے اپنی اس تحریر میں بہت سی خالص علمی باتوں کو پانی کرکے حق کو دن کے اُجالے کی روشنی میں رکھدیا ہے۔

مولانا غازی پوری مدظلہٗ نے اپنی اس کتاب میں بطور خاص تحفۃ الاحوذی جو مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی ترمذی کی مشہور شرح ہے اور انھیں کی ایک دوسری کتاب ابکار المنن جس کو مولانا مبارکپوری صاحب نے عارف باللہ علامہ شوق نیموی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب آثار السنن اور التعلیق الحسن کے جواب میں لکھا تھا، کو سامنے رکھا ہے اور مبارکپوری صاحب کی انھیں مذکورہ دونوں کتابوں کی روشنی میں گفتگو کی ہے۔

تحفۃ الاحوذی اور ابکار المنن یہ دونوں وہ کتابیں ہیں جن کو جماعت اہل حدیث کے لوگ یعنی غیر مقلدین کا فرقہ علم و تحقیق کی دنیا میں شاہکار سمجھتا ہے اور ان کتابوں کے بارے میں ان کے خیالات بڑے غلو آمیز ہیں، وہ ان دونوں کتابوں کو فن حدیث میں بحث و تحقیق کا آخری اور انتہائی معیار قرار دیتے ہیں۔

مگر یہ دونوں کتابیں کتنے علمی معیار کی ہیں اس کا اندازہ آپ اس پیش نظر کتاب "غیر مقلدین کے لئے لمحۂ فکریہ" سے کرلیں گے، گاؤں کے چودھری نے ان کتابوں کی حقیقت کو خوب خوب واضح کیا ہے، جو لوگ اس کتاب کو

غور سے پڑھیں گے اور گاؤں کے چودھری کی بات کو کھلے ذہن سے سنیں گے ان کی نگاہ میں ان کتابوں کا وہ معیار باقی نہیں رہے گا جس کا غیر مقلدین فرقہ بہت شور مچائے ہوئے ہے۔

محض دو ہفتہ کی مختصر سی مدت میں اتنی قیمتی، دلچسپ، معلومات آفریں اور اسلوب و لہجہ کے اعتبار سے بالکل نئے انداز کی کتاب کا پیش کر دینا یہ مولانا غازی پوری مدظلہ، کا ایسا علمی کمال ہے جس کی نظیر موجودہ اہل قلم اور اہل علم جماعت میں نایاب اگر نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

مولانا موصوف جب اپنی بیٹھک میں قلم لے کر اور کتابوں کے ڈھیر کے بیچ بیٹھ جاتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس دنیا میں نہیں ہیں، پندرہ پندرہ گھنٹے لکھنا اور پڑھنا ان کا معمول بن جاتا ہے، مسجد کے سوا کہیں آنا جانا تقریباً موقوف رہتا ہے، انکی تازہ عربی کتاب وقفۃ مع معارضی شیخ الإسلام محمد بن عبدالوھاب والامراء السعودیین جسکی اس وقت عرب دنیا میں دھوم ہے اس کو انھوں نے صرف بائیس روز کی مختصر سی مدت میں لکھدیا تھا، ان کی پہلی دونوں کتابیں وقفۃ مع اللامذھبیہ اور مسائل غیر مقلدین ان دونوں کا حجم تقریباً چار چار سو صفحات کا ہے۔ تین تین مہینہ کی قلیل مدت میں ان کے قلم سے وجود میں آگئی تھیں اور چھ ماہ کے اندر اندر یہ دونوں کتابیں کتابت و طباعت کے سارے دشوار گزار مراحل کو پار کر کے اہل علم کے حلقوں میں پھیل گئیں اور آج ان کتابوں کی گونج ہندو پاک بلکہ کہئے کہ عرب و عجم کے علمی حلقوں میں ہے، غیر مقلدین کی ڈائری نامی کتاب بھی اس بیچ تیار ہوگئی اور اب وہ بھی شائع ہو کر عوام کے ہاتھ میں ہے۔

ایک سال کی مختصر سی مدت میں پانچ علمی کتابوں کا (طویل سفر کے باوجود) وجود میں آجانا اور ان کا علمی حلقوں میں اس سرعت سے پھیل جانا یہ مولانا مدظلہ

کے ساتھ خاص عنایت الٰہی کی بات ہے، علم و قلم کی دنیا میں بہت دنوں کے بعد اس طرح کا نمونہ دیکھنے کو ملا ہے۔

یقیناً کوئی غیبی طاقت و قوت ہے جو مولانا موصوف سے اس انداز میں کام لے رہی ہے، بعض رویائے صالحہ اور مبشرات سے اس کی تائید بھی ہو رہی ہے۔

مکتبہ اثریہ غازی پور کوئی تجارتی ادارہ نہیں، نہ اس کا اپنا کوئی سرمایہ ہے اس کی کل پونجی توکل علی اللہ اور اکابرین کی دعائیں ہیں، یہ محض نصرتِ غیبی اور تائید الٰہی ہے کہ ایک سال میں مکتبہ اثریہ سے پانچ کتابیں شائع ہو گئیں ہم خدام مکتبہ اثریہ اس تائید الٰہی اور نصرت غیبی پر اپنے خالق و مالک کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا غازی پوری مدظلہ کی صحت و عافیت میں برکت دے، ان کے قلم کی تازگی و شادابی باقی رکھے اور ان کو ہر طرح کے فتنوں اور کائدین و حاسدین کے شر سے محفوظ رکھے۔

ہم اپنے ناظرین سے بطور خاص درخواست کریں گے کہ وہ مولانا موصوف کی درازی عمر و صحت و عافیت میں برکت کی دعا فرمائیں۔

فقط

نور الدین نور اللہ الاعظمی

خادم مکتبہ اثریہ غازی پور

۱۶ر شوال المکرم ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۴ر فروری ۱۹۹۷ء

مقدمہ از مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک غیر مقلد مضمون نگار نے بنارس سے شائع ہونے والے پرچہ محدث میں میرے ایک مضمون کا جواب لکھتے ہوئے عصر حاضر کی مشہور علمی شخصیت، مشہور محدث حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنے خاص غیر مقلدانہ انداز میں نہایت ناروا تبصرہ کیا اور ان کی علمی تحقیقات کا استہزاء کے انداز میں ذکر کرتے ہوئے مذاق اڑایا۔

حضرت محدث اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام اہل علم سے مخفی نہیں، صرف ان کے علمی مقامات ہی کی نہیں بات ہے وہ دور حاضر کے کاملین میں سے تھے، پوری زندگی ان کی خدمت حدیث کرتے کرتے گزر گئی، دن رات وہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے محو گفتگو رہے، دنیا ان کی نگاہ میں محض ہیچ تھی، قناعت و توکل علے اللہ ان کا سرمایہ تھا، ان کے جنازہ میں لوگوں کی لاکھوں کی تعداد میں حاضری اس بات کی کافی شہادت ہے کہ وہ اللہ کے محبوب و مرضی تھے ایسے اللہ والے کا مذاق اڑانا اگرچہ غیر مقلدین کے نزدیک معمولی اور عام بات ہو مگر اہل بصیرت کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اور کمال یہ ہے کہ اس مضمون نگار نے جس شامی غیر مقلد محدث ناصرالدین البانی نامی کے مقابلہ میں حضرت اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کا تمسخر کیا تھا حضرت اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مختصر سی تحریر۔ الالبانی شذوذہ واخطائہ، نے عرب دنیا میں

اس کی ایسی مٹی پلید کی کہ کل کا وہ مشہور محدث آج گمنام ہو کر رہ گیا ہے، اور اب کسی کو اس کی کسی تحقیق پر بھروسہ باقی نہیں رہا۔

ایک طرف غیر مقلدین دوسری جماعت کے علماء کے خلاف ہر طرح کی بدتمیزی روا رکھتے ہیں اور دوسری طرف اپنے علماء کے بارے میں انکا زعم یہی ہوتا ہے کہ ان کی تحقیقات بڑی اونچی اور علمی ہوتی ہیں، ان کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانا ان کی عادت ہوتی ہے۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کے بارے میں غیر مقلدین کا یہی تصور ہے مگر کیا ان کا یہ تصور سو فی صد درست بھی ہے؟ میں نے اپنی اس کتاب میں اسی کو ظاہر کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی "تحقیقات حدیثیہ" کا معیار وہ نہیں ہے جو غیر مقلدوں کا گمان ہے۔ مولانا مبارکپوری کے علم و کمال کی بات تو الگ ہے دیانت و ثقاہت میں بھی ان کا مقام بہت فروتر ہے۔ ان کے اعصاب پر غیر مقلدیت پورے طور پر چھائی ہوئی تھی، جس کی زد میں صحابہ سے لے کر تابعین و تبع تابعین سب ہوتے تھے دیگر ائمہ دین و علماء امت کی بات تو الگ رہی۔

احادیث کے رد و قبول اور محدثین کی توہین و تعدیل کے بارے میں ان کے یہاں انصاف کی بہت کمی نظر آتی ہے، ان کی کتابوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر صرف ایک فکر چھایا رہتا ہے کہ وہ صرف اسی بات کو قبول کریں گے جس کو ان کا مزاج قبول کرے گا، خواہ وہ بات کتنی بھی نامعقول ہو مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کے اس مزاج کو سمجھنے کے لئے ان کی تحفۃ الاحوذی اور بطور خاص ابکار المنن کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کی تحریرات میں جو ان کی عالمانہ شان کے بالکل خلاف بات نظر آتی ہے، وہ دوسروں کے مقابلہ میں ان کے لب و لہجہ کا

انداز ہے ، دوسروں کا ذکر اور خصوصًا احناف علماء کا ذکر وہ بہت تحقیر کے انداز میں کرتے ہیں۔ جو ہم جیسوں کے لئے تو نہیں کہ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا مگر مولانا مبارکپوری جیسے باوقار عالم کی شان سے بالکل خلاف بات ہے مثلاً دیکھئے ایک جگہ اپنی ابکار میں احناف کے بارے میں لکھتے ہیں :

قلت : کل من خصص هذا الحدیث فله دلیل من الاحادیث النبویة الا الحنفیة، فلا دلیل لهم الا الرأی

(ابکار ص۴)

یعنی میں کہتا ہوں کہ جس نے بھی اس حدیث کو خاص کیا ہے اس کے پاس حدیث نبوی سے کوئی نہ کوئی دلیل ہے، بجز حنفیہ کے کہ ان کے پاس کچھ نہیں بس رائے ہے۔

ایک جگہ علامہ نیموی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

واما قوله : بینهما محمد بن اسحق ادعاء محض لادلیل علیه بل هو عندی کذب صریح (ابکار ص۵۲)

یعنی نیموی کا یہ کہنا کہ ان دونوں کے درمیان محمد بن اسحٰق ہے محض ایک دعویٰ ہے جو بلا دلیل ہے بلکہ وہ صریح جھوٹ ہے۔

حالانکہ مولانا مبارکپوری کی علامہ نیموی کے خلاف یہ محض شور اشوری اور لن ترانی ہے، اس لئے کہ علامہ نیموی کی یہ بات بلا دلیل نہیں با دلیل ہے، اور ان کی یہ بات صریح جھوٹ نہیں صریح سچ ہے۔ اور اگر یہ صریح جھوٹ ہے تو یہ صریح جھوٹ علامہ نیموی نے نہیں بلکہ حافظ ابن حجر نے بولا ہے، دیکھئے ابکار کا غیر مقلد محشی معلق کیا کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے،

قلت قال الحافظ ابن حجر فی تهذیب التهذیب (۱۲۳/۳):

وقیل بینهما محمد بن اسحٰق (ابکار ص۵۲)

یعنی میں کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجر نے تہذیب میں کہا ہے کہ۔
"کہا یہ گیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان محمد بن اسحٰق ہے"۔
ایک جگہ لکھتے ہیں:

قلت: قول النیموی فی اسنادہ نظر مبنی علی سوء فہمہ (ص ۳۴۷ ابکار)

یعنی میں کہتا ہوں کہ نیموی کا یہ کہنا کہ اس کی اسناد میں نظر ہے اُنکی بد فہمی پر مبنی ہے۔
ایک جگہ علامہ حافظ عینی کے متعلق لکھتے ہیں:

وھذا العینی الذی یجمع بین الغث والسمین (ابکار ص ۳۸۶)

یعنی یہ عینی ہے جو ہر طرح کی اور ادھر ادھر کی باتیں جمع کرتا ہے۔
ایک جگہ لکھتے ہیں:

لم یدر معنی المعاصرۃ فلذ لك تفوہ ما تفوہ (ابکار ص ۴۲۵)

یعنی نیموی کو معاصرۃ کے معنی کا پتہ نہیں لگا، اسی وجہ سے جو بکا سو بکا
ایک جگہ فرماتے ہیں:

قلت: قول النیموی ھذا مبنی علی فرط تعصبہ بلا مریۃ (ابکار ص ۴۵۰)

یعنی میں کہتا ہوں کہ نیموی کی یہ بات بلاشبہ بہت زیادہ تعصب پر مبنی ہے۔
ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

فالاستیناس للقول المذکور .... فعل من لا انسۃ لہ بفن الحدیث (ابکار ص ۲۰۶)

یعنی نیموی کا قول مذکور سے انسیت حاصل کرنا اس آدمی کا کام ہے جس کو فن حدیث سے کوئی انسیت نہ ہو۔

غرض اس طرح کی غیر علمی اور وقار کے خلاف باتیں احناف کے بارے میں مولانا مبارکپوری کی کتابوں میں جگہ جگہ ملتی ہیں، اس لئے ضرورت تھی کہ مولانا مبارکپوری کی ان دونوں مایہ ناز کتابوں تحفۃ ابکار پر ایک نظر ڈالی جائے، تاکہ مولانا مبارکپوری صاحب کی خود علمی قابلیت کا اور علم حدیث وفن حدیث سے ان کی انسیت کا قارئین کو کچھ اندازہ لگے، اور ان کتابوں کے بارے میں جماعت غیر مقلدین کا جو زعم ہے وہ کتنا باطل ہے، اس کا احساس خود اس جماعت کے لوگوں کو بھی ہو جائے۔

اس لئے اس کتاب "غیر مقلدین کے لئے لمحہ فکریہ" میں میں نے خاص طور پر تحفہ اور ابکار ہی سے استفادہ کیا ہے۔

اس کتاب میں بہت سے نئے مباحث آگئے ہیں جن کا ذکر غیر مقلدیت کے رد کے سلسلہ کی میری سابقہ چاروں کتابوں میں نہیں ہے، انشاء اللہ قارئین ان مباحث سے محظوظ ہوں گے۔

اس کتاب کا انداز بھی میں نے بدل دیا ہے کہ خالص علمی گفتگو کا بار عام ذہنوں پر کم سے کم پڑے اور قارئین کی طبیعت کی تازگی و نشاط باقی رہے۔

اللہ تعالیٰ کا میں کیسے شکر ادا کروں کہ تقریباً ڈیڑھ سو صفحہ کی یہ کتاب صرف دو ہفتہ بلکہ دو ہفتہ سے ایک روز کم ہی میں مکمل ہو گئی۔

اللّٰھم لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك

اب خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو عامۃ الناس کے لئے مفید بنائے، اور غیر مقلدیت جو سلفیت کے نام پر اور بدیسی سرمایہ کے بل بوتہ پر بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے اس کا زور کم کرنے کیلئے اس کتاب کو ایک اچھا ذریعہ بنا دے۔

آمین یارب العالمین

محمد ابوبکر غازیپوری
۱۸ اپریل ۱۹۹۷ء سہ شنبہ

غیر مقلد مبلغ کو تبلیغ کا شوق

ابھی کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ہمارے ایک غیر مقلد بھائی کو تبلیغ کا شوق پیدا ہوا۔ ماشاء اللہ ایک بڑے جامعہ سلفیہ کے فارغ تھے حدیث میں ڈاکٹریٹ کی بھاری بھرکم ڈگری بھی ان کے پاس تھی۔ شکل وصورت بھی اس لائق تھی کہ وہ تبلیغ کا اہم فریضہ انجام دے سکیں۔ لباس بھی وہ عام غیر مقلدین علماء کے خلاف عالمانہ پہنتے تھے۔ یعنی سر پر عمامہ رکھتے تھے۔ قمیص ان کی ناف سے ذرا نیچے رہا کرتی تھی۔ تہبند عین سنت کے مطابق کالا اور نصف ساق تک۔ ڈاڑھی بھی غیر مقلد علماء کی عادت کے برخلاف قابل لحاظ حد تک دراز بلکہ دراز در دراز در دراز تھی یعنی اتنی دراز کہ قمیص کے دامن کو چھونا چاہتی تھی، غرض شکل وصورت اور لباس و ہیئت کے اعتبار سے وہ مبلغ ہوسکتے تھے۔ چنانچہ ان کو بھی تبلیغ کا شوق پیدا ہوا لیکن سوال یہ تھا کہ تبلیغ کس کو کی جائے۔

ان کے گاؤں کے پاس ایک دوسرا گاؤں تھا۔ گاؤں تو لوگ اسکو یوہی کہہ دیتے تھے حقیقتاً وہ ایک قصبہ تھا کسی زمانہ میں گاؤں رہا ہو گا۔ غیر مقلد مبلغ بھائی کو معلوم تھا کہ اس گاؤں میں کسی زمانہ میں خالص "اہلسنت" یعنی "اہل حدیث" یعنی غیر مقلد لوگ رہتے تھے۔ لیکن ادھر چند سالوں سے گاؤں کے تمام غیر مقلدین اہل قرآن یعنی منکرین حدیث ہو گئے ہیں۔

اس کا چرچا دور دور تک تھا کہ خدائی پورہ نام کا گاؤں جو کسی زمانہ میں غیر مقلدین کا گڑھ تھا اب منکرین حدیث کا گڑھ بنا ہوا ہے۔

ہمارے غیر مقلد بھائی کو یہ خبر تھی۔ چنانچہ انھوں نے اپنا شوقِ تبلیغ پورا کرنے کے لیے اس گاؤں کا انتخاب کیا۔ غالباً ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ چونکہ اس گاؤں کے لوگ انکار، تقلید سے، انکار سنّت، کی طرف آئے ہیں اس لئے ان کو پھر سے اپنے دین میں بزور تبلیغ واپس آسانی سے لایا جاسکتا ہے۔ حدیث میں پی ایچ ڈی کی جو ڈگری میرے پاس ہے وہ ہمارے لئے اور ہماری تبلیغ کیلئے ایک مضبوط سہارا ثابت ہو گی۔

غیر مقلد مبلغ کی تبلیغ کیلئے منکرین سنّت کے گاؤں میں قدم رنجہ فرمائی

چنانچہ ایک روز وہ پورے تبلیغی سازو سامان کے ساتھ یعنی بخاری مسلم، قاضی شوکانی کی نیل الاوطار، مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری محدث کی تحفۃ الاحوذی، اور ابکار المنن اور مولانا امرتسری شیخ الاسلام کی کتابیں نیز نواب وحیدالزماں حیدرآبادی مرحوم کی نزل الابرار، کنزالحقائق، ہدیۃ المہدی وغیرہ وغیرہ جن سے تبلیغ کی جاسکتی تھی (۱) وہ غیر مقلد مبلغ صاحب لے کر اس گاؤں خدائی پورہ میں پہونچے۔ انھوں نے گاؤں کے کچھ معتقدر لوگوں سے ملاقات کی، ان کی باتیں سن کر ہمارے مبلغ غیر مقلد بھائی

---

(۱) کسی خاص مصلحت سے وہ قرآن پاک اپنے ساتھ نہیں لے جاسکے تھے جس کا ان اہل قرآن نے بہت برا مانا تھا کہ آپ بندوں کی ساری کتاب اٹھالائے اور خدا کی کتاب کو بھول بیٹھے۔

کو یہ معلوم کر کے بڑا رنج ہوا کہ یہ گاؤں جو کبھی انکار تقلید کی آواز سے گونجا کرتا تھا اور یہاں کی اسّی فیصد آبادی "اہل حدیث" یعنی منکرین تقلید کی تھی آج یہ پوری اسی فیصد کی آبادی اہل قرآن یعنی منکرین سنت و حدیث کی ہے اور اس بستی کے بیس فیصد مسلمان جو کسی مذہب خاص کے مقلد تھے اور ان میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو مذہب حنفی کے مقلد تھے۔ بس یہی بیس فیصد مسلمان دین اسلام پر قائم، مسجدوں کو آباد کرنے والے، نماز روزہ کے پابند رہ گئے ہیں۔ ان پر منکرین حدیث کا کوئی جادو نہیں چل سکا۔ اپنے دین سے مرتد ہونے والے اور شریعت اسلام اور سنت رسول اللہ کا مذاق اڑانے والے یعنی "اہل قرآن" صرف وہی ہوئے جو کبھی "انکار تقلید" کی نعمت سے محظوظ تھے۔

ہمارے اس غیر مقلد مبلغ بھائی کو ان باتوں کے جاننے سے بڑا شاک لگا اور ان کا عزم تبلیغ پختہ در پختہ ہو گیا اور انھوں نے ٹھان لی کہ ان منکرین حدیث کو پھر سے منکرین تقلید بنا کر ہی دم لوں گا۔ اور اس وقت تک اپنے سر سے تبلیغ والا عمامہ اتاروں گا نہیں جب تک کہ میں اس مہم کو سر نہ کر لوں (۱)

غیر مقلد مبلغ کی گاؤں کے چودھری سے ملاقات

ہمارے ان غیر مقلد مبلغ بھائی نے اپنے اس پختہ عزم و ارادہ کے ساتھ اور تبلیغ کے پورے سازوسامان کے ساتھ (یعنی انھیں کتابوں کے ساتھ

---

(۱) ناظرین کرام کے ذہن میں رہے کہ ہمارے غیر مقلد بھائی "انشاء اللہ" کہنا بھول گئے تھے یا کسی مصلحت خاص سے قصداً نہیں کہا آخر حدیثی ہیں D-H-P تھے۔

جو وہ اپنی تبلیغی مہم سر کرنے کے لئے اپنے ساتھ لے گئے تھے) گاؤں کے ان ذمہ داروں سے ملنے کا ایک نقشہ مرتب کیا جن سے اس مسئلہ خاص میں گفتگو کی جا سکتی تھی۔ انھیں معلوم ہوا کہ گاؤں کا چودھری اگر قابو میں آجائے تو پورے گاؤں کے لوگوں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گاؤں کا یہ چودھری نہ کہیں کا فاضل ہے نہ اس کے پاس حدیث میں ڈاکٹریٹ کی کوئی سند ہے۔ یہ جان کر ان کو خاصا اطمینان ہوا انھیں یقین تھا کہ جاہل چودھری کو قابو میں کر لینا اور اپنی علمی دھاک سے اس کو مرعوب کر کے اپنی بات منوا لینا کوئی بڑا مشکل کام بھی نہیں ہوگا۔[1] چنانچہ غیر مقلد مبلغ بھائی نے چودھری سے ملاقات کی اور اپنی بات یوں شروع کی۔

غیر مقلد مبلغ اور گاؤں کے چودھری کی ملاقات

چودھری صاحب میں آپ کے پڑوسی گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ ہندوستان کے مشہور جامعہ سلفیہ کا فارغ ہوں۔ اور میں نے علم حدیث میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ یعنی P-H-D ہوں۔

چودھری ۔ جی ہاں آپ کے بڑے جامعہ سلفیہ سے فارغ ہونے اور صاحب علم ہونے کا اندازہ تو آپ کے اس بڑے عمامہ اور ریش دراز اور آپ کی شکل وصورت ہی سے ہو رہا ہے۔ فرمائیے کیسے تشریف لائے۔

غیر مقلد مبلغ ۔ جناب چودھری صاحب میں نے سنا ہے کہ آج سے کچھ روز پہلے اس گاؤں کی اکثر آبادی "اہل حدیث" تھی لیکن آج میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ جتنے اہل حدیث تھے وہ سب کے سب منکرین حدیث اور منکرین سنت ہو گئے ہیں۔ آخر یہ حادثہ کیسے رونما ہوا۔ دین حق کو چھوڑ کر دین باطل اختیار کرنے کا سبب کیا بنا۔ لوگ روشنی میں تھے۔ انھوں نے اس تاریکی کو

---

(۱) مبلغ صاحب کو کسی نے چودھری کے بارے میں غلط اطلاع دی تھی۔ اگر مبلغ صاحب پی ایچ ڈی تھے تو وہ منکرین سنت کے جامعہ قرآنیہ کا بہت اونچی قسم کا فاضل تھا۔

کیسے پسند کیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ "اہل قرآن" کی جماعت گمراہوں کی جماعت ہے۔ وہ حدیث رسول کا انکار کرتی ہے۔ رسول اللہ کی سنت سے منہ موڑتی ہے۔ نام قرآن کا لیتی ہے لیکن اس کا عمل قرآن پر بھی نہیں ہوتا ہے۔ قرآن میں صاف صاف ہے۔ "اطیعوا اللہ واطیعو الرسول" وہ قرآن کے پہلے جز کو مانتی ہے لیکن اس کے دوسرے جز کو نہیں مانتی۔ جس میں اطاعتِ رسول کا حکم ہے وہ حدیث و سنت کا انکار کرکے صریح حکم خداوندی کی مخالف بنی ہوئی ہے۔ ہدایت کے بعد گمراہی کا یہ راستہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے بھی اختیار کر رکھا ہے۔ کیوں آپ لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ گمراہی سے نکلیے۔ ہدایت کا راستہ اختیار کیجیے۔

چودھری صاحب آپ سمجھ دار آدمی ہیں۔ اگر گمراہی کا راستہ آپ نے چھوڑ دیا تو مجھے یقین ہے کہ گاؤں کے بہت سے لوگ آپ کی تقلید کریں گے اور سب اندھیرے سے روشنی کی طرف، ضلالت سے ہدایت کی طرف، بدعت سے سنّت کی طرف، باطل سے حق کی طرف آجائیں گے۔ اور ان سب کے ہدایت پانے کا ثواب آپ کو ملے گا۔

چودھری ـ جناب میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے یہاں آنے کی زحمت فرمائی۔ مگر مولانا مجھے آپ کا تبلیغ کا یہ انداز پسند نہیں آیا۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ کتاب و سنت کے ماننے والے ہیں مگر آپ نے اپنی اس دعوت و تبلیغ میں نہ کتاب اللہ کی ہدایت پر عمل کیا اور نہ سنتِ رسول اللہ کی رعایت کی۔ دیکھیے قرآن کہتا ہے۔ أُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ـ
آپ نے مجھے تبلیغ کرنے میں قرآن کے اس ارشاد کی صریح خلاف ورزی کی۔

آپ نے ہم اہل قرآن کو جو سراسر ہدایت پر ہیں گمراہ کہا۔ ہمارے مذہب کو باطل کہا۔ ہمیں تاریکی میں بتلایا حالانکہ ہم از سر تا پا روشنی میں ہیں آپ نے سنت رسول اللہ کی بھی مخالفت کی۔ رسول اللہ تو اپنے مخالفوں سے بڑی نرمی سے پیش آتے تھے۔ گمراہوں کو بھی وہ ڈائرکٹ گمراہ نہیں کہتے تھے۔ اور آپ نے ہم اہل حق اور ہدایت یافتہ جماعت کو گمراہوں کی جماعت قرار دے دیا۔ ہمارے یہاں نظام الدین دہلی کی تبلیغی جماعت بھی آتی ہے۔ اس میں علماء بھی ہوتے ہیں۔ جدید علوم کے ماہرین بھی ہوتے ہیں۔ آپ جیسے ڈاکٹرس بھی ہوتے ہیں۔ مگر ان کے تبلیغ کا انداز تو بہت معصوم ہوتا ہے نہ کسی کو گمراہ کہتے ہیں نہ کسی کو اہل باطل قرار دیتے ہیں۔ بہت نرم انداز اور محبت کے لب و لہجہ میں گفتگو کرتے ہیں۔ مولانا مجھے معاف فرمائیں۔ غالباً آپ اس تبلیغ کے میدان میں نئے اترے ہیں۔ آپ نے جو گفتگو فرمائی ہے اس میں کئی باتیں قابل غور ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اہل قرآن کی جماعت گمراہوں کی جماعت ہے، تو جب قرآن والوں کی جماعت گمراہوں کی جماعت ہو سکتی ہے تو پھر حدیث والوں کی جماعت گمراہوں کی جماعت کیوں نہیں ہو سکتی۔ آپ کو تو خود معلوم ہے کہ قرآن کا نمبر خدا کے دین میں اول ہے اور حدیث کا نمبر دوسرے درجہ میں ہے تو اگر نمبر اول والے ہدایت یافتہ نہ ہوں گے تو نمبر دوم والے کیوں کر ہدایت پانے والے ہوں گے۔

آپ نے ہمارے اوپر ایک الزام یہ بھی رکھا ہے کہ ہم حدیث اور سنت کا انکار کرتے ہیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ کو ہمارے مذہب کا پتہ ہی نہیں۔ ہم لوگ تو حدیث و سنت کو دانتوں سے پکڑتے ہیں بشرطیکہ وہ حدیث و سنت ثابت بھی ہو۔ اور اس کے ثبوت میں کوئی شبہ نہ ہو۔ دلیل قطعی سے

معلوم ہو جائے کہ وہ اللہ کے رسول کی حدیث یا اللہ کے رسول کی سنت ہے آپ ہمارے سامنے قطعی ثبوت کے ساتھ کسی حدیث کو پیش کیجئے ۔ بلا شک و شبہ طریقے سے کسی سنت کو ثابت کیجئے ۔ جس طرح قرآن متواتر طریقہ سے بلا کسی شک و شبہ کے خدا کی کتاب ثابت ہے ۔ اسی طرح اگر حدیث و سنت کا بھی ثبوت مل جائے تو ہم اس پر ضرور عمل کریں گے ۔ یہ ہمارے خلاف اور جماعت اہل قرآن کے خلاف بالکل جھوٹا پروپگنڈہ ہے کہ ہم حدیث و سنت کو نہیں مانتے ۔ ہمیں پورے ذخیرہ حدیث میں ایک حدیث بھی اور پورے ذخیرۂ سنت میں ایک سنت بھی دلیل قطعی سے ثابت نہیں ملی کہ وہ حدیث رسول یا سنت رسول ہے کہ ہم لوگ اطمینان قلب اور انشراح صدر کے ساتھ اس پر عمل کر سکیں ۔

گمراہی کے راستے سے ہدایت نہیں مل سکتی

اور مولانا آپ کی گفتگو کا آخری حصہ تو میرے لئے بڑا تعجب خیز ثابت ہوا جس نے میرے ہوش و حواس گم کر دیئے ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں آپ کے خیال کے مطابق گمراہی کا راستہ چھوڑ دوں تو دوسرے بھی میری تقلید کریں گے اور سب کے سب ضلالت سے ہدایت کی طرف تاریکی سے روشنی کی طرف باطل سے حق کی طرف ، بدعت سے سنت کی طرف آ جائیں گے ۔

ایک طرف تو آپ حضرات تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں ۔ اور دوسری طرف آپ کے نزدیک تقلید کے یہ بیش بہا فوائد بھی ہیں ۔ براہ کرم ذرا اس کی وضاحت فرمائیے کہ شرک کے راستہ سے جو ہدایت ملے گی کیا اسے ہدایت کہا بھی جائے گا ۔ ؟

آپ کو جیسا کہ معلوم ہے اور آپ جس کو حادثہ قرار دے رہے ہیں

ہم سب لوگ منکرین تقلید تھے۔ اور اب بھی ہم منکرین تقلید ہیں۔ مگر اب ہم روشنی میں ہیں، اہل حدیث نہیں، اہل قرآن ہیں۔ ہم نے اپنی زندگی کے بیشتر ایام اہل حدیث ہوکر گزارے۔ ہم نے دیکھا کہ مذہب اہل حدیث تضادات کا مجموعہ ہے۔ نام یہ لوگ حدیث کا لیتے ہیں۔ مگر ان کا عمل کسی صحیح حدیث پر ہے نہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اہل سنت ہیں مگر سنت سے ان کو بغض ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم سلف کے طریقے پر ہیں مگر آج تک ان کے سلف کا پتہ ہی نہیں لگا کہ یہ سلف کون لوگ ہیں جن کے طریقہ پر اہلحدیث ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ تقلید حرام ہے مگر یہ سب سے بڑے مقلد ہیں۔ ہم نے پرکھ پرکھ کر دیکھ لیا کہ غیر مقلدین نامی گروہ سے بڑا کوئی مقلد ہے ہی نہیں۔

غیر مقلدوں نے اپنے متعدد نام رکھے ہیں جو اہل حق ہونے کی علامت نہیں

ہم نے دیکھا کہ آج تک خود ان کو پتہ نہیں کہ آخر ہم کیا ہیں۔ کبھی اپنے کو موحد کہا، کبھی محمدی کہا، کبھی غیر مقلد کہا کبھی اہلسنت کہا کبھی اہل حدیث کہا کبھی سلفی کہا، کبھی اثری کہا، تو جو جماعت آج تک اپنا نام رکھنے میں اس قدر مضطرب ہو وہ اپنے دین، اپنے مسلک اور اپنے مذہب میں کس قدر مضطرب ہوگی، اور جس دین و مذہب میں اضطراب ہو اس کو اختیار کرنے میں اطمینان و انشراح کا سوال کہاں پیدا ہوتا ہے۔

اہل قرآن بھی تقلید کے منکر ہیں

ہم اہل قرآن ہیں۔ تقلید کا ہم بھی انکار کرتے ہیں۔ تقلید کو ہم بھی شرک سمجھتے ہیں۔ تقلید سے بری ہمارے نزدیک کوئی دوسری چیز نہیں، لیکن ہم آپ " اہل حدیث " لوگ کی طرح دو رُخاپن اختیار نہیں کرتے کہ فقہاء کی

تقلید کو تو شرک سمجھیں اور حرام کہیں اور محدثین کی تقلید کو جائز قرار دیں۔ اور دین سمجھیں۔ تقلید حرام ہے تو سب کی تقلید حرام ہوگی۔ فقہاء کی بھی اور محدثین کی بھی، امام ابوحنیفہ، امام شافعی۔ امام مالک، امام احمد کی بھی اور بخاری و مسلم ابن مدینی اور ابو نعیم بیہقی اور عام محدثین کی بھی، تقلید کے انکاری اصل ہم ہیں اور ہماری جماعت اصل غیر مقلدین کی جماعت ہے۔ آپ لوگ جو خود کو غیر مقلد کہتے ہیں اس کا سچائی سے دور دور کا تعلق نہیں۔ ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم اہلحدیث نہیں اہل قرآن ہیں۔ ہمارے پاس دین معلوم کرنے کا جو ذریعہ ہے وہ قطعی و نا قابل تردید اور بلا شک و شبہ ہے۔ اسلئے ہمارے بھٹکنے کا کوئی سوال نہیں۔ گمراہی میں ہم نہیں آپ ہیں۔ تاریکی میں ہم نہیں جماعتِ اہلحدیث ہے۔ خدا کیلئے مولانا ہم اصلی غیر مقلدین پر رحم فرمائیں اور ہمیں نقلی غیر مقلدین بنانے کی کوشش سے آپ باز آجائیں۔ ہمیں آپکے مذہب و عقیدہ میں صرف تضاد نظر آتا ہے اور آپ لوگ کتاب و سنت کی پیروی نہیں بلکہ اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہیں، کتاب و سنت کا نام تو آپ صرف دھوکہ دینے کیلئے زبان پر لاتے ہیں۔ ہم بھی اہلحدیث تھے مگر ہم نے اپنی عقل اپنا ذہن کھلا رکھا تھا اور ہم نے بارہا تجربہ کیا کہ آپ لوگوں کا مذہب صرف تضاد اور ضد پر قائم ہے۔ اور پھر اللہ نے ہمیں ہدایت دی اور آج ہم سب اور میرے گاؤں کے اکثر لوگ قرآن کی سیدھی راہ پر ہیں۔ آپ ہمیں راہِ ہدایت سے ہٹا کر پھر ضلالت کے راستہ پر اور ضد اور تضاد والے مذہب پر بلا رہے ہیں۔

غیر مقلد مبلغ:۔ آپ ہمارے مذہب حق کو بار بار تضاد اور ضد والا مذہب کہہ رہے ہیں حالانکہ ہم سلف کے طریقہ پر ہیں۔ کتاب و سنت کے ماننے والے ہیں۔ صحابہ کرام کے طور طریق پر ہیں۔ ہم اللہ کے رسول کی ہر سنت

کو دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔ بدعت سے دور رہتے ہیں۔ تمام صحیح حدیثوں پر ہم عمل کرتے ہیں آپ ہمارے اس صحیح اور سچے مذہب کو تضاد والا اور ضد والا مذہب کہتے ہیں۔ آپ نے ہمارے مذہب میں کیا تضاد دیکھا، اہل حدیث مذہب میں ضد کا عنصر آپ کو کہاں نظر آگیا۔؟

چودھری ۔ مولانا ہم نے اہلحدیث مذہب میں رہ کر آپ لوگوں کو خوب جانچا اور پرکھا ہے۔ آپ کا یہ دعویٰ کہ ہم سلف کے طریقہ پر ہیں۔ اور اسی وجہ سے آپ لوگ آجکل اپنے کو سلفی بھی کہہ رہے ہیں۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ آپ کے مذہب میں جو تضاد اور اہل حدیثوں میں جو ضد ہے میں اس کو بعد میں ثابت کروں گا پہلے آپ کے اس دعویٰ پر نظر کرتے ہیں کہ آپ سلف کے طریقہ پر ہیں۔

غیر مقلدین سلف کے طریقہ پر نہیں ہیں

بتلائیے کہ صحابہ کرام کو سلف میں سے آپ شمار کرتے ہیں کہ نہیں۔ اور اگر وہ سلف نہ ہوں گے تو پھر کون سلف ہوگا۔ لیکن جماعت اہلحدیث کے بڑے علماء یہ اعلان کرتے ہیں کہ صحابہ کا قول و فعل حجت نہیں۔

نواب صاحب بھوپالی جن کا نام آپ لوگ بڑے بڑے القاب کے ساتھ لیتے ہیں اور ان کو دین کا مجدد شمار کرتے ہیں۔ اپنی کتاب التاج المکلل کے صفحہ ۲۹۲ پر صاف صاف لکھتے ہیں۔ (و فعل الصحابی لا یصلح حجۃ) یعنی صحابی کا فعل قابل حجت نہیں ہوتا۔

فتاویٰ نذیریہ میں آپ کے شیخ الکل فی الکل مولانا سید نذیر حسین صاحب فرماتے ہیں کہ:

زیرا کہ قول صحابی حجت نیست ۔ ص ۳۴۰ جلد ا

یعنی صحابی کا قول حجت نہیں ہے۔

تو آپ بتلائیے کہ جب آپ لوگوں کے یہاں نہ صحابی کا قول حجت ہے اور نہ ان کا فعل حجت ہے اور سلف کا جب نام لیا جائے تو اوّل نمبر پر یہی صحابہ کرام سلف ہیں۔ تو پھر آپ کا یہ دعویٰ بالکل جھوٹ ثابت ہوتا ہے کہ آپ سلف کے طریقہ پر ہیں۔

صحابہ کے قول وفعل کو حجت نہ ماننا ان پر بداعتمادی کا اظہار ہے

مولانا صاحب! آپ لوگ نام تو سلف کا لیتے ہیں۔ مگر ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ سلف کا آپ سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں دیکھئے آپ کے علماء کہتے ہیں کہ صحابہ کا قول وفعل حجت نہیں۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ ان کو صحابہ کرام پر اعتماد نہیں نہ ان کے قول پر اعتماد ہے نہ ان کے فعل پر اعتماد ہے آپ صحابہ کرام کو مجروح الشہادۃ قرار دیتے ہیں اس سے بڑھ کر ان کی جناب میں گستاخی اور کیا ہو سکتی ہے۔

صحابہ کرام کے قول وفعل کا انکار بغض صحابہ کا مظہر ہے

صحابہ کرام کے قول وفعل کا انکار شیعوں کا طریقہ ہے۔ شیعہ کھلے طور پر صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں۔ اور آپ کا صحابہ سے بغض رکھنا ڈھکے انداز کا ہے مگر بغض صحابہ کی بابت آپ اور اہل تشیع میں کوئی فرق نہیں۔ صحابہ کرام کے قول وفعل کا وہ بھی انکار کرتے ہیں۔ اور آپ بھی اسے حجت تسلیم نہیں کرتے۔ بتلائیے کہ آپ اور شیعوں میں اب کیا فرق رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کے قول وفعل کو حجت نہ ماننا بغض صحابہ کا مظہر ہے۔

غیر مقلدین علماء نے صحابہ کرام کو فاسق کہا ہے

اور آپ لوگوں کا یہی بغضِ صحابہ ہے کہ آپ کے علماء نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو فاسق ۔ تک کہہ دیا ہے یہ جو آپ اپنے ساتھ اپنی کتابوں کا ایک معتبر گٹھر لائے ہیں ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس میں ایک کتاب کا نام نزل الابرار بھی لکھا ہے یہ وہی کتاب ہے جس کے بارے میں آپ کے جامعہ سلفیہ بنارس کی مطبوعہ کتاب ۔ جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات ۔ میں بایں الفاظ تعارف کرایا گیا ہے ۔

۔ نزل الابرار من فقہ النبی المختار جلد اول تعداد صفحات ۲۹۲ ۔ مصنف الشیخ العلام نواب وحید الزماں حیدر آباد مطبع سعید المطابع بنارس طبع اول ۱۳۲۸ھ یہ کتاب بھی فقہ اہلحدیث کے موضوع پر ہے اور عوام میں بہت مقبول ہے ۔ اس فقہ اہلحدیث والی اور عوام میں بہت مقبول کتاب میں یہ لکھا ہے

ومنہ یعلم ان من الصحابۃ من ھو فاسق کالولید ومثلہ یقال فی حق معاویہ وعمرو ومغیرۃ وسمرۃ ص ۹۴

یعنی اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ فاسق ہیں جیسے ولید اور اسی کے مثل کہا جائے گا معاویہ ، عمرو ، مغیرہ ، اور سمرۃ کے حق میں (کہ یہ تمام صحابہ بھی فاسق ہیں)

بتلائیے کہ صحابہ کرام کے بارے میں آپ کے عقیدہ اور شیعوں کے عقیدہ میں کیا فرق ہے ۔ صحابہ کو شیعہ بھی برا بھلا کہتے ہیں اور جماعتِ اہلحدیث کے لوگ بھی ۔ تعجب تو یہ ہے کہ آپ کے علماء مشائخ سلف کے طریقہ پر ہونے کا دعویٰ کرنے والے لوگ اس کتاب کے مصنف کو الشیخ العلام ، کہتے ہیں یعنی صحابہ کرام کو فاسق کہنے والا آپ کا ممدوح ہے اور آپکی جماعت

کے لوگ فخریہ اس کو "الشیخ العلام" کے شرف سے نوازتے ہیں۔ کسقدر افسوس اور جائے شرم ہے۔ اور جامعہ سلفیہ کی اسی شائع شدہ کتاب کے بارے میں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ کہا جارہا ہے کہ یہ کتاب فقہ اہل حدیث کے موضوع پر ہے اور عوام میں بہت مقبول ہے

نزل الابرار کتاب میں مذکورہ مسائل کی نسبت رسول اللہ کی طرف کرنا یہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر افترا اور بہتان ہے

اس گندی کتاب میں جو کچھ ہے اس کا ایک نمونہ تو میں نے ابھی آپ کے سامنے نقد پیش کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس میں جو مسائل ہیں وہ اتنے گندے ہیں کہ ان کا زبان پر لانا بھی شریف آدمی گوارہ نہیں کرے گا۔ کیا اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ سراسر افتراء نہیں ہے کہ آپ ان مسائل کو اللہ کے رسول کی طرف منسوب کریں۔

اسی کتاب کی اسی جلد میں جس کا تعارف جامعہ سلفیہ بنارس کے لوگوں نے اہل حدیث کی تصنیفی خدمات میں کرایا ہے۔ یہ مسئلہ لکھا ہے۔

"جسم پر مکھیوں کا پائخانہ لگا ہو تو دھونا ضروری نہیں ہے اس میں حرج ہے" نزل الابرار جلد ۱ صـ۱۲

اس مسئلہ کو آپ تو حدیث میں P.H.D ہیں کسی حدیث سے ثابت کر دیں میں آپ کو ایمان دار سمجھتا ہوں آپ خود انصاف سے فرمائیں کہ اس مسئلہ کو آنحضور کی طرف منسوب کرنا اور اس کو من فقہ النبی المختار بتانا کیا آنحضور پر سراسر افتراء اور بہتان نہیں ہے۔

اس کتاب کی اسی جلد میں یہ مسئلہ بھی ہے۔

"عورت نے کسی خصیے سے جماع کرایا تو غسل فرض نہیں" صـ۲۴ ج۱

اور یہ مسئلہ بھی ہے :

فلسفہ اور منطق اور کلام کی کتابوں سے استنجا کرنا جائز ہے صہ ۲۲/۱

اور یہ مسئلہ بھی ہے

کتے اور خنزیر کا جھوٹا پانی دودھ وغیرہ بھی پاک ہے صہ ۳۱/۱

اور یہ مسئلہ بھی ہے ۔

ہر حلال اور حرام جانور کا پیشاب پاک ہے ۔ صہ ۲۹/۱

یہ اس کتاب کے جو آپ کے اس وقت ہاتھ میں ہے پہلی جلد کے چند مسئلے ہیں اس طرح کے سیکڑوں مسئلے اس کتاب میں ہیں ۔ آپ حدیث میں اتھارٹی ہیں P.H.D ہیں ان مسئلوں کو آپ قرآن و حدیث سے ثابت کرسکتے ہیں ؟ ان مسائل کو خدا کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر افترا نہیں ہے ؟ مگر آپ لوگ ائمہ اربعہ کی فقہ کے دشمن ہیں اس مصنوعی فقہ کو جس کا آپ نے فقہ النبی اور اہلحدیث کا فقہ نام رکھا ہے اس کو آپ تعریف کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں ۔ اس سے بڑھ کر دنیا میں فراڈ اور دھاندلی کیا ہو سکتی ہے ۔ اللہ کے رسولؐ کا یہ ارشاد آپ لوگ بالکل بھول گئے کہ جس نے میری طرف قصداً جھوٹ بات منسوب کی اس کا ٹھکانا جہنم ہے ۔

کسی فقہ کا فقہ النبی نام رکھنا بدعت ہے

آپ لوگ ایک طرف تو فقہ اور فقہائے کے دشمن ہیں ۔ تمام فقہوں کا آپ مذاق اڑاتے ہیں ۔ اور ان کے مسائل کو فرضی اور اختراعی قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف خود اپنے لئے ایک فقہ بھی گڑھ لیتے ہیں ۔ یہ کوئی انصاف پسندی ہے ۔ اور پھر آپ حضرات کی جرأت بیجا یہ ہے کہ اپنے فقہ کو فقہ النبی المختار اور

فقہ اہلحدیث کہتے ہیں ۔ سورج کی روشنی میں اتنا بڑا جھوٹ تو شاید ہی کسی جماعت نے اجتماعی طریقہ پر بولا ہو ۔

اگر فقہ النبی ۔ اور فقہ اہلحدیث ،، نام کے کسی فقہ کا اس آسمان کے نیچے کبھی وجود رہا ہے تو نواب وحید الزماں کی اس کتاب سے پہلے اس کا نام لیجئے ، صحابہ و تابعین کے زمانہ میں اس کا وجود بتلائیے ۔ تبع تابعین کے زمانہ میں اس کا وجود بتلائیے ۱۸۸۶ء سے پہلے کی پوری اسلامی تاریخ میں اس کا وجود بتلائیے ۔ کسی کتاب کا نام لیجئے جس کو فقہ النبی المختار یا فقہ اہلحدیث کہا گیا ہو ۔ طبقات احناف کا ہم نے نام سنا ، طبقات شافعیہ کا نام سنا ، طبقات مالکیہ اور طبقات حنابلہ کا ہم نے نام سنا مگر آج تک ہمارے کان میں کسی طبقاتِ اہلحدیث کا نام نہیں پڑا ۔

آپ لوگ تو دوسروں کو بدعتی کہتے ہیں اور خود بدعت ایجاد کرتے ہیں ۔ کس قدر افسوس اور شرم و حیا کے ماورا بات ہے کہ ائمہ اربعہ کا فقہ جو خیر القرون یا قریب بعہد خیر القرون مدون ہوا ہے اس سے تو آپ کی دشمنی ہے ۔ اور آپ اس جدید اور چودھویں صدی کے فقہ کو گلے سے لگائے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ عوام میں بہت مقبول ہے ۔ عوام آپ نے کس کا نام رکھ رکھا ہے ۔ عوام اسی اہلحدیث جماعت کا نام ہے ؟ عوام مسلمین نے تو نہ کبھی اس فقہ اہل حدیث کا نام سنا اور نہ جانا ۔

غیر مقلد مبلغ ..... چودھری صاحب آپ تو نان اسٹاپ بولتے چلے جا رہے ہیں ۔ مجھے تو آپ کچھ کہنے کا موقع دیتے ہی نہیں ۔ آپ نے جو باتیں اب تک کی ہیں یہ وہی باتیں ہیں جو جماعت حقہ اہلحدیث کے خلاف مقلدین بکا کرتے ہیں ۔ کیا آپ بھی اہل تقلید میں سے ہیں ؟

گاؤں کا چودھری .. مبلغ صاحب بات اس وقت آپ کی

اور آپ کی جماعت کی ہے۔ ہم الحمدللہ اہل قرآن ہیں۔ ہم مقلد کسی کے نہیں۔ نہ ہم تقلید کو جائز سمجھتے ہیں۔ ہم تو آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپکی جماعت جس کا نام آپ نے جماعت اہلحدیث رکھ رکھا ہے اور آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ کسی کی تقلید نہیں کرتے ہیں یہ سب جھوٹ ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ لوگ سب سے بڑے مقلد ہیں۔ تقلید کا انکار محض ظاہری دکھاوا ہے۔

غیر مقلد مبلغ ..... چودھری صاحب آپ کس دنیا کی بات کر رہے ہیں۔ آپ کا یہ الزام کہ ہم جماعت حقہ حدیث اور سنت پر عمل کرنے والے مقلد ہیں یہ ہم پر بہت بڑا الزام ہے۔ آپ کو ہم پر تقلید کا گھناؤنا الزام لگانے سے باز آنا چاہیئے۔ کیا آپ کسی طرح بھی یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ہم اہلسنت وجماعت تقلید کے قائل ہیں۔ اور ہم کسی کی تقلید کرتے ہیں ؟

گاؤں کا چودھری .... جناب والا آپ خفا نہ ہوں میں نے آپ پر کوئی الزام نہیں لگایا ہے۔ بلکہ جو واقعہ ہے میں نے اس کا اظہار کیا ہے۔ اگر یہ کسی طرح ثابت ہو جائے کہ آپ تقلید نہیں کرتے ہیں تو اس سے بڑھ کر ہم اہل قرآن کے لئے خوشی کی بات کیا ہوگی۔ ہمارا تو یہ مشن ہی ہے کہ ہم عوام الناس کو تقلید کی لعنت سے باہر نکالیں۔

غیر مقلد مبلغ .... چودھری صاحب۔ ہماری جماعت حقہ کا غیر مقلد ہونا تو اظہر من الشمس ہے دنیا میں یہ مشہور ہے کہ اہلحدیث صرف کتاب وسنت کو قابلِ عمل جانتے ہیں۔ کسی امام کی تقلید نہیں کرتے۔ اور آپ ہم پر یہ الزام عائد کر رہے ہیں کہ جماعتِ اہلحدیث مقلدین کی جماعت ہے۔ کیا آپ اپنے اس الزام کو یا اپنے اس دعویٰ کو ثابت کر سکتے ہیں ؟

غیر مقلدین کی جماعت حقیقت میں مقلدین کی جماعت ہے

چودھری ..... جنابِ من میں نے شروع ہی میں عرض کیا تھا کہ آپ لوگوں کا مذہب تضادات کا مجموعہ ہے۔ کہتے کچھ ہیں اور عمل کچھ ہوتا ہے۔ آپ زبان سے تو ضرور تقلید کا انکار کرتے ہیں۔ مقلدین ائمہ پر آپ خطرناک بارش کی طرح برستے بھی ہیں۔ مگر عمل کی دنیا میں ہمیں آپ سے بڑا کوئی مقلد نظر نہیں آتا۔

ڈاڑھی کے مسئلہ میں گاؤں کے چودھری کا غیر مقلد مبلغ سے احتساب

آپ کا مقلد ہونا میں خود آپ کے عمل سے ثابت کر دوں گا۔ دیکھئے آپ نے جو یہ ڈاڑھی دراز در دراز والی رکھ رکھی ہے یہ محض آپ نے تقلیداً رکھی ہے اور سنت کے خلاف رکھی ہے۔ اس دراز در دراز ڈاڑھی رکھنے کی جس سے آپ کا حلیہ بگاڑ رکھا ہے کوئی سند آپ کے پاس ہے؟ پیش کیجئے۔ اس دراز در دراز ڈاڑھی کے جواز پر کتاب اللہ سے کوئی سند۔

غیر مقلد مبلغ ..... ہم نے یہ کب دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے عمل کی ہر دلیل کتاب اللہ سے ہوتی ہے۔ دراز ڈاڑھی رکھنے کا حکم حدیث رسول میں ہے۔ دیکھئے ترمذی شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ آنحضورؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

احفوا الشوارب واعفوا اللحی (رواہ الترمذی)

یعنی مونچھوں کو بالکل صاف کر دو اور ڈاڑھی کو بالکلیہ چھوڑ دو

دیکھئے اس حدیث میں ڈاڑھی کے "اعفاء" کا حکم دیا جا رہا ہے یعنی بالکلیہ چھوڑنے کا مگر آپ لوگ تو حدیث کو مانتے نہیں۔ اس حدیث کی روشنی

میں ڈاڑھی کا اپنے حال پر چھوڑ دینا واجب ثابت ہوتا ہے۔ اور اس کے ایک بال کا کاٹنا بھی حرام قرار پاتا ہے۔

ڈاڑھی کے بارے میں غیر مقلدین کا عمل تقلیداً ہے

چودھری .... مبلغ صاحب مجھے یہی تو بتلانا ہے کہ آپ لوگ نام تو حدیث کا لیتے ہیں۔ احادیث آپ کی زبانوں پر ہوتی ہیں لیکن عملاً آپ لوگ حدیث کے منکر ہیں۔ اگر ہم اہلِ قرآن پر آپ کا یہ الزام ہے کہ ہم منکرینِ حدیث ہیں تو انکارِ حدیث کے میدان میں آپ اور آپ کی جماعت ہم اہلِ قرآن سے پیچھے نہیں۔

اب میں آپ کو ذرا وضاحت سے بتلاتا ہوں کہ آپ نے جو یہ ریش دراز در دراز اپنے چہرہ اور سینے پر سجا رکھی ہے یہ تقلیداً ہے نہ کہ حدیث کی روشنی میں۔

ڈاڑھی کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل

سنئے اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہیں اور خود عبداللہ ابن عمرؓ کا عمل یہ تھا۔ آپ کے محدث مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارکپوری اپنی مشہور کتاب تحفۃ الاحوذی میں فرماتے ہیں۔

اخرج البخاری فی صحیحہ کان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہٗ (تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۱۱)

یعنی امام بخاری نے اپنی صحیح میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی ڈاڑھی (بال بنانے کے وقت) اپنی مٹھی میں پکڑتے اور جو بال مٹھی بھر سے زیادہ ہوتے اس کو تراش لیتے۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہی معمول مؤطا امام مالک میں بھی مذکور ہے۔

عن نافع کان ابن عمر اذا حلق راسه فی حج او عمرۃ اخذ من لحیته وشاربه ۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص۱۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب حج یا عمرہ میں سر کے بال بنواتے تو اپنی مونچھ اور ڈاڑھی کی کچھ مقدار ترشوا لیتے ۔

اور ابھی اوپر کی حدیث میں معلوم ہوا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ ڈاڑھی کے انھیں بالوں کو ترشواتے جو ایک قبضہ (مٹھی) سے زائد ہوتے ۔

اب آپ ذرا ازراہِ انصاف غور فرمائیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی کی وہ حدیث بھی ہے جسے آپ نے ذکر کیا ۔ اور جس میں اعفاء لحیہ کا ذکر ہے ۔ اور جس سے آپ نے یہ استدلال کیا ہے کہ ڈاڑھی کو اپنی اصلی حالت پر رکھنا واجب ہے اور اس سے ایک مٹھی سے زائد کا بال تراشنا حرام ہے ۔

اور بخاری کی اور موطا کی ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی ڈاڑھی کا بال جو ایک مشت سے زائد ہوتا اس کو تراشتے تھے تو اگر اعفاء لحیہ کا وہی مطلب ہے جو آپ کی جماعت اہلحدیث کے علماء بیان کرتے ہیں تو کیا یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو اتباعِ سنت میں بہت زیادہ متشدد اور امتیازی حیثیت کے مالک تھے وہ اس صریح حدیث اور امرِ رسول کی مخالفت کرتے تھے ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ تو بڑے جلیل القدر صحابی ہیں کیا کسی بھی صحابی کے متعلق یہ وہم بھی کیا جا سکتا ہے کہ اس کے سامنے رسول اللہؐ کا واضح حکم ہو بلکہ وہ خود اس حکم کا راوی بھی ہو اور اس کے باوجود وہ اس حکم کی مخالفت کرے ؟ اگر آپ جماعتِ اہلحدیث کے لوگ واقعی سلف کے پیرو ہوتے اور اہلسنت والجماعت صرف نعرہ لگانے ہی والے نہ ہوتے بلکہ واقعۃً اہلسنت والجماعت ہوتے تو آپ اس کا تصور بھی نہ کرتے ۔

اگر راوی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

اس لئے کہ اگر راوی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرتا ہے تو اس کی یا تو یہ شکل ہوگی کہ اس کے نزدیک وہ حدیث منسوخ ہے یا یہ شکل ہوگی کہ اس حدیث کا حکم جواز کا ہے اس پر عمل کرنے اور نہ کرنے دونوں کی گنجائش ہے۔ یا اس کے نزدیک وہ حدیث سنداً صحیح نہ ہوگی۔ یا اسکو اس حدیث کے مفہوم و معنی سمجھنے میں اشتباہ ہوا ہوگا۔ لیکن اگر کوئی راوی کسی حدیث کی روایت کرتا ہے۔ اور وہ حدیث اس کے نزدیک ثابت بھی ہے۔ اور اس کے رد کرنے کی کوئی معقول شرعی وجہ بھی نہیں ہے۔ مگر ان تمام کے باوجود اس کا عمل اس حدیث کے خلاف ہے تو وہ مردود الشہادۃ ہوگا۔ وہ ساقط الاعتبار ہوگا۔

کوئی صحابی قولِ رسول اور فعلِ رسول کو ثابت اور غیر منسوخ مانتے ہوئے اس کا عمداً تارک نہیں ہوتا ہے

ہم نہیں سمجھ سکتے کہ کسی مؤمن (اگر وہ واقعی صاحبِ ایمان ہے) کے تصور میں یہ بات آسکتی ہے کہ وہ کسی صحابی کے بارے میں اس کا اعتقاد رکھے کہ وہ قصداً اور عمداً کسی سنت ثابتہ کا تارک ہوگا۔

اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آنحضورؐ کی اس حدیث پر یعنی جس میں اعفاء لحیہ کا حکم ہے عمل نہیں کیا ہے تو سوائے اس کے کوئی اور وجہ نہیں ہو سکتی کہ ان کے نزدیک اس حدیث کا وہ مفہوم نہیں ہے جو آپ کی جماعت اہلحدیث نے سمجھ رکھا ہے۔ کیا آپ حضرات اس زعم میں مبتلا ہیں کہ صحابہ سے زیادہ آپ حضرات

سنت رسول پر عمل کرنے والے ہوئے ہیں ۔

صحابہ کا ڈاڑھی کے بارے میں عمل

اور ایک قبضہ سے زیادہ ڈاڑھی کے بال کو تراش لینے کا عمل صرف حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ہی نہیں تھا بلکہ یہی بات حضرت عمرؓ اور حضرت ابوہریرۃؓ حضرت جابرؓ سے بھی مروی ہے ۔ بلکہ حضرت جابر کی حدیث جو حسن سند سے مروی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام صحابہ کا یہی عمل تھا ۔ اور خاص طور سے حج و عمرہ کے موقع پر تو صحابہ کرام کا عام معمول یہی تھا ۔ (تحفہ جہ ص۱۱)

ڈاڑھی کے بارے میں تابعین کا عمل

اور تابعین میں سے یہی بات حضرت حسن بصری اور حضرت عطا سے بھی منقول ہے ۔ (تحفہ ج ۴ ص۱۱)

ڈاڑھی کے بارے میں جمہور کا تعامل

اور عہد صحابہ سے لے کر تا زمانہ حال جمہور مسلمین کا تعامل بھی یہی رہا ہے کہ ایک قبضہ سے قدر زائد ڈاڑھی کے بال کو وہ تراشتے ہیں ۔

ڈاڑھی کے بارے میں غیر مقلدین نے اپنے علماء کی تقلید کی ہے

ان تمام گذارشات سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ڈاڑھی کے سلسلے میں غیر مقلدین کا عمل صحابہ کرام کی سنت ان کے معمول اور حدیث کی روشنی میں نہیں ہے بلکہ یہ محض آباء واجداد کی تقلید میں ہے ۔ اس لئے کہ مولانا مبارکپوری نے اپنی تحفہ میں یہ لکھ دیا ہے کہ ڈاڑھی کے بال میں سے کچھ ترشوانا جائز نہیں ہے ۔

کرہ ان یوخذ شیٔ من طول اللحیۃ وعرضہا۔ (تحفہ ج ۴ ص ۱۱)

یعنی مولانا مبارکپوری کا صحابہ کرام کی سنت اور ان کے معمول کے برخلاف فیصلہ یہی ہے کہ ڈاڑھی کے طول و عرض سے کچھ تراشنا مکروہ ہے۔

آپ حضرات سنت صحابہ اور معمولاتِ صحابہ کے خلاف جب اس قسم کا فیصلہ کرتے ہیں تو شاید یہ بھول جاتے ہیں کہ آپ صحابہ کرام کی عدالت کو ساقط کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اور ان کے دین و دیانت کو مجروح کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو اس وہم میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں کہ سنت رسول کے صحابہ کرام سے زیادہ آپ شیدائی ہیں۔ اور حدیث کے مفہوم کو آپ ان اہل زبان سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

جب صحابہ کرام کے بارے میں آپ کا یہی عقیدہ اور مسلک ہے تو بتلائیے کہ آپ میں اور روافض میں کتنے قدم کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے۔ اور جب آپکی جماعت کے محدثین کا زعم یہی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو اعفا والی حدیث کے راوی ہیں۔ ان کا عمل حدیث کے خلاف تھا اور وہ رسولؐ کے اس امر اعفوا کے مخالف تھے تو بتلائیے کہ ان کی روایت کردہ حدیث پر عمل کی گنجائش کہاں باقی رہ گئی ہے۔ اور آپ اس حدیث کو صحیح قرار دینے کی جرأت کی بنیاد کہاں سے فراہم کرتے ہیں؟

صحابہ کا باطل پر اتفاق کرنا محال ہے

حالانکہ آپ حضرات اگرچہ اجماع کے منکر ہیں مگر کبھی کبھی اس روشن حقیقت کے اظہار پر آپ بھی مجبور ہو ہی جاتے ہیں کہ

صحابہ کا باطل پر اتفاق کر لینا محال ہے۔ (تحفہ ج ۱ ص ۲۴)

آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ جو صحابہ کرام۔ مقدار قبضہ، کے ماسوا ڈاڑھی

کے بال کو ترشواتے تھے ان کے اس عمل پر کسی صحابی کا انکار ثابت ہے یا کسی صحابی سے آپ یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ اس کے نزدیک بھی اعفار لحیہ کا وہی مفہوم تھا جو مفہوم آپ کے علماء نے اس اعفار لحیہ والی حدیث سے سمجھا ہے ؟ اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں اور آپ کی پوری جماعت اہلحدیث بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ صحابہ کرام کے ڈاڑھی کے ایک مشت سے زائد بال ترشوانے پر کسی صحابی یا کسی تابعی سے انکار ثابت نہیں کر سکتی ہے تو یہ صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہوا اگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ صحابہ کا یہ عمل حدیثِ رسول کے خلاف اور باطل ہوتا تو صحابہ کرام کا اس پر اجماع نہ ہوتا۔ اور یقیناً کسی نہ کسی صحابی سے اس پر انکار ثابت ہوتا۔ صحابہ کرام کی بات تو الگ ہے حضرت عبداللہ بن عمر کے اس عمل پر کسی تابعی کا بھی انکار ثابت نہیں۔

غیر مقلد مبلغ .... چودھری صاحب یہ آپ کی زیادتی ہے۔ جب اعفار لحیہ والی حدیث صحیح ہے اور اس حدیث میں "اعفاء" یعنی ڈاڑھی کے بال کو جوں کا توں چھوڑ دینے کا حکم صراحۃً موجود ہے۔ اور امر وجوب کیلئے ہوتا ہے تو پھر آپ کا اہلحدیث جماعت پر یہ اعتراض کہ ان کے نزدیک ڈاڑھی کا بال طول و عرض سے ترشوانا حرام ہے بالکل بیجا اور غیر مسموع ہے۔ حدیثِ رسول کے آگے کسی امتی کی بات خواہ وہ صحابی ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ صحابی کتنا بھی جلیل القدر کیوں نہ ہو نہیں سنی جا سکتی۔ اس لئے اصول میں یہ بات مصرح ہے کہ :

ان المعتبر ما رواہ الصحابی لا ما راٰہ کما تقرر فی مقرہ (تحفہ ص ۲۴)

یعنی معتبر بات وہ ہو گی جو صحابی روایت کرے نہ وہ جو خود اس کا اختیار کردہ مذہب ہو۔ اس لئے ڈاڑھی کے سلسلہ میں ہمارے علماء نے جو بات لکھی ہے

وہی حق ہے ۔ آپ ہمارے علماء پر خوامخواہ اعتراض نہ کریں ۔

چودھری ..... مبلغ صاحب .... خوامخواہ کا اعتراض کرنا تو ہم نے آپ ہی حضرات سے سیکھا ہے ۔ خوامخواہ قسم کا اعتراض تو آپ ہی حضرات کیا کرتے ہیں ۔ خود بھی کرتے ہیں اور یہ اعتراض دوسروں کو بھی سکھاتے ہیں ۔

غیر مقلدوں کا اعتراض دہ در دہ پانی کے مسئلہ میں خوامخواہ کا اعتراض ہے

ہم نے آپ کی اس ریش دراز در دراز پر جو حقائق کی روشنی میں گفتگو کی ہے وہ آپ کو اپنے اوپر اور اپنے علماء پر خوامخواہ کا اعتراض نظر آ رہا ہے ۔ حالانکہ ہمارا اعتراض خوامخواہ کا نہیں ہے بلکہ میں ابھی ثابت کر دونگا کہ ہمارا یہ اعتراض آپ ہی حضرات کے بتلائے ہوئے قاعدہ اور محدثین اور ائمہ فقہ ولغت کے اصول کی روشنی میں ہے ۔

خوامخواہ کا اعتراض تو وہ ہے جو آپ حضرات احناف ۔ پانی کے مسئلہ میں ۔ ماء کثیر کی مقدار کے بیان میں "دَہ دَر دَہ" پر کیا کرتے ہیں ۔ اور اس مقدار کا ثبوت حدیث سے مانگتے ہیں ۔ حنفیہ کے کس عالم نے کہا ہے کہ یہ مقدار حدیث سے ثابت ہے ۔ جب ان کے کسی عالم نے یہ بات نہیں لکھی ہے تو آپ کو ان سے حدیث کا ثبوت مانگنا خوامخواہ کا اعتراض نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟ ماء کثیر کی مقدار کیا ہو ۔ احناف کے بعض متأخرین علماء نے اس کا اندازہ یہ کیا ہے کہ دَہ دَر دَہ کی مقدار اگر پانی ہو تو اس پر ماء کثیر کا اطلاق کیا جا سکتا ہے ۔ یہ محض اپنے ایک خیال کا اظہار ہے نہ کہ کسی حنفی کا یہ دعویٰ ہے کہ ماء کثیر کی یہ مقدار حدیث سے ثابت ہے ۔

اعفاء لحیہ کے بارے میں غیر مقلد مبلغ کے استدلال پر گاؤں کے چودھری کا مناقشہ

خیر یہ باتیں تو ضمنی آ گئی ہیں ۔ یہاں حنفیہ کی وکالت نہیں کرنی ہے۔ ہمارے نزدیک راہِ حق سے بھٹکے ہوئے سب ہیں خواہ مقلدین ہوں یا آپ کی جماعت اہلحدیث ۔ ہم اپنی گفتگو کا رُخ پھر ڈاڑھی والے مسئلہ کی طرف پھیرتے ہیں ۔

جس طرح مسائل میں تقلید حرام ہے اسی طرح اصول میں بھی حرام ہے

آپ نے ڈاڑھی کے بال کو جوں کا توں چھوڑنے کے سلسلہ میں ایک بات یہ کہی ہے کہ اصول میں یہ بات مصرح ہے کہ راوی جو حدیث روایت کرے اس کا اعتبار ہوگا نہ وہ جو مذہب اختیار کرے اس کا اعتبار ہوگا ۔
میں کہتا ہوں کہ چلئے آپ اپنے اسی اصول کو کتاب و سنت سے ثابت کر دیجئے۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ آپ جماعت اہلحدیث کا مذہب کتاب و سنت پر مبنی ہے ۔ آپ کسی امّتی کے نہیں خدا اور رسول کے مطیع اور متبع ہیں۔ تو کم از کم آپ اپنے مذہبی اصول میں تو ضرور کتاب و سنت کی روشنی میں گفتگو کرتے ہوں گے اور ان اصول میں امتی کا نہیں اللہ اور رسول کا فرمان ہی مدارِ استدلال ہوگا ؟
میں آپ کی اس ریش دراز در دراز کے حوالہ سے آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے اس اصول کو کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہوگا نہ اس کے عمل کا اس کو کتاب و سنت سے ثابت کر دیں ۔
مبلغ صاحب ! آپ لوگ خود تو امتیوں کے گڑھے ہوئے اصول کو جان سے پیارا سمجھتے ہیں اور علم و عقل کو بالائے طاق رکھ کر اس پر عمل بھی

کرتے ہیں اور دوسروں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں تقلید کرتا ہے۔
اگر مسائل میں کسی امتی کی تقلید حرام ہے تو اصول میں اس کی تقلید کیونکر
جائز ہوگی ؟

یہ اصول کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہوگا نہ کہ اس کے عمل کا متفق علیہ نہیں نہ یہ عقل کے مطابق ہے

آپ حضرات کا یہ کہنا کہ راوی کی روایت کا اعتبار ہوگا نہ کہ اس کے عمل کا
نہ یہ متفق علیہ ہے اور نہ یہ عقل کے مطابق ہے۔ اس کا متفق علیہ نہ ہونا تو
اس سے ظاہر ہے کہ بہت سے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ راوی اپنی روایت
کے خلاف اگر عمل کرے گا جبکہ وہ روایت اس کے علم کے مطابق ثابت اور
غیر منسوخ ہے تو اس سے راوی کی ثقاہت و عدالت باطل ہو جائے گی۔
ہم اہل قرآن کا یہی مذہب ہے اور بہت سے ائمہ حدیث کا بھی یہی مذہب ہے۔

اگر راوی اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو اس حدیث پر عمل نہ ہوگا

اور بہت سے علماء کا یہ مذہب ہے کہ اگر راوی اپنی روایت کے خلاف
عمل کرے تو اس روایت پر عمل کرنا جائز نہ ہوگا۔

عمل الراوی بخلاف روایتہ بعد الروایۃ یسقط العمل بہ عندنا۔

(قواعد فی علوم الحدیث صـ ۲۰۲)

یعنی راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا یہ اس کا موجب ہوتا ہے
کہ اس روایت پر عمل نہیں ہوگا یہی احناف کا اصول ہے۔

اگر صحابی اپنی روایت کے خلاف عمل کرے تو وہ روایت ناقابل استدلال ہے

اور اگر صحابہ یا کوئی صحابی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے تو بہت سے لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ وہ روایت مجروح ہے۔

عمل الصحابة او صحابی بخلاف الحدیث یوجب الطعن فیه (ایضاً ص۲۰۲)

یعنی صحابہ یا کسی صحابی کا اپنی حدیث کے خلاف عمل کرنا اس حدیث کو مطعون بنا دیتا ہے۔

یہ جو دوسروں کا اصول ہے وہ عین مقتضائے عقل ہے۔ اسلئے کہ کسی صحابی کی بات تو دور کی ہے۔ کسی ثقہ عام آدمی کے بارے میں بھی یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے سامنے آنحضورؐ کا صحیح قول اور آپ کی سنت ثابتہ ہو اور وہ اس سنت کا راوی بھی ہو اور وہ بغیر بلا کسی علت کے اس حدیث پر عمل چھوڑ دے۔ یہ بات جو صراحۃً عقل کے خلاف ہے اسی بات کو آپ لوگوں نے اپنا اصول بنا لیا ہے۔

اعفاء کا معنیٰ اہل لغت محدثین کے نزدیک

آپ نے "اعفوا اللحی" جو ترمذی کی روایت میں موجود ہے اس کا معنیٰ یہ سمجھ رکھا ہے کہ ڈاڑھی بڑھتی رہے پھیلتی رہے جھاڑ جھنکاڑ ہو جائے۔ اس سے شکل بگڑ جائے۔ ہیئت بدل جائے اس میں قینچی کا لگانا قطعاً حرام ہے۔ لیکن یقین جانیے مبلغ صاحب کہ اعفاء کا یہ معنیٰ کسی بھی اہل لغت نے نہیں ذکر کیا ہے اور نہ خیر القرون میں اس کا یہ معنیٰ صحابہ و تابعین نے سمجھا تھا اور نہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا عمل اس پر تھا۔ اگر آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل ہوتا تو حضرت عمرؓ اور حضرت ابن عمرؓ وغیرہ جلیل القدر صحابی جو رسول اللہ کی ایک

ایک سنت پر جان چھڑکنے والے اور عمل کرنے والے تھے آپ کی اس سنت کے خلاف اپنی ڈاڑھی کا بال طول وعرض سے ترشواتے نہیں۔

ذرا آئیے دیکھیں اعفار کا معنی اہل لغت کیا بیان کرتے ہیں۔ دیکھئے یہ میرے پاس مجمع البحار ہے۔ علامہ طاہر محدث پٹنی کا نام تو آپ نے سنا ہوگا یہ ان کی وہ مشہور (لغت حدیث میں) کتاب ہے جس پر ہر ہندوستانی فخر کرتا ہے اور اہل عرب اس پر رشک کرتے ہیں۔ اس کتاب کی جلد ثالث صـ۶۲۹ پر اعفار پر طویل بحث ہے۔ دیکھئے وہ اس لفظ کا کیا مطلب بتلاتے ہیں۔ اور ترمذی کی روایت آپ کی پیش کردہ میں جو اعفوا اللحیٰ ہے اس کی وضاحت ان کے نزدیک کیا ہے؟ فرماتے ہیں:

إعفاء اللحیٰ هو أن یوفر شعرها ولا یقبض کالشوارب

یعنی اعفاء اللحی کا مطلب یہ ہے کہ ڈاڑھی کے بال زیادہ رکھے جائیں ڈاڑھی کو مونچھوں کی طرح نہ تراشا جائے۔

اس عبارت کا صاف مفہوم یہ ہے کہ ڈاڑھی کے بال زیادہ ہونے چاہئیں۔ اور ڈاڑھی کو مونچھوں کی طرح تراشنا کہ ڈاڑھی مونچھوں کی طرح صاف نظر آئے یہ حرام اور ممنوع ہے۔ اور صحابہ کرام کے عمل سے یہ بات واضح ہے کہ ایک قبضہ ڈاڑھی پر ڈاڑھی کے زیادہ بال ہونے کا اطلاق ہوتا ہے۔

اور صحابہ کرام کے اسی عمل کی روشنی میں علامہ طاہر پٹنی فرماتے ہیں

اما الأخذ من طولها وعرضها بقدر التحسین فحسن

یعنی ڈاڑھی کے طول و عرض سے کچھ تراش لینا جبکہ مقصد ڈاڑھی میں حسن پیدا کرنا ہو تو یہ اچھی بات ہے۔

پس اس سے صاف واضح ہے کہ آپ نے یہ جو ڈاڑھی رکھی ہے اتباع سنت کے جذبہ سے نہیں رکھی ہے۔ اور آپ نے نام تو حدیث کا لیا ہے مگر بات مانی ہے اپنے

علماء کی ۔

امام ترمذی پر غیر مقلدوں کو اعتماد نہیں

آپ فرماتے ہیں کہ داڑھی کے سلسلہ کی یہ حدیث صحیح ہے ۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس حدیث پر صحت کا حکم کس نے لگایا ہے ؟ میں جانتا ہوں کہ آپ جواباً یہ فرمائیں گے کہ اس حدیث پر صحت کا حکم لگانے والے امام ترمذی ہیں ۔ اس لئے کہ انھوں نے فرمایا ہے ۔ ھٰذا حدیث صحیح ۔ یعنی یہ حدیث صحیح ہے ۔

لیکن بندہ پرور آپ لوگ اور آپ کے علماء دنیا کو کب تک دھوکا دیتے رہیں گے ۔ ذرا یہ تو فرمائیے کہ کیا امام ترمذی کی تحسین و تصحیح پر آپ حضرات کو اعتماد بھی ہے ؟ آپ کے علماء تو صاف صاف امام ترمذی پر عدم اعتماد کا اعلان کرتے ہیں ۔ مبارکپور کا آپ کا وہ جلیل القدر محدث جس کی شان میں آپ حضرات زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں ۔ اور جس کی تحقیقات علمیہ پر آپ حضرات کو بڑا فخر و ناز ہوتا ہے ۔ سنئے اور کان کھول کر سنئے کہ امام ترمذی کے بارے میں ان کا کیا ارشاد ہے ۔

رفع یدین کے مسئلہ کی حدیث

امام ترمذی نے مسئلہ رفع یدین کے سلسلہ کی حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی یہ حدیث ذکر کی ہے ۔

عن علقمۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ ۔

یعنی علقمہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ کیا میں

تم کو وہ نماز نہ پڑھاؤں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی؟ پھر آپ نے نماز پڑھائی اور صرف شروع نماز میں رفع یدین کیا۔ (غیر مقلدوں کیطرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین نہیں کیا۔ اس حدیث کو ذکر کر کے امام ترمذی فرماتے ہیں۔ حدیث ابن مسعود حدیث حسن۔ یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث حدیث حسن ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

وبہ یقول غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین۔

یعنی یہی ترک رفع یدین کا مذہب بہت سے صحابہ و تابعین کا ہے۔

...... اور خود مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کو اس کا اعتراف ہے کہ یہ قول صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں:

وروی ذلک عن عمر و علی وابن عمر۔ کہ عدم رفع یدین کا مذہب حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے بھی منقول ہے![1]

غرض امام ترمذی نے ترک رفع یدین کے مذہب کی صحیح حدیث بھی ذکر کی۔ اور یہی مذہب صحابہ و تابعین کی ایک بڑی جماعت کا بھی بتلایا۔ مگر آپ کے یہ علامہ محدث مبارکپوری صاحب ترمذی کے متعلق اپنا فیصلہ سناتے ہیں۔ اور ان کو بے اعتبار بنانے کا فریضہ بڑی خوبی اور پوری محدثانہ شان سے انجام دیتے ہیں۔ دیدۂ عبرت کھولئے اور سنئے۔ امام ترمذی کے متعلق آپ کے یہ جلیل القدر محدث صاحب کیا فرماتے ہیں۔

---

(۱) اگرچہ مولانا مبارکپوری مرحوم نے اس اعتراف کے باوجود بھی ان آثار کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور "نہیں مانیں گے" کی ضد جو علماء اہلحدیث کا قدیم وطیرہ ہے ان آثار کے رد کرنے میں اس ضد کا پورے طور پر مظاہرہ کیا ہے جو لائق عبرت ہے۔

حدیث ابن مسعود لیس بصحیح ولا بحسن بل ھو ضعیف لا یقوم بمثلہ حجۃ واما تحسین الترمذی فلا اعتماد علیہ لما فیہ من التساہل۔

(تحفہ ج۱ ص ۲۲۰)

یعنی ابن مسعود کی حدیث نہ صحیح ہے اور نہ حسن ہے بلکہ وہ ضعیف ہے۔ اس طرح کی حدیث سے حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ اور امام ترمذی نے جو اس کو حسن قرار دیا ہے تو امام ترمذی کی بات پر اعتماد نہیں اس لئے کہ ان میں تساہل تھا ـــــ یہ ہے امام ترمذی کی آپ کے یہاں قدر اور یہ ہے آپ کی جماعت میں ان کا حدیث میں مقام۔

مبلغ صاحب، ذرا خود آپ ہی انصاف فرمائیں کہ جب امام ترمذی کی تحسین و تصحیح پر اعتماد ہی نہیں تو اعفاء اللحیۃ والی حدیث کو جو انھوں نے صحیح قرار دیا ہے اس پر کیسے اعتماد کیا جائے اور کس دلیل سے اس حدیث کو صحیح قرار دیا جائے۔ خصوصاً جب کہ خود راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا عمل اس کے خلاف ہے۔

ہم اہل قرآن کو آپ منکرین حدیث کا طعنہ دیکر عوام میں بدنام کرتے ہیں مگر انکار حدیث کی یہ راہ ہم اہل قرآن نے آپ ہی سے سیکھی ہے۔

غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ ہم تقلید نہیں کرتے جھوٹ ہے

آپ حضرات بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم کسی کی تقلید نہیں کرتے مگر، ہم اہل قرآن کا یہ تجربہ ہے کہ اس آسمان کے نیچے اس جھوٹ سے بڑا کوئی جھوٹ بہت کم بولا گیا ہے۔ اب اسی مسئلہ میں دیکھئے کہ آپ کے جلیل القدر محدث مولانا مبارکپوری صاحب نے امام ترمذی پر عدم اعتماد کا جو فیصلہ صادر فرمادیا ہے یہی راگ انکی تقلید میں سارے غیر مقلدین علماء الاپنے لگے ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی پاکستانی کا نام تو آپ نے سنا ہوگا۔ آجکل ان کی کتاب "حرکۃ الانطلاق الفکری" کا آپ کی جماعت میں بڑا چرچا ہے اور اس کو عصر حاضر کا شاہکار شمار کیا جا رہا ہے۔ اور مولانا اسمٰعیل سلفی کو عصر حاضر کا مجمع علیہ امام فی الحدیث باور کرانے کی کچھ سلفی ازہریوں کی بے پناہ کوشش ہے۔ (۱)

یہی مولانا سلفی اپنی اسی شاہکار کتاب میں آپ کے محدث مولانا مبارکپوری کی تقلید میں امام ترمذی کے بارے میں وہی بات فرماتے ہیں جو جلیل القدر محدث مولانا مبارکپوری نے اسی امام فی الحدیث کے بارے میں فرمائی ہے مولانا محمد اسمٰعیل سلفی لکھتے ہیں۔

اما تحسین الترمذی فمن عادتہ الخاصۃ ومصطلحہ ولا یستلزم الاعتماد والوثوق۔ ص۲۵۹

یعنی امام ترمذی کا اس حدیث کو حسن قرار دینا تو یہ ان کی خاص عادت اور ان کی خاص اصطلاح کی بات ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ ان پر یا انکی تحسین پر بھروسہ اور اعتماد بھی کیا جائے۔

غیر مقلدین کا صحیح حدیث کو ضعیف قرار دینا

اور یہی امام کتاب وسنت صاحب اپنی اسی کتاب میں قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی اس صحیح حدیث کو من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قراءۃ یعنی جس کا امام ہے (اس کو خود کچھ نہیں پڑھنا چاہیئے) اسلئے

---

(۱) مولانا مقتدیٰ حسن ازہری استاد جامعہ سلفیہ فرماتے ہیں "معاصرین کا اتفاق ہے کہ کتاب وسنت میں آپ کو امامت کا درجہ حاصل تھا۔ (حرکۃ الانطلاق ص۳۲)

کہ امام کی قرأت خود اس کی قرأت ہوتی ہے۔ (۱) یہ کہہ کر رد کر دیا ہے کہ

ضعیف باتفاق الائمہ ولم یصح لہ طریق ... ص۲۶

یعنی یہ حدیث باتفاق ائمہ ضعیف ہے اور اس کی کوئی سند صحیح نہیں۔
مولانا محمد اسمٰعیل سلفی نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی ہے نہ یہ انکی اپنی تحقیق ہے بلکہ وہ یہ بات مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی تقلید میں کہہ رہے ہیں۔ اور یہ جھوٹ انہیں کی تقلید میں بول رہے ہیں۔ مولانا مبارکپوری اپنی کتاب ابکار المنن میں لکھتے ہیں۔ ان هذا الحدیث ضعیف بجمیع طرقہ ص۵۱۹
یعنی یہ حدیث اپنی تمام سندوں سے ضعیف ہے۔

تو بلا تحقیق کئے ہوئے کہ مولانا مبارکپوری کی یہ بات صحیح ہے یا غلط جھوٹ ہے یا سچ اس اللہ کے بندہ نے بھی جو ائمہ فقہ کی تقلید کا تو شد و مد سے منکر ہے مگر اپنے بڑوں کی تقلید میں اس درجہ متعصب ہے کہ اس نے ان کی تقلید میں اللہ کے رسول کی صحیح حدیث کو رد کر دینے میں بھی ذرا بھی باک محسوس نہیں کی اور اس صحیح حدیث کے بارے میں ضعیف باتفاق الائمہ کا نعرہ مار بیٹھا۔

غیر مقلد مبلغ ... چودھری صاحب۔ آپ جو حنفیہ مقلدین کی اس زور و شور سے تائید کر رہے ہیں کیا آپ کو کسی حنفی نے حنفیہ کا ایجنٹ تو نہیں بنایا ہے۔

اللہ کے بندے یہ تو سوچیے کہ ہم بھی منکرین تقلید اور آپ بھی منکرین تقلید ہیں۔ کم از کم انکار تقلید میں تو ہمارا اور آپ کا اشتراک ہے۔ آپ کو

---

(۱) یہ حدیث تمام انصاف پسند محدثین کے نزدیک صحیح ہے، خود حافظ ابن تیمیہ نے اسکو صحیح بتلایا ہے عصر حاضر میں سلفیت کا جھنڈا بلند کرنے والے محدث ناصر الدین البانی نے بھی اپنی کتاب "صفۃ الصلاۃ" میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے تفصیل کیلئے میری کتاب مسائل غیر مقلدین دیکھو۔

اس لحاظ سے اس مسئلہ میں ہماری طرفداری کرنی چاہئے نہ کہ احناف مقلدین کی ۔

آپ نے ہم اہل حق کے خلاف بڑی طولانی گفتگو کی ہے اور کرتے چلے جارہے ہیں مگر شاید آپ کو پتہ نہیں کہ آپ خود اپنی گردن میں رسہ کستے جارہے ہیں ۔ آپ کی اس ساری تقریر کا حاصل یہ ہے کہ من کان له امام فقراءة الامام له قراءة والی حدیث صحیح ہے ۔ تو آپ لوگ تمام حدیثوں کا انکار کیوں کرتے ہیں ۔ اور اپنے کو منکرین حدیث کیوں کہتے ہیں ۔

صحیح حدیث کو رد کر کے غیر مقلدین نے انکار حدیث کا راستہ کھولدیا ہے

گاؤں کا چودھری .... ہم نے کب اپنے کو منکرین حدیث کہا ہے ۔ آپ خود اپنے اصول کی روشنی میں ایک حدیث بھی صحیح ثابت کر دیجئے ہم اس حدیث کو گلے لگالیں گے ۔ انکار حدیث کی راہ پر ہمیں ڈالنے والے تو آپ ہی ہیں ۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ جب ہم ایک حق بات کا اعلان کر رہے ہیں تو آپ ہم پر حنفیہ کے ایجنٹ ہونے کا طعنہ کس رہے ہیں ۔ ہمیں تبلیغ کرنے کو کوئی حنفی نہیں آیا ہے ۔ ہمیں تبلیغ کرنے کو تو آپ آئے ہیں اسلئے ہم آپ کی جماعت کے بارے میں آپ ہی حضرات کی کتابوں کی روشنی میں گفتگو کر رہے ہیں ۔ ہمیں اس سے مطلب نہیں کہ ہماری اس گفتگو سے کس کی تائید ہوتی ہے اور کس کی تردید ۔ کس کا مذہب حق ثابت ہوتا ہے اور کس کا غلط ۔

آپ ہماری گفتگو سے گھبرا رہے ہیں حالانکہ آپ کو ان تضادات سے گھبرانا چاہیئے جن پر آپ کے مذہب اور عقیدہ کی بنا قائم ہے ۔ آپ کہتے ہیں

کہ آپ منکرینِ تقلید ہیں یہ فریب ہے یہ دھوکہ ہے یہ دکھاوا ہے یہ آپ حضرات کا نفاق ہے اگر آپ واقعۃً منکرینِ تقلید ہیں تو آپ کو ہماری جماعت اہلِ قرآن میں آئے بغیر چارہ نہیں اصل منکرین تقلید ہم ہیں۔ آپکو تو صرف ائمہ دین اور فقہاء امت اور سلف کی تقلید سے انکار ہے۔ اپنے علماء اور احبار کی تقلید سے تو آپ ایک قدم پیچھے نہیں کھسکتے۔ یہ کیسا انکار تقلید ہے؟

احادیث پر آپ کا عمل حقائق اور واقعات کی روشنی میں نہیں ہوتا ہے بلکہ ہوائے نفس اور خواہشاتِ نفس کے تابع ہوتا ہے ائمہ حدیث کے ساتھ آپ کی وابستگی محض دکھاوا ہے آپ کے دل میں ائمہ حدیث کا قطعاً احترام نہیں۔ اگر ائمہ حدیث کے ساتھ آپ کی وابستگی اللہ کے لئے ہوتی تو امام ترمذی جیسے امام حدیث کے بارے میں آپ کی جماعت کے جلیل القدر قسم کے محدثین کا وہ فیصلہ نہیں ہوتا جس کا نمونہ میں نے ابھی آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

امام ترمذی کے بارے میں علماء اہلحدیث کی تضاد بیانی

ہم کیسے یقین کریں کہ حدیث اور ائمہ حدیث کے تئیں آپ حضرات مخلص ہیں۔ آپ کے یہاں حدیث کے رفض وقبول اور محدثین پر اعتماد اور عدم اعتماد کے بارے میں اتنا تضاد ملتا ہے کہ حقائق پر نگاہ رکھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ آپ جماعت اہلحدیث کا شیوہ اتباع نفس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور آپ ہی حضرات ہم کو بھی مجبور کرتے ہیں کہ ہم حدیث کا انکار کریں۔ دیکھئے یہی امام ترمذی جس کے بارے میں آپ نے اپنے جلیل القدر قسم کے محدثین کو یہ فرماتے سنا کہ انکی تحسین پر اعتماد نہیں۔ مگر جب امام ترمذی کا فیصلہ کسی حدیث کے

بارے میں آپ کی خواہش کے مطابق ہوتا ہے تو اگرچہ ان کا وہ فیصلہ جمہور محدثین کے خلاف ہو مگر آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کا وہاں انداز بدل جاتا ہے اور اب وہ امام ترمذی کی شان میں یوں قصیدہ خواں ہوتے ہیں۔

قلت الترمذی من ائمة هٰذا الشان نقوله حدیث بریدة فی هذا غیر محفوظ یعتمد علیه واما اخراج البزار حدیثه بسند ظاهرة الصحة لاینافی کونه غیر محفوظ (تحفہ ۲۲۳/۱۷)

یعنی میں کہتا ہوں کہ امام ترمذی فن حدیث کے اماموں میں سے ہیں اسلئے انھوں نے جو یہ کہا ہے کہ بریدہ کی حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس پر اعتماد کیا جائیگا۔ اور بزار کا اس حدیث کو ایسی سند سے ذکر کرنا جس کے ظاہر سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صحیح ہے اس سے اس کے غیر محفوظ ہونے کی نفی نہیں ہوتی ہے۔

یہ ہے آپ حضرات کے جلیل القدر قسم کے محدثین کی دورنگی اور دورخاپن ایک جگہ جب امام ترمذی کا فیصلہ اپنے مطلب کے خلاف تھا تو وہ قابل اعتماد ہی نہیں سمجھے گئے اور صاف صاف اعلان کر دیا گیا کہ ان کی بات پر اعتماد نہیں اور یہاں چونکہ امام ترمذی کا فیصلہ آپ حضرات کی خواہش کے مطابق تھا تو ان کو من ائمة هٰذا الشان جیسے عظیم المرتبت لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور صحیح حدیث کو بلا تکلف رد کر دیا جاتا ہے۔ بتلائیے کہ کیا صرف ہم اہل قرآن ہی منکرین حدیث ہیں یا اس متاع گراں بہا سے آپ حضرات کو بھی کچھ حصہ ملا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ رفع یدین والے مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث جو صحیح سند سے مروی تھی اور جس کو امام ترمذی نے حسن قرار دے کر اس کے صحیح و ثابت ہونے پر مہر لگا دی تھی آپ کے علماء نے امام ترمذی کی اس تحسین پر چراغ پا ہو کر صاف صاف کہہ دیا کہ امام ترمذی لائق اعتماد نہیں اور انکی بات کا بھروسہ نہیں۔

لیکن وہی امام ترمذی جب تعجیل ظہر کے سلسلہ کی ایک ضعیف روایت ذکر کرتے ہیں اور اپنی تحقیق کی روشنی میں اس کو حسن قرار دیتے ہیں تو چونکہ یہ بات آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کی منشار کے مطابق تھی۔ اس وجہ سے ان کی اس تحسین کو قابل اعتبار سمجھا گیا . . . . دیکھئے مولانا مبارکپوری کیا فرماتے ہیں :

قد حسن الترمذی هذا الحدیث و فیه حکیم بن جبیر وهو متکلم فیه فالظاهر انه لم یر بحدیثه باسًا وهو من ائمة هذا الفن۔ (تحفه جلد ۱ ص ۱۴۶)

یعنی امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ حالانکہ اسکی سند میں ایک راوی حکیم بن جبیر ہے اس کے بارے میں محدثین نے جرح کی ہے۔ (یعنی وہ محدثین کے نزدیک مجروح ہے) تو ظاہر یہی ہے کہ امام ترمذی نے اس حدیث میں کچھ حرج نہیں سمجھا۔ اور امام ترمذی تو فن حدیث کے اماموں میں سے ہیں (اس لئے وہ کسی حدیث کے بارے میں جو کچھ فرمائیں گے اس پر اعتماد کیا جائے گا۔)

اس چشم فلک نے انصاف کا خون ہوتے ہوئے بارہا دیکھا ہے مگر انصاف کی گردن پر اہلحدیث نامی جماعت نے جس انداز پر چھری پھیری ہے اس کا مشاہدہ دنیا نے کہیں اور نہیں کیا ہوگا۔

مبلغ صاحب ! آپ لوگ اہلحدیث نام رکھ کر کب تک دنیا کو دھوکا دیتے رہیں گے۔ اور کب تک انصاف اور حق کا خون کرتے رہیں گے۔ خدا سے ڈریئے دنیا والوں سے شرم کھائیے۔ کل قیامت کے روز خدا کے یہاں آپ حضرات کو بھی منہ دکھانا ہے۔

ظہر کی نماز جلد پڑھنے والی روایت ضعیف ہے

آپ لوگ تو صرف صحیح حدیث پر عمل کرنے کے مدعی ہیں۔ آخر اس ضعیف حدیث پر عمل کرنا آپ نے کیسے گوارہ کرلیا۔ ذرا کتابوں میں اس کے راوی حکیم بن جبیر کا حال پڑھیے۔ خود مولانا مبارکپوری نے جو نقل کیا ہے اسکو پڑھ لیجئے فرماتے ہیں۔

امام ذہبی نے میزان میں حکیم بن جبیر کے ترجمہ میں محدثین کا یہ کلام ذکر کیا ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ شعبہ کو اس پر کلام تھا۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہے۔ امام دار قطنی اس کو متروک قرار دیتے۔ امام شعبہ فرماتے ہیں کہ اگر میں اسکی حدیث بیان کروں تو مجھ کو جہنم کا خوف ہے۔

اندازہ لگائیے کہ جس حدیث کی سند میں ایسا مجروح راوی ہو اس حدیث کو آپ لوگ امام ترمذی کی تحسین پر اعتماد کرتے ہوئے قبول کر لیتے ہیں اور جس صحیح روایت کی امام ترمذی تحسین کریں اس کو آپ لوگ خلاف مذہب ہونے کی وجہ سے رد کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جو امام ترمذی وہاں ہیں وہی امام ترمذی یہاں بھی ہیں۔ کیسا انصاف ہے!

ائمہ حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کی تضاد بیانیاں اور ان کو ساقط الاعتبار قرار دینے کی مکروہ کوشش

اور ائمہ حدیث کے بارے میں آپ حضرات کا یہ دوغلا پن اور انکو ساقط الاعتبار قرار دینے کی کوشش کا معاملہ صرف امام ترمذی ہی تک محدود نہیں ہے۔

بلکہ بیشتر ائمہ حدیث وائمہ دین کے بارے میں آپ کی جماعت اہلحدیث کا یہی طرز عمل ہے ۔

ذرا درج ذیل ائمہ حدیث کے بارے میں اپنے جلیل القدر قسم کے محدثین کا فیصلہ ملاحظہ فرمائیں ۔

(۱) علامہ ابن حزم کے متعلق مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں

علا ان تصحیح ابن حزم لا اعتماد علیہ ایضا (تحفہ ص ۲۲/۱۲)

یعنی ابن حزم کی تصحیح پر بھی اعتماد نہیں کیا جائے گا ۔

(۲) محدث ابن حبان کے متعلق فرماتے ہیں ۔ انہ متعنت ومسرف (تحفہ ص ۲۳۶/۱۲ ابکار المنن ص ۲۲) وہ متعنت اور حد سے تجاوز کرنیوالے تھے ۔

(۳) امام نسائی کے بارے میں کہتے ہیں کہ انکی جرح کا اعتبار نہیں اس لئے کہ وہ بھی متعنت ہیں ۔ اور ان کا تعنت مشہور ہے ۔ (تحفہ ص ۱۲۲/۱۲ ابکار المنن ص ۵۵)

(۴) حافظ ابن قیم کے متعلق فرماتے ہیں ۔ وقولہ ...... ایضا باطل مبنی علی عدم اطلاعہ ۔ (ابکار ص ۲۹)

یعنی ابن قیم کی بات بھی باطل ہے ۔ یہ اس پر مبنی ہے کہ ابن قیم کو اسکی اطلاع ہی نہیں تھی ۔

(۵) یحییٰ ابن قطان کی روایت کو یہ کہہ کر رد کرتے ہیں کہ ۔ وہ بہت متعنت ہیں ۔ (ابکار المنن ص ۲۵۴)

(۶) امام ثوری جیسے جلیل القدر محدث کو واہم قرار دیا (ابکار المنن ص ۶۸)

(۷) امام حاکم کے بارے میں فرماتے ہیں ۔ ان کا حدیث کو صحیح قرار دینا تسلیم نہیں ۔ (ابکار المنن ص ۲۷۷)

(۹) امام ابو حاتم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ۔ وہ اگر لا یحتج بہ کہتے ہیں تو کیا کریں ۔ (ابکار المنن ص ۲۵۹)

(۱۰) امام اعمش کے متعلق فرماتے ہیں کہ ۔ مدلس ہے اس کی عن والی حدیث کا اعتبار نہیں ۔ ابکار ص

(۱۱) ابواسحٰق سبیعی جیسے محدث کو یہ کہہ کر کے ۔ وہ مدلس ہیں ۔ انکی حدیث کو رد کر دیا ۔ (ابکار ص۱۸۸ ص۲۶۷)

(۱۲) قتادہ جیسے امام حدیث کی حدیث کو رد کر دیا اور کہا کہ ۔ وہ مدلس ہیں ۔ (ابکار ص۲۴۳)

(۱۳) امام ذہبی کی جرح پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ۔ (ابکار ص۲۷۰)

(۱۴) حافظ ہیثمی کے بارے میں کہا ۔ لایطمئن القلب بتحسین الهيثمی ۔ (ابکار ص۲۳۵) یعنی امام ہیثمی کی تحسین سے قلب کو اطمینان نہیں ۔

(۱۵) امام بخاری کے استاذ ابن مدینی کے بارے میں عدم اعتماد کا اظہار کیا ۔ (ابکار المنن ص۶۵۲)

(۱۶) حافظ ابن تیمیہ کی بات کو شوکانی کی اتباع میں رد کر دیا ۔ ابکار ص۴

(۱۷) قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں محمد بن اسحٰق کی دھوم دھام سے توثیق کی اور تشہد کے بارے میں اسی محمد اسحٰق کے بارے میں یہ کلام ذی شان فرمایا ۔ قلت فی اسنادہ محمد بن اسحٰق وھو مدلس وقد رواہ عن عبد الرحمٰن بن الاسود معنعنا فکیف یکون اسنادہ حسنا اوصحیحا وتساھل الترمذی والحاکم مشهور ۔ (ابکار ص۷۹۲)

یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کی سند میں محمد بن اسحٰق ہے اور وہ مدلس ہے اور اس نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن اسود سے عن سے روایت کیا ہے اسلئے اس کی سند حسن یا صحیح کیسے قرار پائے گی ۔ اور رہی امام ترمذی اور حاکم کی بات تو ان دونوں کا تساہل مشہور ہے ۔ دیکھئے ایک ساتھ تین تین محدث

یہ برہانہ صاف کردیا۔

(۱۸) امام احمد بن حنبل کی بات کو یوں ٹھکراتے ہیں۔

علی ان قول احمد انی رجل روی مناکیر لا یستلزم ضعفہ۔

(ابکار ص۲۵۲) یعنی امام احمد کا کسی شخص کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ منکر روایت کرتا ہے اس راوی کے ضعف کو مستلزم نہیں۔

(۱۹) امام زہری کو مدلس قرار دیا اور کہا کہ۔ اگر وہ عن سے روایت کریں تو ان کی روایت معتبر نہیں۔ (ابکار ص۲۱۲)

(۲۰) سعید بن عروبہ جیسے محدث کو مدلس قرار دیکر ان کی حدیث کو رد کر دیا۔ (ابکار ص۲۱۲)

یہ بیس مثالیں میں نے آپ حضرات کی آنکھ کھولنے کیلئے پیش کی ہیں ورنہ تحفۃ الاحوذی اور ابکار المنن میں اس طرح کی پچاسوں مثالیں موجود ہیں۔

ہمیں معلوم ہے اس لئے کہ میں آپ ہی کی جماعت کا آدمی رہا ہوں کہ آپ حضرات مقلدین اور خاص طور سے احناف پر یہ الزام رکھتے ہیں کہ وہ ائمہ حدیث کی توقیر نہیں کرتے۔ وہ احادیث کو رائے کے مقابلہ میں رد کردیتے ہیں۔ وہ دشمنِ سنت ہیں۔ ذرا آپ آنکھ پھاڑیئے اور حدیث اور ائمہ حدیث کے بارے میں اپنے طرز عمل پر غور کیجئے۔ یہ آپ ہی حضرات ہیں جنھوں نے ہم اہلِ قرآن کو یقین دلایا ہے کہ احادیث کا ذخیرہ نا قابلِ اعتبار ہے۔ کوئی حدیث ثابت نہیں۔ کسی حدیث کے بارے میں یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ قولِ رسول صلعم ہے۔ نہ کسی سنت کے بارے میں بطریق جزم کہا جا سکتا کہ وہ سنت رسول ہے۔ اور جب ہم نے آپ حضرات کی اس بات کو مان کر صرف کتاب اللہ کو جس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہیں قابلِ عمل ٹھہرایا تو آپ ہم کو الزام دیتے ہیں کہ ہم سنت کے منکر ہیں۔ ہم حدیث کا انکار کرتے ہیں۔

اور عوام میں ہمیں منکرین سنت کہہ کر بدنام کرتے ہیں ۔ پہلے کسی ایک سنت اور کسی ایک حدیث کو سنتِ رسول اور حدیثِ رسول ثابت تو کیجیئے ۔

گاؤں کے چودھری کا چیلنج

میں پھر چیلنج سے کہتا ہوں کہ جماعت اہلحدیث کا کوئی فرد کسی ایک سنت کو بھی اپنے اصول کی روشنی میں حدیثِ رسول اور سنتِ رسول نہیں ثابت کر سکتا ۔

غیر مقلد مبلغ ..... چودھری صاحب آپ ہوش میں ہیں یا بے ہوشی میں جو منہ میں آرہا ہے بکتے چلے جا رہے ہیں ۔ احادیث کی اتنی ساری کتابیں کیا یہ سب جھوٹ کا پلندہ ہیں ۔ امام بخاری کی صحیح بخاری ۔ امام مسلم کی صحیح مسلم ان کے صحیح ہونے اور امت میں بالاتفاق مقبول ہونے پر تو آج تک کسی مسلمان نے شک و شبہہ کا اظہار نہیں کیا اور آپ چیلنج کر رہے ہیں کہ کوئی سنت اور کوئی حدیث ثابت نہیں ۔ یہ ہوائی قلعہ جو آپ تعمیر کر رہے ہیں اس کی بنیاد کیا ہے ؟

گاؤں کا چودھری ..... مبلغ صاحب ہوائی قلعے تعمیر کرنا یہ تو آپ کی جماعت کا کام ہے ۔ آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کا کام ہے ۔ میں تو گاؤں کا چودھری ہوں ۔ قلعے شہروں میں تعمیر ہوتے ہیں گاؤں میں نہیں ۔ گاؤں میں تو جھونپڑی بنائی جاتی ہے ۔ اور یقین جانئے کہ میں ہوائی جھونپڑی بھی نہیں بنا رہا ہوں میری گفتگو حقائق اور واقعات کی روشنی میں ہے ۔

آپ کہتے ہیں کہ امام بخاری اور امام مسلم کی کتابوں پر کسی مسلمان نے شک و شبہہ نہیں کیا ۔ یقیناً اگر وہ آپ کے لفظوں میں مسلمان ہوگا تو اس نے ان کتابوں پر شک و شبہہ کا اظہار نہیں کیا ہوگا ۔ مگر بڑی مشکل تو یہ ہے کہ آپ کے جو عقائد ہیں ان کی روشنی میں ہمارے نزدیک تو آپ کا اسلام ہی مشتبہ ہے ۔ آپ کا خود کو مسلمان ثابت کرنا لوہے کا چنا چبانا ثابت ہوگا ۔ مجھے آج کی اس

فرصت میں مجبور نہ کریں کہ میں آپ کے عقائد کا ذکر چھیڑوں۔ اور آپ کے مسلمان ہونے کی حقیقت کو ظاہر کروں۔ اس کیلئے پھر کسی دوسرے موقع سے ہمیں تبلیغ کے لئے تشریف لائیے گا۔

غیر مقلد مبلغ ..... آپ کیسے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جماعتِ اہلحدیث کے اصول کے مطابق کوئی حدیث اور کوئی سنت ثابت نہیں ہو سکتی براہ کرم کیا آپ اس کی وضاحت فرمائیں گے۔

گاؤں کا چودھری .... ضرور کیوں نہیں۔ آج میں وضاحت ہی کرنے کیلئے بیٹھا ہوں۔ بہت دنوں سے منتظر تھا کہ مجھے کوئی جماعتِ اہلحدیث کا P.H.D ملے۔ آخر آج وہ آپ مل ہی گئے۔ تو میں بھی اس کی وضاحت ہی نہیں بلکہ پوری وضاحت کروں گا۔ اور خود آپ سے دادِ انصاف چاہوں گا۔

غیر مقلدین کے اصول پر کوئی حدیث اور کوئی سنت ثابت نہیں ہو سکتی

آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کسی حدیث کے رد و قبول کے بارے میں عقل و درایت کو بالائے طاق رکھ کر صرف سند حدیث کو دیکھتے ہیں۔ اور اگر سند میں کوئی راوی ضعیف ہے اور وہ حدیث ان کی منشاء کے خلاف ہے تو وہ بلا تکلف اس حدیث کو رد کر دیتے ہیں خواہ اس کے ثبوت کے کتنے بھی دوسرے مستند ذرائع موجود ہوں۔ میں آئندہ اس کی ایک نہیں متعدد مثالیں دوں گا۔

صحیح احادیث کو رد کرنے کیلئے غیر مقلدوں کا اصول

مگر یہی جلیل القدر قسم کے محدثین صحیح حدیث جس کی سند کے تمام راوی

صحیح ہوں مگر حدیث ان کی منشاء کے خلاف ہے تو وہ اس صحیح حدیث کو رد کرنے کے لئے اس قسم کے اصول وضع کرتے ہیں ۔

من المعلوم ان حسن الاسناد وصحته لا یستلزم حسن الحدیث او صحته ۔ (ابکار ص۲۲۵)

یعنی یہ بات معلوم ہے کہ حدیث کی سند کا حسن یا صحیح ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ وہ حدیث بھی حسن اور صحیح ہو ۔

ایک جگہ فرماتے ہیں وان کان رجاله ثقات لکنه ضعیف (ابکار ص۲۲۵) یعنی اگرچہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں لیکن حدیث ضعیف ہے ۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں : قلت لا یلزم من کون رجاله رجال الصحیح صحته ۔ (ابکار ص۲۲۴) یعنی میں کہتا ہوں کہ صحیح حدیث کے راوی ہونے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث بھی صحیح ہے ۔ اسی بات کو پھر دہراتے ہیں ۔ قلت کون رجال الحدیث ثقات لا یستلزم صحته ۔ (ابکار ص۱۶۷) یعنی میں کہتا ہوں کہ حدیث کے رواۃ کے ثقہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خود حدیث بھی صحیح ہے ۔

اپنی مایۂ ناز کتاب تحفہ میں بھی اس اصول کو متعدد جگہ بار بار دہرایا ہے مثلاً ایک جگہ ایک صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وقد تقرر ان حسن الاسناد او صحته لا یستلزم حسن الحدیث او صحته ۔ (تحفہ ص۱۳۳ ج۱) یعنی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اسناد کا حسن یا صحیح ہونا اس کو مستلزم نہیں ہے کہ وہ حدیث بھی حسن یا صحیح ہو ۔

اور مزید ایک صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں ۔

قلت سلمنا ان اسناده صحیح لکن قد تقرر ان صحة الاسناد

لا یستلزم صحة المتن ۔ (تحفہ صہ ٦٩/١٢) یعنی ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے لیکن یہ قاعدہ طے پا چکا ہے کہ سند کے صحیح ہونے سے متن کا صحیح ہونا نہیں لازم آتا ہے ۔

جناب مبلغ صاحب ۔ اگر ہم اہل قرآن آپ حضرات کے اس اصول کی روشنی میں یہ کہیں کہ کوئی حدیث صحیح نہیں ہے ۔ کسی سنت کا صحیح طریقہ سے ثبوت نہیں تو ہمیں آپ مطعون کریں گے ۔ اسلام سے خارج کریں گے ۔ گمراہ فرقہ قرار دیں گے ۔ خود آپ خدارا انصاف فرمائیے کہ جب یہ بات طے شدہ ہے اور آپ حضرات کا بھی اس پر عمل ہے کہ سند کے صحیح ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا ۔ اور راویوں کے ثقہ ہونے سے خود روایت کا معتبر ہونا لازم نہیں آتا ۔ اور آپ نے اس اصول کی روشنی میں پچاسوں حدیث کو رد بھی کر دیا ہے تو منکرین حدیث اور منکرین سنت ہونے کا صرف ہم اہل قرآن ہی پر الزام کیوں ؟ ۔

اگر ہم میں کا کوئی کھڑا ہو کر آپ کے علماء کو للکار دے کہ اگر ہم منکرین حدیث و سنت ہیں تو تم بھی منکرین حدیث و سنت ہو تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہو گا ۔ اور للکارنے والا آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کے اسی اصول کو پیش کرے گا ۔

غیر مقلدین کے اصول پر بخاری و مسلم کی بھی روایتوں کا اعتبار نہ ہوگا

آپ کہتے ہیں کہ بخاری و مسلم کی تمام روایتیں صحیح ہیں ۔ آپ کے شیخ الکل فی الکل علامہ سید نذیر حسن میاں صاحب فرماتے ہیں :

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں تمام حدیث مرفوعہ مسندہ صحیح ہیں ان میں کسی حدیث کا موضوع ہونا کیا معنی کوئی حدیث ضعیف بھی نہیں ہے (فتاوی نذیریہ صہ ٢٠٢/١٢)

اگرچہ مولانا میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ دعویٰ خود آپ کے اپنے عمل کی روشنی میں بالکل غلط دعویٰ ہے مگر اس وقت ہم چلیئے میاں صاحب کی بات مان لیتے ہیں۔ میاں صاحب ہی نہیں بلکہ تمام جماعت اہلحدیث بلکہ ہم اہل قرآن کے علاوہ تمام مذاہب اربعہ کے متبعین اسی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مذاہب اربعہ کے متبعین سے ہمیں غرض نہیں۔ ہمیں تو راہِ حق دکھلانے اور اندھیری سے روشنی میں کرنے اور ہمارے اوپر تبلیغ کی مشق کرنے آپ تشریف لائے ہیں اس لئے ہماری ساری گفتگو کا مرکز آپ ہیں اور آپ کی جماعت ہے۔ ہمارے سوالوں کا جواب آپ کو دینا ہے۔

جناب والا آپ کہتے ہیں کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔ آپ نے بخاری و مسلم کی کتابوں کا نام ہی کسی خوش فہمی میں صحیح رکھ رکھا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک ان بخاری و مسلم کی حدیثوں کے صحیح ہونے کا معیار اور پہچان کیا ہے۔ آپ کس طرح ان کتابوں کی حدیثوں کو صحیح ثابت کریں گے۔

میں جانتا ہوں کہ آپ کا جواب کیا ہوگا۔ آپ بڑے فخر اور بڑے دعویٰ سے کہیں گے کہ بخاری و مسلم نے اپنی مرویات میں اس کا التزام کیا ہے کہ وہ کسی مجروح اور ضعیف راوی سے روایت نہ کریں گے۔ بخاری و مسلم کی تمام حدیثوں کی سند صحیح ہے اور ان کا کوئی راوی مجروح و متکلم فیہ نہیں ہے۔ اور اسی صحت اسناد کو آپ بخاری و مسلم کی تمام روایتوں کے صحیح ہونے کا معیار قرار دیں گے۔ اولاً تو ہمیں یہی تسلیم نہیں ہے کہ بخاری و مسلم کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔ ثانیاً جب آپ کا اصول یہی ٹھہرا کہ سند کے صحیح ہونے سے اور راویوں کے ثقہ ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ تو آپ بخاری و مسلم کی جو روایت بھی پیش کریں گے کہنے والا یہی کہہ دے گا کہ زیادہ سے

زیادہ بخاری ومسلم کی روایتیں سنداً صحیح ہیں مگر سند کے صحیح ہونے سے روایت کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔

آپ کے پاس یا آپ کی جماعت کے جلیل القدر قسم کے محدثین کے پاس اس اعتراض کا کیا جواب ہے؟ کیا آپ اپنے اصولوں کی روشنی میں بخاری ومسلم سے ایک روایت بھی صحیح ثابت کر سکتے ہیں؟ بتلائیے کہ انکار حدیث کا دروازہ ہم نے کھولا ہے یا اس کی طرف رہنمائی آپ ہی کی جماعت کے جلیل القدر قسم کے محدثین کی ہے۔ انکار حدیث وسنت کی راہ آپ ہمیں دکھائیں اور جب ہم اس راہ پر چل پڑیں تو آپ ہی ہمیں گمراہ بھی قرار دیں۔ آخر اس ظلم کی کوئی حد ہے۔ پہلے ہمارے باپ دادا حنفی مقلد تھے۔ کسی نے بھی نہ کسی حدیث کا انکار کیا نہ کسی سنت کا جس کو انھوں نے دین سمجھا اس پر جمے رہے۔ بخاری ومسلم کی تمام حدیثوں کو صحیح مانتے رہے۔ امام ابو حنیفہ کی تقلید نے ان کو اپنے عقیدہ پر اپنے مسلک پر مضبوطی سے جما رکھا تھا۔ ہم نے کبھی نہیں سنا کہ انھوں نے بخاری ومسلم کی حدیثوں کا انکار کیا ہو۔ کسی محدث کی شان میں گستاخی کی ہو کسی امام فقہ وحدیث کے بارے میں طعن وتشنیع کی ہو۔ کسی صحابی رسول کے بارے میں بدزبانی کی ہو اور سنت رسول وسنت صحابہ کا انکار کیا ہو۔ یا کسی نے یہ کہہ کر کہ راویوں کے ثقہ ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ کسی صحیح حدیث کو رد کردیا ہو۔ ان کی زندگی بڑے سکون اور بڑی عافیت کی تھی۔ نماز کا نور ان کے چہروں پر تھا۔ اللہ اللہ کے ذکر سے ان کی زبان تر رہتی مسجدیں آباد تھیں۔ ایمان کی حلاوت سے وہ آسودہ تھے نہ جھگڑا تھا نہ فساد نہ ائمہ دین کی بے توقیری تھی نہ انکی شان میں گستاخی۔

مگر پہلے تو آپ نے تبلیغ کر کر کے ہم سادہ مزاجوں کو تقلید سے نکالا اور منکرین تقلید یعنی غیر مقلد بنایا۔ اور پھر جب ہم نے آپ کی صحبت میں رہ کر

حقیقی دین سیکھ لیا اور ہم نے آپ ہی حضرات سے یہ سیکھا کہ حق کتاب جس پر عمل کر کے دونوں جہان کی سرخروئی حاصل کی جاسکتی ہے وہ صرف قرآن ہے کسی حدیث کو ثابت اور صحیح یقین نہیں کیا جا سکتا۔ تمام حدیثیں مشکوک ہیں۔ اور شک وریب کو دین نہیں بنایا جا سکتا۔ اور ہم نے جماعت اہلِ قرآن میں شمولیت اختیار کر لی تو آپ کو یہ جرائت ہوتی ہے کہ ہمیں گمراہ کہیں؟ اور پھر اسی تبلیغ کا آپ حضرات نے چکر چلایا۔

بخاری و مسلم کو امت کی قبولیت عامہ حاصل ہے یہ کہہ کر بخاری و مسلم کی صحت کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

اگر آپ یہ کہیں کہ ہم اس لئے بخاری و مسلم کی احادیث کو صحیح کہتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ بخاری و مسلم قرآن کے بعد اس روئے زمین پر سب سے صحیح کتابیں ہیں اور امت میں ان دونوں کتابوں کو مقبولیت عامہ حاصل ہے۔ اور تمام امت ان کی روایتوں کو صحیح سمجھتی ہے۔

غیر مقلدین کے مذہب میں اجماع کا اعتبار نہیں

تو میں عرض کروں گا کہ یہ جو آپ لوگ ضرورت کے موقع پر اجماع کا شور مچاتے ہیں اور اتفاق امت کا سہارا لیتے ہیں اور جمہور امت کا بھاری بھرکم الفاظ استعمال کرتے ہیں یہ بھی آپ کی منافقانہ پالیسی اور دورخا پن کا ایک حصہ ہے۔

آپ اجماع سے استدلال کیسے کرتے ہیں جب کہ اجماع آپ کے مذہب میں کوئی دلیل شرعی نہیں آپ کی جماعت کے علماء نے تو صراحۃً اجماع کا دلیل شرعی ہونے سے انکار کیا ہے۔

عرف الجادی میں نواب صاحب بھوپالی فرماتے ہیں۔ ادلۂ دین اسلام وملت فقہ خیر الانام منحصر در دو چیز است یکے کتاب عزیز و دیگر سنت مطہرہ۔ ص۳ یعنی مذہب اسلام میں دلائل شرعیہ صرف دو چیز میں منحصر ہے ایک کتاب اللہ اور دوسری سنت رسول اللہ۔ اور اسی بات کو نواب وحید الزماں حیدر آبادی نے بھی لکھا ہے۔ اصول الشرع اثنان الکتاب والسنۃ۔ (ھدیۃ المھدی ص۸)

یعنی شرعی اصول صرف دو ہیں کتاب اور سنت۔

غرض جب آپ حضرات اجماع کا نام لیتے ہیں تو ہم اہلِ قرآن کو آپ پر ہنسی آتی ہے کہ آپ حضرات کے مذہب اور آپ کی جماعت میں نفاق اور تضاد کا کتنا بڑا حصہ ہے ہمیں تو محسوس ہوتا ہے کہ تبلیغ آپ ہمیں کیا کریں گے خود آپ حضرات کو تبلیغ کرنے کی شدید حاجت ہے تاکہ کم از کم یہ نفاق اور تضاد والی زندگی سے تو آپ حضرات باہر نکلیں۔

پھر ایک بات اور قابلِ لحاظ ہے کہ امت نے بخاری ومسلم کی جو عام روایتوں کو صحیح کہا ہے اس کی بنیاد ظاہر ہے کہ رواۃ ہی ہیں۔ یعنی بخاری ومسلم کی روایتوں کے تمام راوی صحیح ہیں۔ اسی وجہ سے امت کے نزدیک بخاری ومسلم کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔ مگر آپ کا اصول جس کا تفصیل کے ساتھ اوپر ذکر ہوا تو یہ ہے کہ سند کے صحیح اور راوی کے ثقہ ہونے سے حدیث کی صحت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اگر آپ کا یہ اصول صحیح ہے تو پھر بخاری ومسلم کی روایتوں کو صحیح ثابت کرنا لوہے کے چنے چبانے سے زیادہ دشوار ہوگا۔

بخاری ومسلم کی تمام روایتوں کو غیر مقلدین صحیح نہیں سمجھتے

اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ حضرات کا یہ دعویٰ کرنا کہ بخاری ومسلم کی

تمام روایتیں صحیح ہیں صرف زبانی دعویٰ ہے عملاً آپ خود اس کے منکر ہیں امام مسلم نے قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی یہ روایت ذکر کی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے فرماتے ہیں۔

علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قمتم إلی الصلوٰۃ فلیؤمکم احدکم واذا قرأ الامام فانصتوا (اخرجہ مسلم واحمد)

یعنی اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز سکھلائی۔ آپ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو تم میں ایک آدمی امامت کرے اور جب امام قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے خواہ سری نماز ہو یا جہری کچھ پڑھنے سے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع فرمایا ہے مگر آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین فرماتے ہیں۔

اذا قرأ الامام فانصتوا کا لفظ ثابت نہیں (تحفہ ص ۲۵۹ / ج ۱)

یعنی امام مسلم کے نزدیک یہ لفظ تو ایسا ثابت ہے کہ وہ اس کو اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں اور امام احمد جیسا جلیل القدر محدث اور امام سنت بھی اسکو ثابت مانتا ہے۔ مگر آپ کی جماعت کا نعرہ ان محدثین کے خلاف یہ ہے کہ ھو غیر محفوظ۔ اور پھر بھی آپ حضرات کا دعویٰ یہی ہے کہ بخاری ومسلم کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں کچھ متعارض حدیثوں کی تطبیق ذکر کر کے ان تمام حدیثوں کو صحیح قرار دیا ہے مگر آپ کے مبارکپوری صاحب کا زعم یہ ہے۔ قلت حدیث ابن عباس وعائشۃ المذکور فی ھذا الباب ضعیف کما ستعرف فلا حاجۃ الی الجمع الذی اشار الیہ البخاری۔ (تحفہ ص ۱۱۱ / ج ۲)

یعنی میں کہتا ہوں کہ ابن عباس اور عائشہ کی مذکورہ حدیث ضعیف ہے

اس وجہ سے اس تطبیق کی کوئی ضرورت نہیں جس کی طرف امام بخاری نے اشارہ کیا ہے۔

امام مسلم نے قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی حضرت زید بن ثابت کا یہ اثر بھی ذکر کیا ہے۔ لا قراءۃ مع الامام فی شئ۔ (رواہ مسلم) یعنی امام کے ساتھ مطلقاً قرأت نہ ہوگی۔

لیکن آپ لوگوں نے اس کو بھی تسلیم نہیں کیا اور خوامخواہ کی تاویل کر کے اس کے اطلاق کا ستیاناس کر دیا۔

نواب صاحب بھوپالی عرف الجادی میں فرماتے ہیں کہ جو روزہ پر قادر نہ ہو اس کو روزہ کا فدیہ دینا واجب نہیں ہے۔ (مش)

اور حضرت امام بخاری حضرت ابن عباس کا کلام نقل کرتے ہیں کہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ لیست بمنسوخۃ ھی للکبیر الذی لا یستطیع الصوم۔ (رواہ البخاری)

یعنی یہ آیت وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ۔ منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ اس بوڑھے کے حق میں ہے جو روزہ پر قادر نہ ہو۔

آپ کے مجدد دین نواب صاحب بھوپالی عرف الجادی میں فرماتے ہیں کہ جمعہ اس شخص پر واجب نہیں جو قدر فاصلہ پر ہو اگرچہ وہ جمعہ کی اذان کی آواز سنتا ہو۔

حالانکہ امام مسلم آنحضور کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ۔ اگر جمعہ کی اذان تم سنو تو جمعہ میں حاضر ہو۔ (مسلم)

آپ حضرات کا مسلک یہ ہے کہ طواف سے پہلے وضو کا ثبوت نہیں۔ عرف الجادی میں خاں صاحب فرماتے ہیں۔

وضو قبل از طواف ثابت نہ شدہ۔ یعنی طواف سے پہلے وضو کرنا ثابت

نہیں ہے ۔ جبکہ بخاری و مسلم کی روایت ہے ۔ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان اول شیٔ بدأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم انہ توضأ ثم طاف بالبیت ۔ یعنی پہلا کام آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا مکہ تشریف لانے کے بعد وضو کر کے طواف کرنا تھا ۔

میں کتنی مثالیں دوں کہ آپ حضرات نے بخاری و مسلم کی کتنی روایتوں کو چھوڑا ہے ۔ یہ تو چند مثالیں ہیں دسیوں مثال پیش کی جا سکتی ہے ۔

مبلغ صاحب ۔ خدا سے شرمائیے ۔ رسول سے حیا کیجئے ۔ امت مسلمہ کو دھوکہ نہ دیجئے یہ جو اہل حدیث کا ٹائیٹل آپ نے چہرہ پر لگا رکھا ہے اس کو نوچ کر پھینک ڈالئے ۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر حدیث پر عمل ہی کرنے کا شوق ہے تو پھر ہمارے آباء و اجداد جیسے مقلد حنفی تھے آپ بھی سیدھے سادھے حنفی مقلد بن جائیے ۔ اور اگر آپ کو یہی شوق ہے کہ آپ ترقی یافتہ جماعت اور ہدایت یافتہ فرقہ کہلائیں تو پھر ہماری جماعت میں شامل ہو جائیے ۔ ہمارے یہاں آپ کا بڑا اعزاز ہوگا ۔

غیر مقلد مبلغ ...... یہ آپ نے کیا کہا ؟ کیا مقلدین احناف حدیث پر عمل کرتے ہیں ؟ ان کا عمل تو تمام تر رائے و قیاس پر ہوتا ہے ۔

غیر مقلدین اور اہل قرآن بھائی بھائی ہیں

گاؤں کا چودھری ...... مبلغ صاحب جماعت اہل حدیث کے علماء و عوام نے مشہور تو یہی کیا ہے ۔ میں بھی آپ ہی کی طرح غیر مقلد ہوں ۔ تقلید ہمارا بھی مذہب نہیں ۔ اس بارے میں ہم اور آپ بھائی بھائی ہیں ۔ جماعت اہل قرآن اور جماعتِ اہلحدیث کا یہ نقطۂ اشتراک خدا کرے مزید پروان چڑھے ہم اور آپ اور بھی قریب ہوں ۔

البتہ انصاف و دیانت کا خون کر کے میں اپنے دامن کو داغدار نہیں کرنا چاہتا۔ اور جو حق ہے اس کا اعلان کرنا میں اپنے دین و ایمان کا تقاضا سمجھتا ہوں۔ آپ حضرات کا احناف مقلدین کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ دنیا کا بدترین جھوٹ ہے۔ اور یہ اتنا ہی بڑا جھوٹ ہے جیسا کہ آپ حضرات کا دعویٰ ہے کہ اہلحدیث تمام صحیح حدیثوں کو قابل عمل مانتے ہیں۔

احناف نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ ان کا عمل تمام صحیح حدیثوں پر ہے

پہلے تو میں یہ عرض کردوں کہ احناف کا کبھی یہ دعویٰ نہیں رہا کہ وہ تمام صحیح حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ تمام صحیح حدیثوں پر عمل کرنا اور بات ہے اور تمام صحیح حدیثوں کو صحیح ماننا اور بات ہے۔ آپ حضرات اور احناف میں یہ بڑا فرق ہے کہ آپ صحیح حدیثوں پر عمل کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ اور اپنی منشا کے خلاف جو صحیح حدیثیں ہوتی ہیں اس کو بلا تکلف ٹھکرا بھی دیتے ہیں اور ان کو ذہن و دماغ کی پوری طاقت کے ساتھ ضعیف قرار دیتے ہیں۔

احناف مختلف صحیح حدیثوں میں حتی الامکان تطبیق پیدا کرتے ہیں

جب کہ احناف کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کی بنیاد صحیح احادیث پر رکھتے ہوئے دوسری صحیح حدیثوں کا انکار نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی صحت کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر ایک مسئلہ میں مختلف صحیح احادیث ہوتی ہیں تو انکی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ان تمام حدیثوں میں جمع و تطبیق کی کوشش کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ احادیث صحیحہ پر عمل ہو جائے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو وہ صحیح حدیثوں کو صحیح مانتے ہوئے اس کی ایسی توجیہ یا تاویل کرتے ہیں کہ احادیث رسول کا احترام بھی باقی رہے اور ان کی صحت بھی مجروح نہ ہو۔

تمام صحیح حدیثوں پر عمل کرنا کسی کیلئے بھی ممکن نہیں نہ کسی امام فقہ وحدیث نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس کا عمل تمام صحیح حدیثوں پر ہے۔

اور یہ صرف احناف ہی کا عمل یا انھیں کا مذہب نہیں ہے بلکہ تمام صحیح حدیثوں پر عمل کرنے کا دعویٰ کسی بھی ائمہ فقہ وحدیث نے نہیں کیا ہے۔ یہ تو صرف آپ حضرات یعنی جماعتِ اہلحدیث کا زعم باطل ہے۔

مختلف احادیثِ صحیحہ میں جمع وتطبیق کی مثال

یہ جو میں نے مذہب حنفی کے سلسلہ میں عرض کیا ہے کہ احناف کے یہاں اولاً اس کی کوشش ہوتی ہے کہ مختلف احادیث میں جمع وتطبیق پیدا کی جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ احادیث صحیحہ بلکہ اس مسئلہ میں تمام قسم کی حدیثوں پر خواہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو عمل ہو جائے۔ اور کسی صحیح یا ضعیف حدیث کے ناقابل عمل ہونے کی بات سے تاحدامکان بچایا جائے۔ اس کو میں ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔

احناف نے قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں مختلف احادیث کو جمع کرنے کا مذہب اختیار کیا ہے

قرأت خلف الامام کا مسئلہ احناف اور آپ کے درمیان بڑا معرکۃ الآراء مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ اور آپ حضرات کو یہ بھی زعم ہے کہ آپ کا مسلک اس بارے میں سب سے قوی اور آپ کے دلائل سب سے زیادہ ٹھوس ہیں۔ میں نے اس مسئلہ میں بہت غور وخوض کیا ہے اور صحیح بات تو یہ ہے کہ مجھے جماعتِ اہلحدیث سے تعلق ختم کرنے کا باعث یہی مسئلہ بنا ہے۔ میں نے دیکھا

کہ آپ حضرات نے دعوی عمل بالحدیث کے اور اس اعلان کے باوجود کہ آپ جماعت اہلحدیث کا عمل تمام صحیح حدیثوں پر ہوتا ہے۔ اس مسئلہ میں بطور خاص بڑی ضد کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور احناف نے اگر اس کی کوشش کی ہے کہ ان کا عمل اس مسئلہ میں تمام صحیح حدیثوں پر ہو تو آپ حضرات نے محض اپنی ضد اور اتباع نفس میں اس باب کی مختلف حدیثوں کو متروک قرار دے دیا ہے۔ میں آپ کی جماعت کے عمل اور احناف کے عمل دونوں کی یہاں ذرا تفصیل سے وضاحت کروں گا۔

قرأت خلف الامام کے بارے میں احناف اور جماعت اہلحدیث کے عمل کی وضاحت

آپ حضرات کا اس مسئلہ میں بطور خاص جو استدلال ہے وہ حضرت عبادہ بن صامت کی یہ روایت ہے کہ اللہ کے رسول کا ارشاد ہے:

لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب ۔ (ترمذی) یعنی جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اسکی نماز ہی نہیں۔

اور آپ نے اس حدیث کو امام مقتدی منفرد و غیر منفرد سب کیلئے عام قرار دیا ہے۔ خواہ نماز فرض ہو یا نفل خواہ وہ نماز سری ہو یا جہری۔ امام مقتدی منفرد سب کو فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔

اور مقتدی پر سورہ فاتحہ کے پڑھنے کے فرض ہونے کو آپ نے بطورِ خاص اس حدیث سے استدلال کیا۔ یہ بھی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے۔ عن عبادۃ بن الصامت قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح فثقلت علیہ القرأۃ فلما انصرف قال انی اراکم تقرأون وراء امامکم قال قلنا یارسول اللہ

ای واللہ قال لا تفعلوا الا بام القرآن فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بہا۔ (ترمذی)

یعنی حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی تو آپ پر قرآن کا پڑھنا بھاری ہوا تو آپ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ تم لوگ اپنے امام کے پیچھے بھی پڑھتے ہو۔ حضرت عبادہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کہا ہاں خدا کی قسم ہم ایسا کرتے ہیں۔ تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کیا کرو۔ ہاں سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو اس لئے کہ جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنے کے سلسلہ میں یہ دو حدیثیں بطور خاص آپ کا مستدل ہیں۔

میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ کسی بھی حنفی نے ان احادیث کی صحت میں کلام کیا ہو[1]۔ اگرچہ ہم اہلِ قرآن کو ان دونوں حدیثوں یا ان کے ہم معنی و ہم مفہوم جو آپ حضرات احادیث پیش کرتے ہیں ان کی صحت میں آپ ہی حضرات کے اصول کی روشنی میں کلام ہے۔ اسلئے کہ یہ قاعدہ ہم نے آپ ہی سے سیکھا ہے۔ صحت کی سند سے متن کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ یا راویوں کے ثقہ ہونے سے حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔ (۲)

اگر آپ کا یہ اصول درست ہے تو آپ کی جماعت کا کوئی شخص ان احادیث کی صحت کو ثابت نہیں کر سکتا اور وہ یقیناً ہم اہلِ قرآن کی طرح یہ کہہ دے گا کہ قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی ایک روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ سب مشکوک ہیں۔

---

(۱) چودھری کی یہ بات محلِ نظر ہے اسلئے کہ حضرت عبادہ کی اس دوسری مفصل روایت میں احناف کو بہت کلام ہے

(۲) اس پر پوری بحث پیچھے گذر چکی ہے۔

مگر اس وقت مجھے احناف کی بات کرنی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے مطالعہ کی حد تک احناف نے ان دونوں حدیثوں کی یا ان کے ہم معنی دوسری صحیح حدیثوں کی صحت کا انکار نہیں کیا ہے۔ انکو جو اس بارے میں اشکالات ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں احناف کے اشکالات

(۱)۔ اگر جماعت اہلحدیث کے مذہب کے مطابق امام کے پیچھے قرأت کرنی مقتدی کو ضروری ہو تو قرآن کے اس ارشاد کی مخالفت لازم آتی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے۔

واذا قرئ القرآن[1] فاستمعوا له وانصتوا۔ یعنی جب قرآن کی تلاوت ہو (خواہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر) تو کان لگا کر سنو اور زبان مت ہلاؤ (خاموش رہو)

میں اس بحث میں اس وقت نہیں پڑنا چاہتا کہ اس کا شانِ نزول کیا ہے؟ (اگرچہ جیسا کہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ امام احمد فرماتے تھے کہ لوگوں کا اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت نماز ہی کے بارے میں ہے) اس لئے کہ بات بہت طویل ہو جائیگی۔ صرف قرآن کے الفاظ پر غور فرمائیے۔ آیت کریمہ کا ایک ایک لفظ پر چیخ چیخ کر پکار رہا ہے کہ قرأت کے وقت کان لگا کر سننا اور خاموش رہنا ضروری ہے۔ آیت کا ختم اس لفظ پر ہے (لعلکم ترحمون) یعنی تاکہ تم پر خدا کی رحمت ہو۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ قرأت قرآن کے وقت نماز میں خود قرآن پڑھتے ہیں خواہ سورہ فاتحہ یا کچھ اور وہ ارشاد خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں ان پر اللہ کی رحمت نہیں ہوتی۔

(۲) اگر جماعتِ اہلحدیث کے مذہب کے مطابق امام کے پیچھے مقتدی کو

قرأت کرنی ضروری ہو تو امام مسلم کی اس صحیح روایت کی مخالفت لازم آتی ہے۔
روایت کرنے والے صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری ہیں اس طویل روایت کا یہ آخر کا ٹکڑا محل غور ہے۔ واذا قرأ فانصتوا۔ یعنی جب امام تلاوت کرے تو تم خاموش رہو۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہ روایت اس اعتبار سے بڑی اہم ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات اللہ کے رسول نے ہمیں نماز سکھلانے کے موقع پر فرمائی۔ معلم صلوٰۃ اللہ کے رسول ہیں۔ تعلیم صلوٰۃ کا اہم فرض انجام دے رہے ہیں۔ جن کو نماز سکھلائی جارہی ہے وہ صحابہ کی جماعت ہے جن سے دین دنیا میں پھیلے گا۔ اور ان سے لوگ نماز روزہ کے احکام سیکھیں گے۔ اس اہم موقع پر اللہ کے رسول جو سکھلائیں گے اصل اعتبار اس کا ہوگا آپ نے یہاں صحابہ کرام کو امام کے پیچھے قرأت کرنے کا حکم نہیں دیا بلکہ قرأت خلف الامام سے منع فرمایا۔

(۳) احناف کا تیسرا اشکال یہ ہے کہ امام ترمذی نے پہلے یہ باب باندھا۔ باب ماجاء فی القرأۃ خلف الامام، یعنی اس کا بیان کہ امام کے پیچھے قرأت کرنی ہے۔ اور اس مسئلہ کی روایت اور اس باب میں متعلق قرأت والی روایت ذکر کی ہے۔ اور اس کے بعد ہی متصلاً یہ دوسرا باب باندھتے ہیں۔ باب ماجاء فی ترك القرأۃ خلف الامام اذا جهر الامام بالقرأۃ۔ یعنی اس کا بیان کہ جب امام جہری قرأت کرے تو مقتدی کو قرأت نہ کرنی چاہیے۔ اور پھر اس سلسلہ کی حدیث ذکر کی۔ احناف آپ حضرات سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ وہی امام ترمذی ہیں کہ جن کو آپ حسب موقع امامٌ من ائمۃ ھذا الشان کے ضخیم ضخیم لقب سے یاد کرتے ہیں۔ انھوں نے جو یہ دونوں باب باندھے ہے اس کا کوئی مقصد ہے؟ امام ترمذی علیہ الرحمہ کچھ تبلانا چاہتے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ پہلے

انھوں نے قرأت خلف الامام کا باب باندھا پھر ترک قرأۃ خلف الامام کا باب باندھا ؟

ایک ادنیٰ عقل والا بھی جس نے صحاح ستہ کی صرف ورق گردانی نہیں کی ہے بلکہ ان کو سمجھ بوجھ کر پڑھا ہے وہ آپ کو یہ بتلائے گا کہ امام ترمذی علیہ الرحمہ پہلے کے بعد یہ دوسرا باب باندھ کر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ قرأت خلف الامام کا حکم کسی وجہ سے اگر تھا بھی تو وہ اول زمانہ کی بات ہے ۔ بعد میں وہ حکم منسوخ ہو گیا چنانچہ انھوں نے اس دوسرے باب میں جو روایت ذکر کی ہے وہ اس کے نسخ پر صریح دلیل ہے وہ روایت یہ ہے ۔

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف من صلوٰۃ جھر فیھا بالقرأۃ فقال ھل قرأ معی احد منکم آنفا فقال رجل نعم یا رسول اللہ قال انی اقول مالی انازع القرآن قال فانتھی الناس عن القرأۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یجھر فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الصلوٰۃ بالقرأۃ حین سمعوا ذٰلک من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

یعنی حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار نماز جہری پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ کچھ پڑھا ہے ۔ تو ایک آدمی نے کہا کہ ہاں (میں نے) یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ میں بھی کہہ رہا ہوں کہ کیا ہو گیا مجھ کو کہ مجھے قرآن پڑھنے میں دشواری ہو رہی ہے ۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے لوگ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہری نمازوں میں قرأت کرنے سے (بالکل) رک گئے ۔

احناف حضرات جماعت اہلحدیث سے یہ سوال بھی کرنا چاہتے ہیں کہ اگر امام کے پیچھے قرأت کرنا صحابہ کرام کا عام معمول تھا تو پھر آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے

پیچھے تمام مقتدیوں میں سے صرف ایک ہی نے قرأت کیوں کی۔ اور صرف ایک ہی مقتدی نے کیوں جواب دیا۔

اگر امام کے پیچھے قرأت کا کرنا آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں تھا تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے سوال کا یہ انداز کیوں اختیار کیا۔ ھل قرأ معی احد، سوال کا یہ انداز تو بتلا رہا ہے کہ آپ کو یہ قرأت ناگوار گذری۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ نے قرأت کا کبھی حکم نہیں فرمایا کبھی اس کی اجازت تھی بھی تو اب امام کے پیچھے قرأت کرنی آپ کی مرضی اور آپ کی منشاء کے خلاف تھا۔ اور صحابہ کرام نے اس منشار کو خوب اچھی طرح سے سمجھ لیا تھا اور پہلے اگر کوئی امام کے پیچھے کچھ پڑھ بھی لیتا تھا تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس اظہار ناگواری کے بعد وہ بھی رک گیا۔

غیر مقلد مبلغ ۔ چودھری صاحب ہمارا مذہب ہے کہ مقتدی کو سرا یعنی آہستہ فاتحہ کی قرأت کرنی ضروری ہے۔ اور اس شخص نے زور سے قرأت کی تھی جس کی وجہ سے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منازعت ہوئی تھی۔ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی ناگواری کی وجہ یہی تھی اگر مقتدی سرًا قرأت کرے تو امام کے ساتھ منازعت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد نفس سورہ فاتحہ پڑھنے سے روکنا نہیں تھا بلکہ سورہ فاتحہ کو زور سے پڑھنے سے روکنا تھا۔ اور ہمارا مذہب بھی یہی ہے کہ مقتدی سورہ فاتحہ کی تلاوت آہستہ کرے زور سے کرنا جائز نہیں۔

گاؤں کا چودھری —— مبلغ صاحب بڑی مشکل تو یہ ہے کہ ایک طرف آپ لوگ کہتے ہیں کہ دین کے بارے میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہنی چاہیئے صرف کتاب وسنت کی روشنی میں بات کرنی چاہیئے مگر جب آپ حضرات کی گاڑی پھنسنے لگتی ہے تو خود آپ لوگ اپنے اس اصول کی دھجیاں بکھیر دیتے ہیں۔

اگر آپ حضرات کا یہی مذہب ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو جہراً نہیں سراً قرائت کرنی چاہیئے۔ بلند آواز سے سورہ فاتحہ پڑھنی حرام ہے اور چپکے چپکے پڑھنا جائز بلکہ واجب ہے تو قرآن کی کسی آیت سے اپنا یہ مذہب ثابت کر دیجئے پیش کیجئے پورے قرآن سے صرف ایک آیت جس سے آپ کا یہ مذہب ثابت ہو۔

قرآن سے آپ اپنا یہ مذہب ثابت نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں ثابت کر سکیں گے اور قیامت تک نہیں ثابت کر سکیں گے۔ اچھا تو آپ اہلحدیث ہیں جانے دیجئے قرآن کو۔ پیش کیجئے پورے ذخیرہ حدیث سے صرف ایک حدیث جس میں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ "مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ زور سے نہیں آہستہ پڑھے" یہ بخاری ہے یہ مسلم ہے یہ ترمذی ہے یہ ابوداؤد یہ نسائی ہے یہ ابن ماجہ ہے۔ ان صحاح ستہ کے علاوہ احادیث کی بے شمار کتابیں ہیں کسی بھی کتاب سے صرف ایک صحیح حدیث آپ پیش کر دیں۔ میں آپ کی بات مان لوں گا۔ اور میں کم از کم اپنے گاؤں کے حنفیوں میں ابھی جا کر اعلان کر دوں گا کہ آ جاؤ اور داخل ہو جاؤ مذہب اہلحدیث میں اے امام ابو حنیفہ کے مقلدو دیکھو ہمارے غیر مقلد مبلغ صاحب نے ذخیرہ احادیث سے اپنے مذہب کی حقانیت میں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ صحیح مرفوع متصل قول پیش کر دیا ہے کہ "مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ آہستہ پڑھے زور سے نہیں"

مبلغ صاحب ہمارے اس چیلنج کو آپ قبول کر لیں میں خود ہی آپکی جماعت میں پھر سے شمولیت اختیار کر لوں گا۔ جب نہ قرآن میں اور نہ پورے ذخیرہ حدیث میں اس طرح کی کوئی حدیث ہے تو کس بنیاد پر آپ کا یہ بلند و بانگ دعویٰ ہے کہ "مقتدی سورہ فاتحہ امام کے پیچھے آہستہ پڑھے زور سے نہیں"

پھر دوسری مشکل آپ حضرات کے ساتھ یہ ہے کہ آپ لوگ صرف طوطے کی طرح سے حدیث کے الفاظ پڑھ لینا ہی فن حدیث میں بصیرت کے لئے کافی سمجھتے ہیں کہیں صرف حدیث پڑھ لینے اور اسناد کے رٹ لینے سے حدیث میں کسی کو بصیرت اور تفقہ حاصل ہوتا ہے ؟ اگر آپ حضرات کو حدیث میں ذرا بھی بصیرت حاصل ہوتی تو خود حدیث کے الفاظ سے آپ کے لئے یہ سمجھنا مشکل نہ ہوتا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جس ایک شخص نے پڑھا تو اس نے آہستہ ہی سے پڑھا تھا۔

"ھل قرأ" و "من قرأ" کا فرق

دیکھیے، آپ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ھل قرأ۔ کیا کسی نے کچھ پڑھا؟ اگر وہ زور سے پڑھتا تو آپ ھل قرأ نہ فرماتے بلکہ من قرأ فرماتے یعنی کس نے میرے پیچھے پڑھا ہے۔

غیر مقلد مبلغ —— چودھری صاحب میں آپ کی بات نہیں سمجھ پا رہا ہوں ذرا ھل قرأ اور من قرأ کی وضاحت فرمائیں آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔؟

گاؤں کا چودھری —— P.H.D ہونے کے بعد بھی اتنی معمولی بات آپ نہیں سمجھ پا رہے ہیں ؟ آپ کی جامعات میں کیا اسی قسم کے P.H.D لوگ پیدا ہوتے ہیں ؟

ارے بندۂ خدا فرض کیجئے کہ کچھ بچے آپ کے کمرہ کے پیچھے شور مچا رہے ہیں اور ان کے شور کی آواز آپ کے کان میں پہونچ رہی ہے جس سے آپ کے کام میں حرج واقع ہو رہا ہے۔ اب آپ باہر نکل کر دوسرے بچوں سے کیا پوچھیں گے یہی تو پوچھیں گے کہ کس نے شور مچایا یا یہ پوچھیں گے کہ کیا کسی نے شور مچایا۔ شور مچانا تو آپ کو معلوم ہی ہے۔ شور کی آواز سے تو آپ کا کان پھٹا جا رہا ہے۔ "کیا کسی نے شور مچایا"۔ ایسے موقع پر نہیں بولا جاتا ہے یہ بالکل کھلی بات ہے۔

البتہ۔ کس نے شور مچایا، یہ آپ کو معلوم نہیں ہے۔ اپنی ناگواری کا اظہار اس نہجے سے کرتا ہے۔ جس نے شور مچایا ہے۔ اور وہ بچہ معلوم نہیں کہ ان میں سے کون ہے۔ اب آپ پوچھیں گے کہ، کس نے شور مچایا، تاکہ شور مچانے والے کا پتہ چلے۔

غرض آپ صلے اللہ علیہ وسلم جو افصح العرب اور ابلغ البلغاء فصیحوں کے فصیح اور بلیغوں کے بلیغ تھے۔ اگر اس آدمی نے آپ کے پیچھے زور سے قرأت کی ہوتی تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ھل قرأ نہ نکلا ہوتا بلکہ من قرأ آپ فرماتے ہیں۔ آگئی بات آپ کی سمجھ شریف میں؟

غیر مقلد مبلغ ___ چودھری صاحب ان نکتوں سے ہمارے کان آج تک ناآشنا تھے۔ ہمارے یہاں حدیث اس طرح نہیں پڑھائی جاتی ہے نہ ان نکتوں کو بیان کیا جاتا ہے یہ تو بڑی باریک باتیں ہیں۔

گاؤں کا چودھری ___ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ کوران حدیث سے صرف کام نہیں چلتا حدیث میں تفقہ اور بصیرت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کام دیوبندی احناف کی درسگاہوں میں ہوتا ہے۔

منازعت فی القرآن جہراً قرأت کرنے پر موقوف نہیں

غیر مقلد مبلغ ___ مگر جناب والا اس صحابی نے اگر زور سے نہیں پڑھا تھا تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا۔ اقول مالی انازع القرآن میں بھی کہتا ہوں کہ میرے ساتھ منازعت کیوں ہو رہی ہے۔ منازعت تو جہراً والی شکل میں پیدا ہوگی اگر اس صحابی نے آہستہ پڑھا ہوتا تو منازعت کی کیا شکل تھی جس پر آپ نے اظہار ناگواری کیا؟ اس لئے اسی حدیث کی روشنی میں ماننا پڑے گا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا جہراً جائز نہ ہوگا۔

نہ کرے گا۔

انبیاء علیہم السلام کی قوت ادراک کو عام انسانوں پر قیاس نہیں کیا جاسکتا

گاؤں کا چودھری — جناب مبلغ صاحب۔ کاش جماعت اہلحدیث کے لوگ مقام نبوت سے آشنا ہوتے۔ انبیاء علیہم السلام کی لطافت شعور و ادراک کا انکو پتہ ہوتا تو اس طرح کی بات آپ حضرات کی زبان سے نہ نکلتی۔ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا معاملہ بھی عام انسانوں جیسا ہوتا ہے۔ خدا کے لئے اس خیال اور اس عقیدہ سے توبہ کیجئے اور عام انسانوں پر انبیاء علیہم السلام کو قیاس مت کیجئے۔ انبیاء علیہم السلام کی قوت معنویہ اور روح کی لطافت اور قلب کی صفائی اور ان کے احساس و ادراک کی قوت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

خلاف شرع کام آپ کے پیچھے اور وہ بھی نماز میں ہو خواہ وہ سرًا ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کی طبیعت کا اس سے متاثر ہوجانا یہی مقام نبوت کا تقاضا ہے آپ کی لطیف قوت روحانیہ اور لطافت احساس کے لئے قطعًا بعید نہیں کہ آپ کو ان باتوں کا ادراک ہوتا ہے۔ جو ہمارے احساس و ادراک کی گرفت سے باہر ہیں انبیاء علیہم السلام کو بھی عام انسانوں پر خصوصًا سردار انبیاء علیہم السلام کو قیاس کرنا بددینی اور بدعقیدگی کی بات ہے۔ ایکم مثلی۔ والی حدیث آپ کے پیش نظر رہے اور یہ فرمان بھی کہ "میں تم لوگوں کو پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جس طرح آگے سے دیکھتا ہوں"۔ آپ اپنی نگاہ میں رکھیں۔

ھل استفہام انکاری سے نفس فعل پر انکار ہوتا ہے۔

مبلغ صاحب! ایک اور نکتہ پر بھی دھیان دیجئے۔ یہ بھی باریک ہے ذرا توجہ سے سنئے گا کہ اگر احناف آپ حضرات کی خاطر یہ بھی تسلیم کرلیں کہ اللہ کے رسول

صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھنے والے نے زور ہی سے پڑھا تھا اور سورہ فاتحہ کی نہیں کسی اور سورہ کی تلاوت کی تھی (جیسا کہ بعض غیر مقلدین علماء کہتے ہیں اور تو اور مبارکپوری صاحب نے بھی اس پر بڑا زور صرف کیا ہے) تب بھی احناف کے استدلال پر کہ امام کے پیچھے قرأت کرنی درست نہیں ہے کوئی آنچ نہیں آسکتی۔ اس وجہ سے کہ جاننے والے جانتے ہیں کہ ھل قرأ احد جو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے نفس قرأت پر انکار کیا ہے اور مطلقاً قرأت پر خواہ وہ سورہ فاتحہ ہو یا کوئی اور سورہ اور خواہ وہ جہراً ہو یا سراً آپ نے اظہار ناگواری کیا ہے۔ ھل۔ اس حدیث میں استفہام کے ساتھ ساتھ انکار کے معنی پر بھی مشتمل ہے اور ھل استفہام انکاری سے نفس فعل پر انکار کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس حدیث سے امام کے پیچھے مطلقاً قرأت کی ممانعت بالکل واضح ہے خواہ سورہ فاتحہ کی قرأت ہو یا کسی اور سورہ کی اور خواہ جہراً ہو یا سراً اس کا انکار کرنا صریح مکابرہ ہوگا اور صحیح حدیث سے جان چھڑانے کا ناقابل قبول عذر۔ مگر یہ وہ باتیں ہیں جن کا تعلق تفقہ اور فہم حدیث میں گہری بصیرت سے ہے۔ اور جماعت اہلحدیث حدیث کے بارے میں اپنے تمام تر شور و شرابہ کے باوجود اس نعمت خداوندی سے محروم ہے۔ اس لئے اگر بات آپ کے سمجھ میں آگئی ہے تو خیر ورنہ سنئے احناف اور کیا کہتے ہیں۔

احناف کا ایک سوال۔ احناف کا ایک سوال یہ بھی ہے کہ اگر امام کے پیچھے قرأت کرنی جب کہ امام قرأت کر رہا ہو ضروری ہی ہے تو پھر امام ترمذی یہ کیوں فرماتے ہیں واختار اصحاب الحدیث ان لایقرأ الرجل اذا جھر الامام بالقراۃ۔ یعنی اصحاب حدیث کا مختار مذہب یہی ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے جب وہ جہراً قرأت کرے تو کچھ نہ پڑھے۔

غیر مقلد مبلغ ـــــ چودھری صاحب آپ امام ترمذی کی عبارت ناقص نقل کر رہے ہیں پوری عبارت نقل کیجئے دیکھئے اس عبارت کے آگے یہ بھی ہے ۔ وقالوا یتبع سکتات الامام یعنی اصحاب حدیث یہ کہتے ہیں کہ جب امام سکتہ کیا کرے گا تو مقتدی قرأت کرے گا ۔

گاؤں کا چودھری ـــــ مبلغ صاحب میں نے قصداً اس عبارت کو چھوڑ دیا تھا ۔ میں بہت دیر سے بول رہا تھا سوچا کہ ذرا آپ بھی کچھ بولیں میں تھک گیا تھا ۔ اور شاید آپ بھی کچھ بولنا ہی چاہتے تھے ۔ اور ذرا مجھے یہ بھی معلوم کرنا تھا کہ آپ P.H.D فی الحدیث ہیں بھی یا محض یحمل اسفاراً والی بات ہے ۔

غیر مقلد مبلغ ـــــ یہ ۔ یحمل اسفارا ۔ کیا ہے ؟

سکتات والی حدیث پر کلام

گاؤں کا چودھری ـــــ وہ ایک بہت خاص چیز ہے ۔ وہ میں بعد میں بتلاؤں گا ۔ ذرا اصحاب حدیث کے مذہب کی پہلے وضاحت تو ہو جائے آپ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے سکتات کی اتباع کرے گا ۔ امام ترمذی نے یہ ضرور فرمایا ہے کہ اصحاب حدیث کا یہ مذہب ہے ۔ احناف کو تھوڑی دیر کے لئے اب بیچ سے ہٹا دیجئے ۔ ہم اہل قرآن اصحاب حدیث سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے سکتات کی اتباع کرے گا اور جہاں امام سکتہ کرے گا مقتدی وہاں قرأت کرے گا ۔

تو اگر امام نے سکتہ نہ کیا تو پھر مقتدی کیا کرے گا اور اگر سکتہ کیا بھی تو اس نے مختصر سکتہ کیا تو مقتدی کیا کرے گا ۔ پھر امام سکتہ کہاں کرے گا ؟ درمیان قرأت فاتحہ میں یا قرأت فاتحہ کے بعد ؟ اگر قرأت فاتحہ کے بعد

سکتہ کرے گا تو یہ ایک سکتہ ہوا اور حدیث میں سکتات کا ذکر ہے۔ اگر درمیانِ قرأت میں سکتہ کرے گا تو کتنے سکتہ کرے گا۔ تین کرے گا یا سات کرے گا۔ اگر تین کرے گا تو کس حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت ہے کہ امام مقتدی کی قرأت کی خاطر تین سکتہ کرے گا۔ اور اگر سات کریگا تو کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت کر دیجئے کہ امام مقتدی کی خاطر سات سکتہ کرے گا۔

پھر یہ بھی بتلائیے کہ آپ کا مذہب ہے کہ مقتدی کو فاتحہ پڑھنی فرض ہے تو کیا امام کو بھی سکتہ کرنا فرض ہے؟ تاکہ مقتدی اپنا فرض اس کے سکتات میں ادا کرے۔ بہرحال صرف ایک حدیث صحیح یا ضعیف آپ اس کی پیش کر دیں کہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ "امام کو مقتدی کی قرأت کی خاطر سکتات کرنا فرض ہے" یا آنحضور کا یہی ارشاد نقل فرمادیں کہ آپ نے مقتدی کو حکم دیا ہے کہ وہ امام کے پیچھے سکتہ میں قرأت کرے۔

جناب والا — آپ کی انھیں باتوں نے ہمیں صرف قرآن کا دامن مضبوطی سے تھامنے کی راہ دکھائی ہے۔ اور جماعتِ اہلحدیث سے برگشتہ کر دیا ہے

اب آپ آئیے پھر احناف کے اشکالات کی طرف۔

(۴) چوتھا اشکال احناف کا یہ ہے کہ آپ کا یہ مذہب کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قرأت کرنی ضروری ہے۔

اس حدیث کے خلاف ہے من کان له امام فقرأة الامام له قرأة۔ یعنی جس کا امام ہو تو امام کا پڑھنا مقتدی ہی کا پڑھنا ہے۔ یعنی مقتدی کو امام کی قرأت کافی ہو گی۔ اب اس کو سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنے کی حاجت نہیں ہے۔

اور احناف یہ بھی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں قرأت کرنے اور نہ کرنے کا

ضابطہ اور کلیہ بیان کیا گیا ہے ۔ اور خود آپ کے جلیل القدر قسم کے محدثین کا یہ فرمان ہے کہ اگر کوئی حدیث قواعد کلیہ کے خلاف ہو گی تو اس کا اعتبار نہ ہو گا ۔ اور آپ حضرات قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں جو حدیثیں ذکر کرتے ہیں وہ اس قاعدہ کلیہ کے خلاف ہیں ۔ اس لئے ان کے مقابلہ میں اس صحیح حدیث کا اعتبار ہو گا ۔

غیر مقلد مبلغ ——— یہ چودھری صاحب یہ حدیث بالکل ضعیف ہے ۔ اس کی کوئی سند صحیح نہیں ۔ اس ضعیف حدیث سے معیاری صحیح حدیثوں کو آپ رد کر رہے ہیں ۔ یہ تو سراسر زیادتی ہے ۔

دیکھئے ہمارے مولانا محدث مبارکپوری فرماتے ہیں :

ان هذا الحديث ضعيف بجميع طرقه ۔ (ابکار المنن ص ۵۱۹)

یعنی اس حدیث کی تمام سندیں کمزور ہیں ۔

من کان لہ امام والی حدیث صحیح ہے

گاؤں کا چودھری ——— جی ہاں جناب ۔ آپ کے مولانا محدث مبارکپوری ہی نے نہیں بلکہ انکی تقلید میں تمام جماعت اہلحدیث نے بھی اس صحیح حدیث کو ضعیف قرار دے کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا ہے ۔ اور چونکہ اس حدیث سے قرأۃ خلف الامام کی مطلقاً ممانعت ضابطہ اور کلیہ کے طور پر ثابت ہوتی تھی اس وجہ سے اہلحدیث حضرات اس حدیث سے بطور خاص چڑھے ہوئے ہیں مگر جناب چاند پر تھوکنے سے چاند تو گدلا ہو گا نہیں اپنا ہی چہرہ بگڑے گا ۔

ذرا دھیان دیجئے کہ اپنی ہی کتاب الانطلاق الفکری کا ص ۲۶ کھولئے اس کے حاشیہ میں آپ کو یہ عبارت نظر آئے گی صح للحديث طرق عديدة ۔ یعنی اس حدیث کی متعدد سندیں صحیح ہیں ۔

اور یہ بھی اسی حاشیہ میں نظر آئے گا ۔ ومن ذٰلك يتبين خطأ من ذهب إلى تضعيف هٰذا الحديث ۔ یعنی معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ غلطی پر ہیں جو اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں ۔

اور آپ کے جامعہ سلفیہ بنارس کے تمام علماء و مشائخ اور محدثین نے اس ریمارک پر ایسی چپ سادھی ہے کہ زبان تک نہیں ہلاتے ۔

غیر مقلد مبلغ —— آپ کہتے ہیں کہ ہمارے محدثین نے یہ لکھا ہے کہ جو حدیث قواعد کلیہ کے خلاف ہو اس کا اعتبار نہ ہوگا ہمارے کس محدث نے لکھا ہے ۔ ہمارا کوئی محدث ایسا نہیں کر سکتا ۔ اس قسم کے قاعدے اور کلیے تو احناف پیش کیا کرتے ہیں ۔

جو حدیث قواعد قطعیہ کے خلاف ہو اس پر عمل نہیں ہوگا

گاؤں کا چودھری —— مبارکپور کے اسی جلیل القدر محدث نے جس نے زیر بحث حدیث کے متعلق یہ لکھا ہے ۔ إن هذا الحديث ضعيف بجميع طرقه ۔ آپ کے یہی مبارکپوری صاحب ایک صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

وبانه معارض للقواعد القطعية ۔ (تحفہ ص ۲۶۴ ج ۲) اور یہ حدیث اس وجہ سے بھی قابل عمل نہیں ہے کہ یہ قواعد قطعیہ کے خلاف ہے ۔

غیر مقلد مبلغ —— ہمارے مبارکپوری صاحب تو قواعد قطعیہ کی بات کر رہے ہیں اور احناف نے جو قرأت خلف الامام کے منع کے سلسلہ میں من كان له الامام والی حدیث پیش کی ہے ۔ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے ۔ مگر بہرحال وہ قاعدہ ظنی ہوگا ۔ قطعی نہیں ہوگا ۔ اس لئے ہمارے محدث مبارکپوری کی بات اور یہ احناف کی بات اور

دونوں کے استدلالات میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

غیر مقلدین کے اصول پر ہر صحیح حدیث سے حکم قطعی ثابت ہوتا ہے

گاؤں کا چودھری ـــــ جناب من۔ آپ غور فرمائیں کہ آپ حضرت عبادہ کی حدیث لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ سے فاتحہ کی فرضیت ثابت کرتے ہیں۔ اور فرض حکم قطعی ہوتا ہے۔ پس یہ حکم قطعی جس دلیل سے ثابت ہوگا وہ دلیل بھی قطعی ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ حضرات اپنی کتابوں میں لاصلوٰۃ والی حدیث کو ثبوت قرأت خلف الامام کیلئے دلیل قطعی قرار دیتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کو فرض قرار دیتے ہیں۔ تو اگر لاصلوٰۃ والی صحیح حدیث دلیل قطعی قرار پا سکتی ہے تو من کان لہٗ امام والی صحیح حدیث دلیل قطعی کیوں نہیں قرار پائے گی۔ اور جو اصول ان حدیث میں مذکور ہے وہ قطعی کیوں نہیں ہوگا۔ اور جب وہ اصول اور قاعدہ قطعی ہوگا تو اس کے بالمقابل دوسری حدیثیں صحیح ہونے کے باوجود قابل عمل نہیں قرار پائیں گی۔ اب یا تو ان حدیثوں کو جماعت اہلحدیث کے مزاج وعادت کے مطابق رد کر دیا جائے گا یا پھر احناف کا جو طریقہ ہے انکو صحیح مانتے ہوئے ان پر عمل نہ کرنے کی کوئی معقول توجیہ اختیار کی جائے گی تاکہ احادیث رسول کا احترام بھی باقی رہے اور یہ بھی نہ ہو کہ ہم نے صحیح احادیث کو درخور اعتناء نہیں سمجھا۔

فانتھی الناس کی بحث

غیر مقلد مبلغ ـــــ چودھری صاحب مجھے آپ کی ایک شدید چوک پر اور بھی متنبہ کرنا ہے۔ شدید چوک کا لفظ میں آپ کی رعایت میں کہہ رہا ہوں

اس لئے کہ بہرحال آپ ہمارے بھائی ہیں اور کم سے کم عدم تقلید میں ہمارا اور آپ کا اشتراک ہے۔ اگر کوئی حنفی مقلد ہوتا تو میں کہتا کہ تم نے صریح خیانت کی ہے۔

گاؤں کا چودھری ـــــ شکریہ۔ جناب کی ذرہ نوازی ہے متنبہ فرمائیے۔ وہ شدید چوک کیا ہے۔

غیر مقلد مبلغ ـــــ آپ نے احناف کی طرف سے حضرت ابوہریرہؓ والی جو حدیث پیش کی ہے جس میں آنحضور کے ساتھ منازعت قرآن کا ذکر ہے اور جس میں یہ ہے کہ فانتھی الناس عن القرأۃ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد لوگ جہری نمازوں میں آپ کے ساتھ قرأت قرآن سے رک گئے۔

حالانکہ محدثین کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ زہری کا قول ہے۔ حضرت ابوہریرہ کا نہیں۔ اور اصطلاح محدثین میں یہ قول مدرج ہے دیکھئے ہمارے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں۔ فقولہ فانتھی الناس من قول الزھری مدرج

(تحفہ ص ۲۵۴ ج ۱)

یعنی حضرت ابوہریرہ کی یہ روایت جس کو امام زہری نے روایت کیا ہے اس میں فانتھی الناس یہ امام زہری کا قول ہے اور وہ مدرج ہے۔

گاؤں کا چودھری ـــــ جناب مبلغ صاحب۔ جب میں بھی آپ ہی جیسا اہلحدیث تھا تو میں نے اسی حوالہ سے ایک مقلد حنفی کے سامنے اس کو مدرج کہا تھا اور اس پر اس مقلد حنفی سے لڑ پڑا تھا کہ تم احناف حدیث کی اپنی من مانی تشریح کرتے ہو۔ اس پر اس مقلد حنفی نے بڑے اعتماد سے کہا تھا اور مجھ سے پوچھا تھا کہ بتلاؤ قرآن کی کس آیت یا کس صحیح حدیث میں ہے کہ یہ امام زہری کا قول ہے۔ حضرت ابوہریرہ کا نہیں ہے۔ اس دعویٰ پر قرآن کی کوئی آیت یا حدیث

صحیح صریح مرفوع پیش کرو اس لئے کہ جماعتِ اہلحدیث کا کوئی دعویٰ کتاب وسنت سے دلیل کے بغیر نہیں ہوتا ۔

مبلغ صاحب ۔ جب اس حنفی مقلد نے مجھ سے یہ بات کہی تو سچ جانئے میری آنکھ تلے اندھیرا چھا گیا اور مجھے دن میں تارے نظر آنے لگے ۔ اور پھر میں نے توبہ کی کہ آج سے میں کبھی یہ نہ کہوں گا کہ ہمارا ہر دعویٰ کتاب وسنت پر مبنی ہوتا ہے ۔

پھر میں نے اس مقلد حنفی سے کہا کہ میں اس پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتا البتہ محدثین کا یہی فیصلہ ہے تو اس نے کہا کہ فقہاء کی تقلید کو حرام کہنے والو تم نے محدثین کی تقلید کا جواز کہاں سے پیدا کر لیا ۔ کیا محدثین خدا اور رسول ہیں کہ جو وہ کہہ دیں گے ان کی بات بلا چون چرا مان لی جائیگی ؟

میں نے اس سے کہا کہ حدیث ایک فن ہے اور کسی بھی فن میں اس فن کے ماہرین پر اعتماد کیا جاتا ہے اس لئے یہاں بھی محدثین ہی پر اعتماد کیا جائے گا تو اس مقلد حنفی نے کہا کہ یہی تو تمام مقلدین کہتے ہیں کہ فقہ ایک فن ہے اس لئے مسائل فقہیہ میں انھیں فقہاء پر اعتماد کیا جائے گا ۔ اور کتاب وسنت سے مسائل کا استنباط واستخراج انھیں فقہاء کا کام ہوگا یہ حق کسی اور غیر ماہر فن کو نہیں دیا جا سکتا ۔

میں نے اس مقلد حنفی سے کہا کہ آخر تم اس فانتھی الناس کے بارے میں کیا کہتے ہو یہ کس کا قول ہے ۔ اس نے کہا یہ خود حضرت ابو ہریرہ کا قول ہے ، میں نے اس سے کہا کہ اس کی دلیل کیا ہے ؟ اس نے کہا کہ یہ میرا اجتہاد ہے ۔ اگر قرآن کی آیت اور احادیث کے نصوص میں غیر مقلدین کے عوام تک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اجتہاد کریں اور ان کے جو سمجھ میں آئے وہ معنی مطلب بیان کریں تو یہی حق اس حدیث کے بارے میں مجھے کیوں نہیں ہوگا ۔ میں نے اس سے کہا کہ جناب والا میں بات سمجھنا چاہتا ہوں محض بحث کرنا میرا مقصد نہیں ہے

اس مقلد نے کہا کہ بحث نہ کرنا اور بات سمجھنا یہ شریفوں کا کام ہے اور آپ کی جماعت میں شرافت عنقا ہے ایک غیر مقلد بھی مجھے شریف نظر نہیں آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ جناب والا اب میں شریف بننے جا رہا ہوں اور خدا کی قسم اب میں شریف بن کر رہوں گا۔

تب اس مقلد حنفی نے کہا کہ اگر بات یہ ہے تو میں تم کو بتلاتا ہوں کہ ۔ فانتھی الناس ، والا جملہ خود حضرت ابو ہریرہ کا ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو داؤد میں یہی روایت ہے جس میں اسکی تصریح موجود ہے۔ دیکھو ابوداؤد کی روایت میں یہ تصریح موجود ہے قال ابوھریرۃ فانتھی الناس (ابوداؤد ج۱ ص۱۲۰) کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ لوگوں نے قرأت ترک کردی تھی ——— اور ظاہر بات ہے کہ امام ابوداؤد و امام ابوداؤد ہیں ان کی روایت کو رد کرنا آسان کام نہیں ہے :-

اور جماعت اہلحدیث کے چھوٹے بڑے آج تک کسی ایک صریح عبارت سے ثابت نہ کر سکے کہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نہیں ہے۔ امام زہری کا قول ہے۔ ادھر اُدھر کے چند محدثین کے اقوال نقل کرتے ہیں اگر ان کو یہ حق ہے کہ امام ابوداؤد جیسے امام کی روایت کو ٹھکرا دیں اور نہ مانیں تو ہمارے لئے یہ کیوں ضروری ہے کہ ہم ان محدثین کی باتیں مانیں جن کا کلام یہ حضرات اس قول کو مدرج ، ثابت کرنے کیلئے پیش کرتے ہیں۔

اور چونکہ آپ شریف بننے کیلئے تیار ہیں اور شریف بننے کی قسم بھی کھا چکے ہیں اس وجہ سے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر اس کو امام زہری کا بھی قول تسلیم کر لیا جائے تو بھی حنفیہ کے استدلال پر کوئی آنچ نہیں آسکتی۔ اس وجہ سے کہ امام زہری اپنے زمانہ میں اعلم بالسنہ تھے۔ اور ان کی فن حدیث میں جلالت شان پر سب کا اتفاق تھا۔ حجاز و شام میں ان کے زمانہ میں ان کی ٹکر کے

کم ائمہ تھے۔

امام زہری کے بارے میں مولانا مبارکپوری کے بلند کلمات

خود مولانا مبارکپوری ان کا تعارف محدثین سے نقل کر کے اس طرح کراتے ہیں۔ متفق علی جلالتہ واتقانہ هو احد الائمة الاعلام وعالم الحجاز والشام۔ قال الليث مارأيت عالما اجمع من ابن شهاب۔ (تحفہ ص۱۸ ج۱)

یعنی امام زہری کے اتقان اور ان کی جلالتِ شان پر سب کا اتفاق ہے وہ حجاز و شام کے عالم تھے۔ امام لیث فرماتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب زہری سے زیادہ جامع محدث کسی اور کو نہیں دیکھا۔

تو جب خود امام زہری جو اس شان کے محدث تھے یہ فرمائیں کہ لوگ آنحضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جہری نماز میں قرأت کرنے سے آنحضورؐ کے اظہارِ ناگواری کے بعد رک گئے اور قرأت کرنی مطلقاً چھوڑ دیا تو پھر انھیں کی بات مانی جائے گی ان کے مقابلہ میں جو بھی رائے ہو گی اور جس کسی کی بھی ہو وہ رد کر دی جائے گی۔ یہ اس لئے بھی کہ اس روایت کے راوی حضرت زہری ہی ہیں اور خود آپ کے مبارکپوری صاحب حافظ ابن حجر کا کلام نقل کرتے ہیں کہ:

راوی الحدیث اعرف بالمراد به من غیرہ (ابکار ص۲۳۳)

یعنی حدیث کا راوی حدیث کی مراد کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے۔

اب اس کے بعد امام زہری کی بات کو (اگر یہ امام زہری ہی کی بات ہے بھی تو) رد نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری ایک اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ یہ نہ ابو ہریرہ کا قول اور نہ امام زہری کا قول تو بھی اس سے اصل مسئلہ پر یعنی امام کے

پیچھے کچھ نہ پڑھنے کی ممانعت پر کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔ اس لئے کہ آنحضورؐ کا یہ ارشاد گرامی اقول مالی انازع القرآن (میں بھی کہتا ہوں کہ میرے ساتھ قرآن میں منازعت کیوں کی جا رہی ہے)
یہ خود امام کے پیچھے ہر طرح کی قرأت کے ممنوع ہونے کیلئے کافی ہے اس لئے کہ خواہ یہ قرأت سورہ فاتحہ کی ہو یا کسی اور سورہ کی بہر حال اس سے امام کے ساتھ منازعت ثابت ہو کر رہے گی۔ اسلئے امام کے پیچھے کچھ بھی پڑھنا جائز نہ ہوگا۔

امام زہری کے بارے میں مولانا مبارکپوری کی تضاد بیانی

میں نے اس مقلد حنفی سے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ ہمارے مولانا مبارکپوری نے امام زہری کی بڑی تعریف کی ہے۔ حالانکہ انھوں نے تو ابکار المنن میں زہری کے بارے میں صاف صاف لکھا ہے۔ قلت فی سندہ الزہری وھو مدلس فکیف یکون اسنادہ صحیحا (ابکار ص۱۱۸)
یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کی سند میں زہری ہیں اور وہ مدلس ہیں اسلئے اس کی سند کیسے صحیح ہوگی۔ اور بالکل یہی بات اسی کتاب میں ص۱۹۷ میں بھی لکھی ہے۔ تو اس مقلد حنفی نے میرے سامنے تحفۃ الاحوذی کی وہ عبارت صفحہ وسطر کھول کر دکھائی جو ابھی ابھی آپ کے سامنے گذری ہے۔ اور جس میں امام زہری کے بارے میں یہ شاندار اعتراف موجود ہے۔

ھو متفق علی جلالتہ واتقانہ۔ یعنی ان کی جلالت شان اور حدیث میں متقن ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔
یقین جانئے اے ہمارے بھائی P. H. D مبلغ صاحب میں مولانا مبارکپوری کی اس تضاد بیانی کو دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہو گیا۔ اور اپنے تشریف ہونیکی

قسم کو پورا کرنے کے لئے میں اہلحدیث سے اہل قرآن ہو گیا۔

اصل موضوع کی طرف رجوع

احناف کا قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں پانچواں اعتراض

خیر اس بحث کو چھوڑیئے ہم لوگ درمیان میں ادھر ادھر کی باتوں میں اُلجھ گئے گفتگو یہ ہو رہی تھی کہ قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں جو جماعت اہلحدیث کا مذہب ہے اس پر احناف مقلدین کو کچھ اعتراض ہے ان کے چار اعتراض کا ذکر ہوا، انکا پانچواں اعتراض یہ ہے کہ اگر قرأت خلف الامام مقتدی کیلئے ضروری ہے تو فرض کیجیئے کہ اگر مقتدی امام کو حالتِ رکوع میں پاتا ہے تو وہ کیا کرے گا، وہ رکوع میں سورہ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں ؟ اور رکوع والی اس رکعت کا اس مقتدی کے حق میں شمار ہو گا یا نہیں ؟ اگر وہ سورہ فاتحہ رکوع میں بھی پڑھے گا تو اس کا ثبوت کس حدیث سے ہے، ذخیرہ حدیث میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ مقتدی کو رکوع میں بھی سورہ فاتحہ پڑھنی ہے۔

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ وہ سورہ فاتحہ رکوع میں نہیں پڑھے گا اور اسکی یہ رکعت شمار بھی نہ ہوگی تو یہ بات ائمہ اربعہ کے مذہب کے خلاف تو ہے ہی اس حدیث کے بھی خلاف ہے، حضرت امام ابوداؤد اپنی سنن میں یہ حدیث ذکر کرتے ہیں:

من ادرك الركوع فقد ادرك الركعة یعنی جس نے رکوع پا لیا اس نے پوری رکعت پالی۔

اور یہی مذہب حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا بھی ہے، اور امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں

من ادرك الامام فی الركوع فقد ادرك الركوع (المغنی)

یعنی جس نے امام کو رکوع میں پا لیا تو اس نے پوری رکعت پالی۔

غرض اگر رکوع والی رکعت نہ شمار کی جائے گی تو متعدد احادیث و آثار کا رد کرنا لازم آئے گا۔ اور یہ بات جیساکہ میں نے عرض کیا کسی بھی امام متبوع کا مذہب نہیں ہے ،۔

احناف کا چھٹا اعتراض

احناف کا چھٹا اعتراض یہ ہے کہ بہت سی احادیث میں فصاعداً کسی میں و سورۃ معہا، کسی میں وما تیسر کسی میں وبما شاء وغیرہ کے الفاظ بھی ہیں تو غیر مقلدین کس دلیل سے صرف سورہ فاتحہ ہی کو فرض قرار دیتے ہیں، اور ان تمام روایتوں کو جن میں یہ الفاظ ہیں رد کرنیکی ان کے پاس معقول وجہ کیاہے۔؟

احناف کے اور بھی اعتراض ہیں ان سب کا یہاں ذکر کرنا باعث طوالت ہے، غرض اہلحدیث حضرات کے مذہب کو جوں کا توں انکی تشریح کے مطابق تسلیم کرلیا جائے تو یہ اشکالات وارد ہوتے ہیں اور متعدد صحیح حدیثوں کا ترک کرنا لازم آتا ہے،

اہلحدیث علماء نے ان اعتراضات سے چھٹکارا پانے کی بہت کوشش کی ہے مگر سب کی تان اسی پر ٹوٹتی ہے کہ خود ان کے بیان کردہ اصول کی دھجیاں بکھر کر رہ جاتی ہیں، اور انکی تاویلات کی ایسی شعبدہ بازیاں سامنے آتی ہیں کہ سر پکڑ کر رونے کو جی چاہتاہے۔

غیر مقلد مبلغ ۔ کس کا رونے کو جی چاہتاہے، آپ کا یا احناف مقلدین کا؟

گاؤں کا چودھری ۔ احناف مقلدین تو آنسو بہاتے ہی رہے ہیں مجھے بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر آٹھ آٹھ آنسو رونا پڑا، آخر ہمدردی تو ہم اہل قرآن کو احناف کے مقابلہ میں آپ ہی اہلحدیث سے ہے ۔

قرآت خلف الامام کے باب میں احناف کے مذہب کے مطابق نہ کسی اصول کی قربانی دینی پڑتی ہے نہ احادیث و قرآن کا رد لازم آتا ہے۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس بارے میں احناف کا مذہب کیا ہے ؟ احناف کہتے ہیں کہ مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش رہ کر صرف امام کی قرآت کو سننا چاہیے، مقتدی کو سری نماز میں بھی خاموشی ہی اختیار کرنی چاہیے، اور وہ اس سلسلہ میں اپنا مستدل بغیر کسی تاویل کے قرآن کو بھی بتاتے ہیں اور تمام وہ احادیث بھی ان کے مذہب کی مؤید ہیں جن میں مقتدی کو امام کے پیچھے خاموش رہنے کا حکم ہے، اور من کان له الامام فقرأة الامام قرأة له کے کلیہ پر بھی ان کا عمل ہو جاتا ہے، مقتدی کو امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہونے کی صورت میں بھی کسی حدیث کا چھوڑنا لازم نہیں آتا، نہ لاصلوٰۃ والی مطلق حدیث جو حضرت عبادہ بن صامت کی ہے اس کا رد لازم آتا ہے اس لئے کہ اس کا تعلق مقتدی سے نہیں بلکہ صرف امام اور منفرد سے ہے۔

غیر مقلد مبلغ ـ احناف کا یہ کہنا سراسر غلط ہے، حضرت عبادہ والی حدیث مطلق ہے منفرد امام مقتدی سب کو شامل ہے، اپنی رائے اور عقل سے احناف مقلدین کو کسی مطلق کو مخصص کرنے کا کیا حق ہے ؟

گاؤں کا چودھری ۔ مبلغ صاحب ذرا بات سمجھئے جوش میں مت آیئے یہ اسلئے ضروری ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو دسیوں احادیث اور بیسیوں آثار کا ترک کرنا لازم آئے گا اور قرآن کی مخالفت الگ لازم آئے گی، اور اگر حضرت عبادہ والی حدیث کو صرف منفرد یا منفرد و امام کے بارے میں تسلیم کر لیا جائے تو اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے گا اور اس باب کی تمام روایات بھی متحد نظر آئیں گی، عمل بالحدیث کی اس سے بہتر کوئی دوسری شکل ہے بھی نہیں،

اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اہلحدیث حضرات نے بہت سی صحیح احادیث کو یہاں تک کہ صحیح مسلم کی روایت اور قرآن کی آیت اور نص قطعی کو رد کرنے کے لیے جن شعبدہ بازیوں کا مظاہرہ کیا ہے اس سے نجات حاصل ہو جائیگی۔

احادیث کے احترام کا تقاضا بھی یہی ہے کہ حتی الامکان تمام حدیثوں کو قابل عمل سمجھا جائے۔

غیر مقلد مبلغ ۔ بات تو ان مقلدین کی کچھ معقول معلوم ہوتی ہے مگر کیا حضرت عبادہ والی روایت کا جو مطلب احناف بیان کرتے ہیں کسی محدث یا کسی صحابی سے منقول بھی ہے؟ یا یہ صرف احناف کی رائے اور ایجاد بندہ ہے۔

احناف اور تقلید

گاؤں کا چودھری ۔ احناف سے آپ حضرات کو یہی بدگمانی ہے، ان کی ہر بات اگرچہ وہ کچھ کچھ معقول، ہی کیوں نہ ہو جماعت اہلحدیث کے لوگوں کو رائے ہی نظر آتی ہے، حالانکہ میں نے احناف کو خوب جانچ پرکھ کر دیکھ لیا ہے وہ مجھے ہر طرف سے مقلد کے مقلد ہی نظر آتے ہیں جب دیکھو کسی نہ کسی بڑے کا سہارا پکڑے رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان سے اجتہاد اور استنباط کی صلاحیت چھین لی گئی، بس تقلید ہی ان کا مزاج بن گیا ہے، یہ قرآن کی تقلید کریں گے یہ رسول کی تقلید کریں گے، یہ صحابہ کی تقلید کریں گے۔ یہ ائمہ فقہ و حدیث کی تقلید کریں گے اپنی طرف سے کچھ کہنا ان کے لئے حرام ہوگا، ضعیف حدیث تک پر عمل کر ڈالیں گے مگر دین و شریعت کے بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہ کہیں گے۔

احناف کا قرأت خلف الامام کے بارے میں مسلک صحابہ کرام کے مسلک کے مطابق ہے

اب دیکھئے اسی قرأت خلف الامام کے سلسلہ میں انھوں نے حضرت عبادہ بن صامت کی حدیث کا جو مطلب بیان کیا ہے یہاں بھی ان کا وہی تقلیدی ذہن کام کر رہا ہے، میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ لوگ حضرت عبادہ کی حدیث کا جو مطلب بیان کرتے ہیں آپ کے پاس اس کی دلیل کیا ہے تو انھوں نے جھٹ سے ترمذی کھول کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان دکھلادیا۔

من صلی رکعۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام۔

یعنی جس کسی نے کوئی ایک رکعت بھی پڑھی اور اس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ہی نہ ہوئی الا یہ کہ وہ امام کے پیچھے (یعنی مقتدی) ہو۔

احناف کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے ان تمام احادیث کی نوعیت کا پتہ چل گیا جن میں سورہ فاتحہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کا ذکر ہے کہ یہ پڑھنا مقتدی کیلئے نہیں ہے بلکہ صرف امام اور منفرد کیلئے ہے، مقتدی کا کام امام کے پیچھے صرف کان لگا کر سننا اور خاموش رہنا ہے، خواہ نماز سری ہو یا جہری جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا حاصل ہے، اور یہی وہ واحد شکل ہے جس کے اختیار کرنے سے اس باب کی تمام احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ نیز قرآن کے حکم پر عمل ہو سکتا ہے۔

اور احناف یہ بھی کہتے ہیں کہ اتنی صاف وصریح اور دو ٹوک بات اس مسئلہ قرأت میں کسی دوسرے ان صحابہ کرام سے مروی نہیں ہے جن کے آثار

اور موقوفات سے جماعت اہلحدیث کے علماء استدلال کرتے ہیں۔

غیر مقلد مبلغ ۔ احناف کی یہ بات تو واقعی قابل غور ہے، مگر حضرت جابر کے اس قول سے کسی معتبر امام حدیث و فقہ نے بھی استدلال کیا ہے یا صرف احناف ہی کو حضرت جابر کا یہ قول نظر آیا۔

گاؤں کا چودھری ۔ مبلغ صاحب احناف کی یہ بات اگر آپ حضرات کو احادیث پر عمل کرنا ہی ہے تو صرف قابل غور ہی نہیں بلکہ قابل عمل بھی ہے، اور رہا یہ کہ کسی اور امام کتاب و سنت یا فقیہ امت نے بھی احناف کی طرح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا اعتبار کیا ہے کہ نہیں تو یہ ترمذی تو آپ کے سامنے کھلی ہے اس میں امام سنت حضرت امام احمد بن حنبل کے بارے میں دیکھئے امام ترمذی کیا فرماتے ہیں، دیکھئے وہ کہتے ہیں۔

واما احمد بن حنبل فقال معنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصلوٰۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الکتاب اذا کان وحدہ، واحتج بحدیث جابر بن عبد اللہ۔

یعنی امام احمد بن حنبل کا کہنا یہ تھا کہ لاصلوٰۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الکتاب کا معنی یہ ہے کہ جب نماز پڑھنے والا تنہا ہو، یعنی منفرد ہو اور انھوں نے حضرت جابر بن عبداللہ کی اسی قول سے استدلال کیا ہے۔

غیر مقلد مبلغ ، دیکھئے اس کے آگے اور بھی کچھ لکھا ہے،

گاؤں کا چودھری ۔ اس کے آگے یہ عبارت ہے ۔

قال احمد فھذا رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم تاول قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاصلوٰۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الکتاب ان ھذا اذا کان وحدہ۔

یعنی امام احمد یہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک صحابی رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے آنحضورؐ

کے ارشاد لاصلوٰۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الکتاب کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ یہ صرف اس شخص کے حق میں ہے جو تنہا نماز پڑھ رہا ہو۔

غیر مقلد مبلغ ۔ یعنی بالکل وہی بات جو احناف کہتے ہیں، یہ تو احناف کا بڑا اہم مستدل ہے اور ہم اہلحدیثوں کیلئے بڑے غور و فکر کی بات ہے۔

گاؤں کا چودھری ۔ پھر آپ نے غور و فکر کی بات کی، بھئی معاملہ احادیث کا ہے اور صحابی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریح و توضیح کا ہے تو آپ اہلحدیثوں کو صرف غور ہی نہیں عمل کی بات سوچنی چاہیے، یا پھر ہماری طرح اہل قرآن بنجائیے کہ احادیث پر عمل ہی چھوڑ دیں ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی فہم پر مولانا مبارکپوری کا عدم اعتماد

غیر مقلد مبلغ ۔ مگر دیکھئے تو سہی ہمارے مولانا مبارکپوری صاحب نے جنہوں نے ترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی لکھی ہے انھوں نے یہاں کیا لکھا ہے؟ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کلام تو انکی نگاہ سے بھی گذرا ہوگا ۔

گاؤں کا چودھری ۔ بھئی آپ کے مولانا مبارکپوری کیا شے ہیں مجھے وہ آج تک سمجھ ہی میں نہیں آئے ۔ جب ان کے مطلب کی بات ہوتی ہے تو صحابی و تابعی کی بات تو دور کی ہے حافظ ابن حجر اور شوکانی کی بات بھی انکو روشن روشن نظر آتی ہے اور جب بات ان کے مطلب کے خلاف ہو تو وہ سب پر ایک طرف سے ہاتھ پھیرتے چلے جاتے ہیں، اور اپنی فہم کے آگے کسی کی فہم کا ان کے نزدیک اعتبار ہی نہیں ہوتا ہے، اور ضد اور عورتوں والی چڑچڑاہٹ کا ایسا نمونہ پیش کرتے ہیں کہ توبہ بھلی، تحفہ میں انھوں نے کیا لکھا ہے اس کو تو بعد میں دیکھئے گا دیکھئے وہ ابکار میں کیا کہتے ہیں ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے ۔

قلت اثر جابر هٰذا لا یدل علےٰ منع القرأۃ خلف الامام فالاستدلال بہ علی المنع غیر صحیح ، (ابکار ص۲۵۷)

یعنی میں کہتا ہوں کہ حضرت جابر کا یہ اثر اس کی دلیل نہیں ہے کہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرنی ہے ، سو امام کے پیچھے قرأت سے منع کرنے پر اس سے استدلال درست نہیں۔

یہ ہے آپ کے مبارکپوری صاحب کا صریح مکابرہ ، یا ضد ۔ بلکہ انصاف کا خون ، دیانت کے گلے پر چھری پھیرنا بھی اسی کو کہتے ہیں۔

خیر آپ تحفۃ الاحوذی کے بارے میں پوچھ رہے تھے کہ مولانا مبارکپوری نے یہاں کیا لکھا ہے تو دیکھئے اپنی اس شرح میں بھی حضرت جابر بن عبداللہ کی اس روایت کو کس انداز سے ٹھکرا دیتے ہیں ، فرماتے ہیں :

حمل جابر ھذا الحدیث علیٰ غیر الماموم مخالف لظاھرہ فانہ بعمومہ شامل للماموم ایضا ، (تحفہ ص۲۵۷ ج۱)

فرماتے ہیں کہ حضرت جابر کا اس حدیث کو مقتدی کے علاوہ پر محمول کرنا ظاہر حدیث کے خلاف ہے اس لئے کہ حدیث اپنے عموم کے اعتبار سے مقتدی کو بھی شامل ہے۔

یعنی ماشاء اللہ مبارکپوری صاحب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ حدیث رسول کے جانکار ہیں ، اور کسی صحابی رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عمل بالحدیث کے دلدادہ ہیں ، مبلغ صاحب ، حنفی کیا غلط لکھتے ہیں کہ آپ لوگ صحابہ کرام کے بارے میں جو خیال رکھتے ہیں وہ شیعوں کے خیالات سے بہت میل کھاتا ہے۔

غیر مقلد مبلغ ۔ چودھری صاحب ہمیں آپ بہت زیادہ رسوا نہ کریں ،

ہم اپنے مبارکپوری صاحب سے کیا کم پریشان ہیں کہ ہمیں آپ اور زیادہ پریشانی میں ڈال رہے ہیں ۔

گاؤں کا چودھری ۔ میں آپ کو پریشانی میں نہیں ڈال رہا ہوں میں چاہتا ہوں کہ آپ پریشانی سے نکلیں اور ہم اہل قرآن کی جماعت میں شامل ہو جائیں دیکھئے آپ کے مبارکپوری صاحب نے اپنی اس بات کے آگے جو بات کہی ہے وہ اور بھی دلچسپ ہے ۔

غیر مقلد مبلغ ۔ کیا کوئی اس سے بھی زیادہ خاص بات ہے ؟

گاؤں کا چودھری ۔ جی ہاں بہت زیادہ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ کو زمرہ صحابہ سے خارج کرنیکی مبارکپوری کی کوشش

دیکھئے اس کے آگے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں :

وقد عرفت ان عبادة بن صامت وھو رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو راوی ھذا الحدیث قد حملہ علی ظاھرہ وعمومہ وقد تقرر ان راوی الحدیث ادری بمراد الحدیث من غیرہ ۔ (تحفہ ص ۲۵۷/۱)

یعنی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عبادۃ بن صامت اور وہ ایک صحابی رسول ہیں اور انھوں نے ہی اس حدیث کی روایت کی ہے انھوں نے اس حدیث کو ظاہر پر محمول کیا ہے، اور یہ بات طے شدہ کہ حدیث کا راوی حدیث کی مراد کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے ۔

غیر مقلد مبلغ ۔ اس میں تو کوئی خاص بات نظر نہیں آتی ہے بلکہ انکی یہ بات تو معقول ہی معلوم ہوتی ہے کہ حدیث کا راوی حدیث کی مراد کو دوسروں

سے زیادہ جانتا ہے۔

گاؤں کا چودھری ۔ تعجب ہے کہ آپ حدیث میں P.H-D ہیں اور آپ کو مولانا مبارکپوری کی اس عبارت میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی! ارے دیکھئے نا مولانا مبارکپوری کس خوبصورتی سے حضرت جابر بن عبداللہؓ کو صحابہ کی جماعت ہی سے خارج کر رہے ہیں، اگر ان کا یہ مقصود نہ ہوتا تو آخر اس جگہ حضرت عبادہ کی صحابیت ثابت کرنے کی کیا ضرورت تھی ذرا ان کی یہ عبارت غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

"حضرت عبادہ جو ایک صحابی رسول ہیں"

اس کا یہی مطلب تو ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ صحابی رسول نہیں ہیں، اس لئے ان کے مقابلہ میں حضرت عبادہ جو صحابی رسول ہیں ان کی بات مانی جائیگی، اگر مبارکپوری صاحب کا یہ مقصود نہ ہوتا تو وہ یوں لکھتے۔

"حضرت عبادہ کہ وہ بھی صحابی رسول ہیں"

اور عربی میں یوں کہتے کہ:

وھو ایضا رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور دونوں کی صحابیت تسلیم کرنے کے بعد ہی حضرت عبادہ والی روایت کو حضرت جابر بن عبداللہ کی حدیث پر ترجیح دیتے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے انکار کا جو یہ راستہ مبارکپوری صاحب نے ہموار کیا ہے یہ بڑی خاص بات ہے کہ نہیں؟

غیر مقلد مبلغ ۔ چودھری صاحب میں نے اس عبارت کو اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھتے وقت بار بار پڑھا مگر ادھر دھیان گیا ہی نہیں، نہ ہمارے جامعہ سلفیہ

کے کسی استاد نے کبھی یہ بات بتلائی، اس اہم نکتہ کی طرف آپ کا ذہن کس طرح گیا؟

گاؤں کا چودھری ۔ وہی جو ایک حنفی مقلد سے گفتگو ہوئی تھی اسی مقلد نے مبارکپوری صاحب کی ایسی ایسی بہت سی حرکات سے ہمیں آگاہ کیا تھا، جب ہی تو ہم اہلحدیث سے اہل قرآن ہو گئے ۔

غیر مقلد مبلغ ، مگر اس ایک بات کو چھوڑ کر بقیہ اس عبارت کی ساری باتیں تو صحیح ہیں احناف انکو مان کیوں نہیں لیتے ۔

گاؤں کا چودھری ۔ مبلغ صاحب احناف آپ لوگوں کی طرح سے ایسے سادہ لوح نہیں ہیں کہ جو جلیل القدر محدث بن گیا اس کی بات وہ مان لیں، وہ تقلید کرتے ہیں امام اعظم ابو حنیفہ کی مگر اوروں کی باتوں کو بلا چھانے پھٹکے وہ ماننے والے نہیں ہیں ۔

مولانا مبارکپوری صاحب کی یہ بات احناف اسلئے نہیں مانتے کہ آپ کے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عبادہ جو اس حدیث لا صلوٰۃ لمن یقرأ بفاتحۃ الکتاب کے راوی ہیں انھوں نے اس کو مقتدی امام منفرد سب کیلئے عام رکھا ہے، ذرا ذخیرۂ احادیث میں حضرت عبادہ کی یہ بات جو مبارکپوری صاحب نے ان کے منہ مڑھی ہے اسی تفصیل کے ساتھ آپ کی جماعت کا کوئی محدث یا کوئی پی ایچ ڈی دکھا دے ، حضرت عبادہ نے تو صرف اس حدیث کی روایت کی ہے انھوں نے اس تفصیل کے ساتھ اس کی شرح جو آپ کے مبارکپوری صاحب فرما رہے ہیں کہاں کی ہے ، اس کا نشان پتہ ذرا آپ بتلا دیں اپنی طرف سے ایک بات گڑھ کر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا اور زبردستی ان کے سر منڈھنا یہ کہاں کی شرافت ہے ، اگر حضرت عبادہ کا یہ کلام کہیں منقول نہیں ہے تو پھر مبارکپوری صاحب کا یہ فرمانا بھی لغو ہے کہ حدیث

کا راوی حدیث کی مراد کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے۔

مولانا مبارکپوری صاحب کا تضاد

اور آپ کے یہ مبارکپوری صاحب تو اتنی متضاد باتیں کہتے ہیں کہ انکی کسی بات پر اعتماد ہی باقی نہیں رہ گیا ہے، دیکھئے یہاں بلا سمجھے بوجھے حضرت عبادہ والی روایت کو اپنے مذہب پر نص قطعی سمجھ لیا ہے تو فرماتے ہیں کہ حدیث کا راوی حدیث کی مراد کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے۔

اور پچھلی گفتگو میں ڈاڑھی والی بحث میں حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت آپ ہی نے نقل کی تھی۔ احفوا الشوارب واعفوا اللحی، یعنی مونچھوں کو کاٹو اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ، اس حدیث کے روایت کرنے والے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے یہ مطلب سمجھا تھا کہ ڈاڑھی اتنی ہونی چاہیے کہ اس کو گھنی کہا جا سکے اور اس سے شکل وصورت بھی نہ بگڑے اور انھوں نے مشروع ڈاڑھی کی مقدار جو انھوں نے یقیناً اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی دیکھ کر ہی متعین کی ہوگی[1] وہ ایک قبضہ یعنی ایک مشت کے برابر ہے، مگر مولانا مبارکپوری صاحب حضرت عبداللہ ابن عمر کے اس عمل کو ناقابلِ تسلیم قرار دیتے ہوئے اپنا فیصلہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ سناتے ہیں۔

فاسلم الاقوال ھو قول من قال بظاھر احادیث الاعفاء ذکرہ ان یوخذ شیٔ من طول اللحیۃ وعرضھا۔ (تحفہ ص ۱۱ ج ۴)

یعنی سب سے صحیح قول وہ ہے کہ ڈاڑھی کے طول وعرض سے کچھ نہ لیا جائے کہ یہ مکروہ ہے۔ یعنی آپ کے مبارکپوری صاحب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ

---

(۱) خانصاحب بھوپالی نے خواب میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ریش مبارک تھی نہ طویل نہ عریض بلکہ بقدر ایک قبضہ۔ مآثر صدیقی ص ۲۲ ج ۲

"اعفار" کے معنی کو جاننے والے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر اہل لغت میں سے تھے انکا قول لغت میں حجت ہے

حالانکہ مولانا مبارکپوری نے اپنی ابکار میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی لغت دانی اور لغت میں ان کے اقوال کے حجت ہونے کا خود یوں اعتراف کیا ہے۔

البحث لغوی والمرجع فیه الی اهل اللغة وابن عمر من اهل اللغة ومن العرب فکلامه حجة وان کان موقوفا علیه۔ (ص ۲۴۱)

یعنی یہ بحث زبان اور لغت کی ہے اس میں سند اہل لغت ہی ہو سکتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر اہل لغت اور اہل زبان میں سے تھے وہ عرب کا گو والے تھے اس لئے ان کا کلام حجت ہے اگرچہ وہ ان پر موقوف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ ہے آپ کے مبارکپوری صاحب کا انصاف اور ان کی تضاد بیانی اور بینترا بازی کی کھلی اور روشن مثال، کیا اس سے آپ کو محسوس نہیں ہوتا ہے کہ جماعت اہلحدیث کے اکابر اور جلیل القدر قسم کے محدثین لوگ محض اپنی خواہش کے بندے ہیں، ان کی زبان پر خدا و رسول اور صحابہ کا نام محض دکھاوے کیلئے آتا ہے اور یہ "بزرگان دین" ہم اہل قرآن کو بدنام کرتے ہیں کہ ہم سنت اور حدیث کے منکر ہیں۔

غیر مقلد مبلغ۔ میں واقعی اپنی جماعت کے اس جلیل القدر محدث کی ان حرکتوں سے بہت شرمسار ہوں، البتہ ذرا چودھری صاحب ایک بات اور صاف کر دیجئے کہ احناف مقلدین جو اپنے بیشتر مسائل میں ضعیف حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور صحیح حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اس کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔

گاؤں کا چودھری۔ دیکھئے جناب پہلے تو یہ بات ذہن میں رکھئے کہ ہم

اہل قرآن خود غیر مقلد ہیں اسلئے جو میں عرض کروں گا وہ صرف حنفیوں سے سنی ہوئی بات ہوگی، ان کی باتوں کا میں صرف ناقل ہوں گا، ان باتوں کو میرا مذہب اور عقیدہ مت قرار دے دیجئے گا۔

ضعیف حدیث سے استدلال کی بحث

پہلی بات تو یہ ہے کہ احناف پر یہ الزام غلط ہے کہ وہ صحیح حدیث کے مقابلہ میں اس کو صحیح و غیر منسوخ مانتے ہوئے بلا کسی معقول وجہ کے صحیح حدیث پر ضعیف حدیث کو ترجیح دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بہت سی حدیثیں سنداً ضعیف ہوتی ہیں لیکن دوسرے قرائن سے ان کا مضمون ثابت ہوتا ہے، اور وہ قرائن اتنے مضبوط ہوتے ہیں کہ ان کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، تدریب الراوی کا نام تو غالباً آپ نے سنا ہوگا، اس کے صفحہ ۳۰ پر ضعیف حدیث کی بحث میں آپ کو یہ عبارت ملے گی۔ اذا قیل هذا حدیث غیر صحیح فمعناه لم یصح اسناده علی الشرط المذکور لا انه کذلک فی نفس الامر۔

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے (ضعیف ہے) تو یہ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ صحت سند کی مذکورہ شرط کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے نہ یہ کہ وہ فی الواقع صحیح نہیں ہے۔

غرض یہ کلیہ ہی غلط ہے کہ ہر ضعیف حدیث قابل رد ہوتی ہے اگر یہ کلیہ تسلیم کرلیا جائے تو احادیث کے بہت بڑے ذخیرہ کو متروک قرار دینا ہوگا۔

تمام ائمہ فقہ و حدیث کا عمل ضعیف حدیث پر بھی ہے

اور یہی وجہ ہے کہ کسی محدث اور فقیہ سے یہ بات آپ ثابت نہیں کرسکتے کہ وہ صرف انھیں احادیث کو قابل عمل قرار دیتا ہے جو سنداً صحیح ہوں، اور

اس کا ہر راوی ہر اعتبار سے صحیح کے معیار اور اس کے شرط پر پورا اترتا ہو۔

غیر مقلد مبلغ ۔ کیا محدثین بھی ضعیف حدیث پر عمل کرتے ہیں؟ ہماری جماعت کے تمام علماء تو یہی کہتے ہیں کہ محدثین کا عمل صرف صحیح حدیثوں پر ہوتا ہے اور ہم جماعتِ اہلحدیث کے لوگ بھی صرف صحیح حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

گاؤں کا چودھری ۔ آپ کے علماء تو جو کچھ کہتے ہیں اور کرتے ہیں اس کا نمونہ تو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور اسی کی وجہ سے آپ کی گردن شرم سے جھکی ہوئی ہے جتنا جھوٹ آپ کے علماء بولتے ہیں اس کا مقابلہ صرف شیعہ اور قادیانی جماعت سے کیا جا سکتا ہے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ حدیث میں پی ایچ ڈی ہیں مگر تا ہنوز اندھیرے ہی میں ہیں۔

محدثین کا عمل ضعیف حدیث پر ہونے کی مثالیں

آئیے میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ ضعیف حدیث پر محدثین کا عمل ہوتا ہے یا نہیں، یہ جو ترمذی مع تحفۃ الاحوذی آپ کے ہاتھ میں ہے اسی کو اٹھا لیجئے اور ضعیف حدیث پر محدثین کے عمل کی مثالیں دیکھتے جائیے، ہماری گفتگو طویل ہوتی جا رہی ہے اسلئے میں یہاں صرف چند مثالیں ہی پیش کروں گا۔

مثال نمبر ۱ : ترمذی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روایت ہے۔

ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم مسح علیٰ اعلا الخف و اسفلہ ۔ یعنی آنحضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے موزہ کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں ۔ وھذا حدیث معلول، یہ معلول حدیث ہے، اور آپ کے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں ھذا الحدیث دلیل لمن قال ان المسح علی اعلا الخف واسفلہ لکن الحدیث ضعیف ۔ یعنی یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو اسکے قائل ہیں کہ مسح

موزہ کے اوپر بھی ہوگا اور موزہ کے نیچے بھی لیکن یہ حدیث ضعیف ہے ، اور اب سنئے کہ اس کے قائل کون لوگ ہیں امام ترمذی فرماتے ہیں ۔

"یہی بہت سے صحابہ و تابعین کا مذہب ہے اور اسی کے قائل امام مالک امام شافعی اور امام اسحٰق ہیں " (ص۹۸ ج۱)

آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس ضعیف پر عمل صحابہ کا بھی رہا ہے تابعین کا بھی رہا ہے اور محدثین و ائمہ فقہ میں سے یہی قول امام مالک امام شافعی اور امام اسحٰق کا بھی ہے ۔

مثال نمبر ۲ ۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ اللہ کے رسول کا ارشاد تھا لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن یعنی جنبی اور حائضہ قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں ۔

آپ کے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں ، الحديث ضعيف ، یعنی یہ حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اسی ضعیف حدیث پر اکثر صحابہ و تابعین کا عمل ہے اور یہی مذہب سفیان ثوری ، عبداللہ بن مبارک امام شافعی امام احمد اور امام اسحٰق کا ہے ، اور لطف تو یہ ہے کہ خود آپ کے مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں ۔

قلت قول اكثر اهل العلم هو الراجح يدل عليه حديث الباب ۔ (تحفہ ص۱۲۴ ج۱)

یعنی میں کہتا ہوں کہ جو اکثر اہل علم کا مذہب ہے وہی راجح ہے اور اس پر جو دلیل ہے وہ یہی حدیث ہے ۔

دیکھا آپ نے مبارکپوری صاحب کا ضعیف حدیث والے مسئلہ کو راجح قرار دینا ، جب یہی قول راجح ہے تو خود ان کا مذہب بھی یہی ہوگا بلکہ یہی ہے ، مگر آپ حضرات کو یہی سکھایا گیا ہے کہ ضعیف احادیث پر صرف احناف

کا عمل ہوتا ہے۔

مثال نمبر ۳۔ امام ترمذی نے ترسل فی الاذان یعنی اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہنے کی حدیث ذکر کی ہے، پھر فرماتے ہیں۔ وھو اسناد مجھول" یعنی اس کی سند مجہول ہے، اس روایت کے کئی راوی متکلم فیہ ہیں لیکن آپ کے مبارکپوری صاحب اس ضعیف حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ھو من آداب الاذان و مستحباتہ

یعنی رک کر اذان کہنا یہ اذان کے آداب و مستحبات میں سے ہے

مزید فرماتے ہیں۔

حدیث الباب یدل علی ان المؤذن یقول کل کلمۃ من کلمات الاذان بنفس واحدۃ۔ (ص۱۷۵ ج۱)

یعنی یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ مؤذن اذان کے ہر ہر کلمہ کو ایک سانس میں کہے گا۔

مثال نمبر ۴۔ امام ترمذی نے اس مسئلہ کی کہ مؤذن کو باوضو ہو کر اذان دینی چاہیے، دو حدیثیں ذکر کی ہیں اور یہ دونوں ہی حدیث ضعیف ہے مگر ان پر عمل کرتے ہوئے حضرت امام شافعی اور حضرت امام اسحٰق کا مذہب یہ ہے کہ بلا وضو اذان دینی مکروہ ہے۔ مولانا مبارکپوری صاحب سبل السلام سے یہی مذہب امام احمد کا بھی نقل کرتے ہیں۔ اور خود مبارکپوری صاحب کا اختیار کردہ مذہب بھی یہی ہے، اور ان دونوں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا ان کے نزدیک اولی اور اوجب ہے، سنئے مولانا مبارکپوری کیا فرماتے ہیں۔

العمل علی حدیث الباب ھو الاولی فان الحدیث وان کان ضعیفا لکن لہ شاھدا، (تحفہ ص ج۱)

یعنی اس باب کی حدیث پر عمل کرنا ہی بہتر اور اولی ہے اسلئے کہ یہ حدیث

اگرچہ ضعیف ہے مگر اس کا شاہد موجود ہے " اور یہاں پر یہ بھی یاد رکھئے کہ جس شاہد کی مولانا مبارکپوری بات کر رہے ہیں وہ خود بھی ضعیف ہے، اور اس کی سند منقطع ہے، اگرچہ آپ کے مولانا صاحب اس کو ظاہر نہیں کر رہے ہیں، پس اس مسئلہ کی حدیث بھی ضعیف اور اس کا جو شاہد ہے وہ بھی ضعیف مگر بقول مولانا مبارکپوری اسی ضعیف حدیث اور منقطع سند والے شاہد پر عمل کرنا اولی اور بہتر ہے۔

مثال نمبر ۵ ۔ امام ترمذی نے اس مسئلہ کی حدیث ذکر کی کہ جو اذان کہے وہی اقامت بھی کہے، اس حدیث کی سند میں عبدالرحمن بن زیاد افریقی ہے، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف راوی ہے، اس کے باوجود امام ترمذی یہ بھی فرماتے ہیں۔

والعمل علی ھذا عند اکثر اھل العلم من اذن فھو یقیم

(ترمذی مع التحفہ ص۱۷۱ جلد ۱)

یعنی اکثر اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ جو اذان کہے وہی اقامت بھی کہے۔

مولانا مبارکپوری ضعیف حدیث سے قانون کلی اخذ کرتے ہیں

خیر یہ تو امام ترمذی کی بات تھی آپ کے مبارکپوری صاحب نے تو کمال ہی کر دیا ہے وہ امام ترمذی سے دو چار ہاتھ آگے نکل گئے ہیں، فرماتے ہیں:

" ترمذی کی روایت جس کو امام ترمذی نے بروایت صمدانی ذکر کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن زید کی اس باب کی روایت دونوں ہی ضعیف ہیں مگر صمدانی والی روایت پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے، اس وجہ سے کہ اس میں قانون کلی کا بیان ہے۔ لان قولہ علیہ السلام من اذن فھو یقیم قانون کلی۔ یعنی آنحضور کا یہ ارشاد کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے قانون کلی ہے۔ (تحفہ ص۱۷۲)

مبلغ صاحب ذرا آنکھ کھولئے اور سنئے کہ آپ کے علماء اور جلیل القدر قسم کے محدثین ضعیف حدیث پر صرف عمل ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ اس سے قانون کلی بھی اخذ کرتے ہیں، اور پھر بھی احناف کے بارے میں اہلحدیث حضرات کا پروپیگنڈہ یہی ہوگا کہ احناف ضعیف حدیث پر عمل کرتے ہیں، اور آپ کی جماعت کے لوگ سینہ پیٹ پیٹ کر اور منہ پھاڑ پھاڑ کر اور خم ٹھونک ٹھونک کر یہی شور مچائیں گے کہ ضعیف حدیثوں میں حجت نہیں۔

مثال نمبر ۶ ـ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے وضو میں پانی کے زیادہ استعمال کرنے کی کراہت کے سلسلہ میں حضرت ابی بن کعب کی حدیث روایت کی ہے، پھر فرماتے ہیں۔

حدیث ابی بن کعب حدیث غریب ولیس اسنادہ بالقوی عند اهل الحدیث۔

یعنی ابی بن کعب کی یہ حدیث غریب اور محدثین کے نزدیک اس کی سند قوی نہیں ہے۔

بلکہ وہ یہ بھی فرماتے ہیں:

ولا یصح فی هذا الباب عن النبی صلی الله علیه وسلم شئ۔

یعنی اس باب میں آنحضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

اس حدیث کا ایک راوی خارجہ بن مصعب ہے اس کے بارے میں امام احمد فرماتے ہیں کہ وہ واہی یعنی کمزور تھا، ابن معین فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ نہیں تھا ابن معین یہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ بہت جھوٹ بولنے والا اور کذاب تھا، ابن مبارک اس کو متروک قرار دیتے ہیں دار قطنی کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے، امام بخاری بھی اس کی روایت کو مردود قرار دیتے ہیں، غرض یہ حدیث سند کے اعتبار سے

محدثین کے یہاں بالکل ضعیف ہے، لیکن آپ کے مبارکپوری صاحب نے اس حدیث کو قبول کرلیا ہے، فرماتے ہیں:

والحدیث یدل علی کراھیة الاسراف فی الماء للوضوء وقد اجمع العلماء علی النھی عن الاسراف فی الماء ولو علی شاطئ النھر ۔ (تحفہ جلد ۱ ص ۶۱)

یعنی یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ وضوء کے لئے پانی کا زیادہ استعمال مکروہ ہے اور علماء نے اس پر اجماع کیا ہے کہ اگرچہ آدمی دریا کے کنارے ہی کیوں نہ وضو کرے مگر پانی کا زیادہ استعمال ممنوع ہوگا۔ (۱)

مثال نمبر ۔ ترمذی نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

الاذنان من الراس ۔ یعنی دونوں کان سر ہی کا حصہ ہیں۔

اس کے بعد فرماتے ہیں، لیس اسنادہ بذاک القائم، یعنی اس کی سند درست نہیں ہے۔ یعنی یہ حدیث ضعیف ہے، پھر فرماتے ہیں:

والعمل علی ھذا عند اکثر اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن بعدھم ان الاذنین من الراس ۔

یعنی اکثر صحابہ اور ان کے بعد کے لوگوں کا یہی قول ہے کہ دونوں کان سر ہی کا حصہ ہیں (یعنی وضو میں جو حکم سر کا ہے وہی حکم کان کا بھی ہے) مولانا مبارکپوری

اس کی شرح میں لکھتے ہیں :

وھو القول الراجح المعول علیہ (تحفہ جلد ۱ ص ۴۸)

یعنی یہی راجح قول ہے اور اسی پر اعتماد کیا گیا ہے۔

مثال نمبر ۸ ۔ امام ترمذی نے یہ حدیث ذکر کی ہے۔

لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ۔

یعنی اس شخص کا وضو نہیں جو بسم اللہ وضو پر نہ پڑھے۔

پھر فرماتے ہیں :

وقال احمد لا اعلم فی ھذا الباب حدیثا اسنادہ جید

یعنی امام احمد فرماتے تھے کہ میرے علم میں اس مسئلہ کی کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جس کی سند عمدہ ہو، اور مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں

کل ماروی فی ھذا الباب لیس بقوی

یعنی اس باب کی ایک روایت بھی قوی نہیں ۔

اس اعتراف کے باوجود مولانا مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں :

قلت لا شك فی ان ھذا الحدیث نص علی ان التسمیۃ رکن للوضوء او شرط لہ ، (تحفہ ج ۱ ص ۳۰)

یعنی میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث (جو ضعیف ہے) اس باب میں نص ہے کہ وضو میں بسم اللہ کا پڑھنا یا رکن ہے یا شرط ہے ۔

یعنی ضعیف حدیث سے وضو میں بسم اللہ کی رکنیت اور اس کے شرط ہونے کا اثبات کیا جا رہا ہے ۔

مثال نمبر ۹ ۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر کی یہ روایت ذکر کی ہے ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العسل فی عشرۃ ازق زق ۔

یعنی آنحضورؐ کا ارشاد تھا کہ دس زق (زق ایک پیمانہ ہے) شہد میں ایک زق زکوٰۃ ہے۔

پھر امام ترمذی فرماتے ہیں:

"اس کی سند میں کلام ہے اور اس باب میں آنحضور سے کوئی صحیح حدیث منقول نہیں"

اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں:

"یہی اکثر اہل علم کا مذہب ہے کہ دس زق میں ایک زق زکوٰۃ نکالی جائے گی، اور اسی کے قائل امام احمد اور اسحٰق بھی ہیں (تحفہ ص۴۴)

مثال نمبر ۱۰۔ امام ترمذی نے سبزیوں کی زکوٰۃ کے بارے میں آنحضورؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے "سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں"

امام ترمذی فرماتے ہیں:

اسناد هذا الحديث ليس بصحيح وليس بصحيح فى هذا الباب عن النبى صلى الله عليه وسلم شئ۔

یعنی اس حدیث کی سند صحیح نہیں ہے اور اس بارے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بھی صحیح حدیث مروی نہیں ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔

والعمل على هذا عند اهل العلم انه ليس فى الخضراوات صدقة۔ (تحفہ ج ۲ ص۱۲)

یعنی اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

میں نے یہ دس مثالیں پیش کی ہیں جن سے واضح ہے کہ تمام محدثین اور خود جماعت اہلحدیث کے علماء ضعیف حدیث پر عمل کرتے ہیں، حتی کہ ضعیف حدیث سے آپ کے علماء قاعدہ کلیہ بھی مستنبط کرتے ہیں اور ضعیف حدیث سے

کسی شے کی رکنیت اور اس کے شرط ہونے کو بھی ثابت کرتے ہیں، غرض ان مثالوں سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ضعیف حدیث کو علی الاطلاق رد کردینا جمہور محدثین کا مسلک نہیں ہے۔

اگر ان دس مثالوں سے بھی آپ کو اطمینان نہ ہوا ہو تو کہئے کچھ مزید مثالیں پیش کروں ؟

غیر مقلد مبلغ ۔ چودھری صاحب میرے سامنے تو آپ نے ایک نئی دنیا ہی لاکر کے کھڑی کر دی ہے، آج تک ہم اسی غلط فہمی میں تھے کہ ضعیف حدیث پر صرف حنفیہ ہی عمل کرتے ہیں، ہمارے بزرگوں نے اپنی کتابوں میں یہی لکھا ہے اور ہمارے اساتذہ نے درس حدیث کے حلقوں میں ہمارے ذہنوں میں یہی جمایا تھا۔

ہائے، ہم کس غلط فہمی میں تھے، ہم نے اسی بات کو لے کر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کیسی کیسی گستاخیاں کی ہیں، ہم اپنے ان قصوروں کو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے کیسے معاف کرائیں۔

گاؤں کا چودھری ۔ مبلغ صاحب آپ گھبرایئے نہیں آپ نے امام ابوحنیفہ کو امام اعظم اور رحمۃ اللہ علیہ کہنا شروع کردیا ہے، یہ آپ کی مغفرت کیلئے کافی ہے، میں نے ایک حنفی سے سنا تھا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی وفات سے پہلے اپنے تمام حاقدین، حاسدین، طاعنین جارحین کو معاف کرکے اپنی قبر میں آسودہ خواب ہوئے ہیں، آج سے آپ اپنی جماعت کے علماء کی باتوں میں نہ آئیں اور کسی بھی امام محدث اور اللہ والے کی شان میں گستاخیوں کے خیال سے بھی باز رہیں۔

غیر مقلد مبلغ ۔ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، ہم نے اپنے جامعہ سلفیہ میں پڑھا حدیث سے پی ایچ ڈی کی مگر ہم کورے کے کورے ہی رہے اور آپ

گاؤں میں رہ کر علم کی ان گہرائیوں میں اور عقل و فہم کی ان بلندیوں پر پہونچے ہوئے ہیں۔

غیر مقلدین ضدی ہوتے ہیں اس کی مثال

چودھری صاحب! آپ نے بار بار اس کا ذکر کیا ہے کہ جماعتِ اہلحدیث کے لوگ بڑے ضدی ہوتے ہیں اگرچہ آپ نے اب تک جو کچھ فرمایا ہے اس کی روشنی میں یہ بات بھی حقیقۃً صحیح ہوگی مگر کیا آپ اس کی کوئی مثال دے سکتے ہیں؟

گاؤں کا چودھری۔ ایک مثال نہیں آپ کے علماء کے ضدی پنے کی متعدد مثال دے سکتا ہوں۔ یہ جو آپ کے ہاتھ میں ابکار المنن ہے لائیے نقد النقدی اسی سے اس فرصت میں ایک مثال تو ملاحظہ فرما ہی لیجئے۔

حدیث قلتین تو آپ کے ذہن میں ہوگی، یعنی وہی حدیث جس میں آنحضور کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ پانی کی مقدار اگر "دو قلہ" ہو تو نجاست پڑنے سے پانی نجس نہ ہوگا۔

احناف کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال درست نہیں، یہ بات احناف ہی نہیں کہتے بلکہ یہی بات اسمٰعیل قاضی، ابوبکر ابن العربی حافظ ابن عبدالبر اور حافظ ابن تیمیہ بھی کہتے ہیں بلکہ آپ کی جماعت کی سب سے بلند قامت شخصیت نواب صدیق حسن خاں بھوپالی بھی یہی کہتے ہیں کہ قلتین والی حدیث سے استدلال درست نہیں وہ مؤول (ضعیف) ہے۔

(عرف الجادی صـ ۹)

یہ حدیث احناف کے نزدیک اسلئے ضعیف ہے کہ یہ مضطرب ہے، اسکے متن میں بھی اضطراب ہے اور اس کی سند میں بھی اضطراب ہے اور اضطراب کی جتنی قسمیں ممکن ہو سکتی ہیں تقریباً وہ سبھی اس حدیث میں پائی جاتی ہیں۔

سند کا اضطراب تو یہ ہے کہ سند کا راوی ولید بن کثیر کبھی اس کو اس سند سے روایت کرتا ہے ۔

(۱) عن محمد بن جعفر بن الزبیر الاسدی عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر ۔

اور کبھی وہ اس کی سند یوں بیان کرتا ہے

(۲) عن محمد بن عباد بن جعفر المخزومی عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمر ۔

اور کبھی کہتا ہے ۔

(۳) عن عبد اللہ بن عبد اللہ المکبر ۔

اور کبھی کہتا ہے ۔

(۴) عن عبید اللہ بن عبد اللہ المصغر ۔

یہ تو سند کا اضطراب ہوا ۔ اور اب متن کا اضطراب ملاحظہ فرمائیے ۔

(۱) بعض روایت میں دو قلہ کا ذکر ہے ۔

(۲) بعض میں تین قلہ کا ذکر ہے ۔

(۳) بعض میں چالیس قلہ کا ذکر ہے ۔

اور قلہ کے معنی میں بھی اختلاف ہے ۔

(۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ قلہ بمعنی راس الرجل ہے ۔

(۲) بعض کہتے ہیں کہ قلہ بمعنی جرہ ہے ۔

(۳) بعض لوگ کہتے ہیں کہ قلہ بمعنی قربہ ہے ۔

(۴) بعض لوگ کہتے ہیں کہ قلہ بمعنی راس الجبل ہے ۔

اب آپ طے کیجئے اور کسی دلیل قطعی سے متعین کیجئے کہ قلتین والی حدیث میں قلہ کا فلاں معنی متعین ہے جب آپ کوئی معنی متعین کریں گے تو آپ کا

مخالف کسی لغت کی کتاب سے قلہ کا دوسرا معنی پیش کر دے گا، حافظ ابن عبدالبر انھیں وجوہ سے تمہید میں فرماتے ہیں۔

".. جو لوگ قلتین والی حدیث کے قائلین ہیں عقلاً بھی ان کا مذہب ضعیف ہے، اور سنداً بھی یہ حدیث ثابت نہیں ہے، نیز اس حدیث میں اہل علم کی ایک جماعت نے کلام کیا ہے۔"

مزید فرماتے ہیں:

قلتین کی مقدار کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں۔

یہ وہی حافظ ابن عبدالبر ہیں جن کے بارے میں آپ کے مبارکپوری صاحب مطلب کے موقع پر فرماتے ہیں:

هذا ابن عبد البر حافظ دهره قال في التمهيد

یعنی یہ ابن عبدالبر ہیں جو اپنے زمانہ کے حافظ حدیث تھے انھوں نے تمہید میں یہ فرمایا ہے۔ (ابکار)

اور خود مبارکپوری صاحب کو بھی تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ یہ حدیث متناً و سنداً مضطرب ہے۔ دیکھئے خود فرماتے ہیں:

اما تضعيف من ضعفه فهو مبني على ظاهر الاضطراب الذي في سنده ومتنه (ابکار ص۱۵)

یعنی جن لوگوں نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اس کی بنیاد حدیث کے متن و سند کا ظاہری اضطراب ہے۔

اور ابن دقیق العید سے تحفہ میں نقل کرتے ہیں

وهو صحيح على طريقة الفقهاء لانه وان كان مختلفا في بعض الفاظه فانه يجاب عنه بجواب صحيح (ص۶۲)

یعنی یہ حدیث فقہاء کے طریق پر صحیح ہے، اسلئے اگرچہ اس کے الفاظ

مختلف ہیں مگر اس کا صحیح جواب دیا جاتا ہے ۔
یعنی محدثین کے طریق پر یہ حدیث صحیح نہیں ہے ۔ اس کے اضطراب کا اگر صحیح جواب دیا بھی جائے گا تو زیادہ سے زیادہ اس کی صحت بطریق الفقہاء ثابت ہوگی محدثین کے طریقہ پر نہیں، حالانکہ آپ لوگوں کو فقہاء سے کیا مطلب ان کے طریق پر ایک نہیں لاکھ صحیح جواب بھی دیکر اس کو اگر صحیح ثابت کیا جائے تو بھی آپ جماعت اہلحدیث کا اس سے مطلب حاصل نہیں ہو سکتا بہرحال محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف کی ضعیف ہی رہیگی ۔
ابکار میں مولانا مبارکپوری لکھتے ہیں :

فتعین ان المراد من القلۃ فی الحدیث لیس الا الاوانی کالجرۃ وغیرھا (ص۳۵)

یعنی پس یہ متعین ہو گیا کہ ,, قلہ ,, سے مراد حدیث میں صرف برتن ہی ہے جیسے گھڑا وغیرہ ۔
یہ کہکر مولانا مبارکپوری صاحب خوش ہو گئے کہ ہم نے تیر مار لیا اور بالا جیت لیا جس اضطراب معنوی کو بڑے بڑے ائمہ فقہ وحدیث دور نہ کر سکے ہم نے دور کر دیا، مگر مولانا مبارکپوری کی اس بحث کے سلسلہ میں ابکار اور تحفہ میں تمام باتوں کو اور زبردستیوں کو اور کھینچا تانیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے خود اس عبارت ہی میں مولانا مبارکپوری صاحب بدحواس نظر آرہے ہیں اور چہرہ پر محض دکھاوا کی خوشی ہے اسلئے کہ مولانا مبارکپوری کا یہ ,, متعین ,, بھی غیر متعین ہے، آخر مولانا مبارکپوری اس ,, وغیرہا ,, میں کس کس چیز کو داخل کریں گے اور خود ,, جرہ ,, کی مقدار کیا ہوگی ؟ جرہ کتنا بڑا یا وہ کتنا چھوٹا ہوگا، گھڑا تو بڑا اور چھوٹا سب ہوتا ہے ۔ بہرحال آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ حدیث ہر اعتبار سے اصطلاح محدثین میں ,, مضطرب ,, ہے اور بقول نواب صاحب بھوپالی

معلول ہے، اور خود مبارکپوری صاحب اس کا اضطراب دفع کرنے سے عاجز ہیں، مگر ان تمام کے باوجود مولانا مبارکپوری کا زعم یہی ہے کہ

ان حدیث الباب صحیح قابل للاحتجاج (ص۱۶۲ تحفہ)
یعنی یہ حدیث صحیح اور قابل احتجاج ہے۔

اور ابکار میں فرماتے ہیں

وبالجملة فهذا الاختلاف ليس اضطرابا قادحا فی صحة الحديث موثرا لضعفه (ص۱۸)

یعنی حاصل بحث یہ ہے کہ یہ ایسا اضطراب نہیں ہے (یعنی اضطراب تو ہے مگر ایسا اضطراب نہیں ہے) جو حدیث کی صحت میں قادح بنے اور حدیث میں ضعف پیدا کر دے۔

مبلغ صاحب براہ انصاف آپ غور فرمائیں کہ یہ ضد نہیں تو اور کیا ہے، نہیں مانیں گے۔ کی بس ایک بات طے کر لی اور اسی پر اڑ گئے، اس سے بڑھ کر بھی کوئی ضد ہو سکتی ہے؟

غیر مقلد مبلغ:- چودھری صاحب میرے اوپر جماعت اہلحدیث کے علماء کی زیادتیاں اور حدیث کے ردو قبول میں انکی بے راہ رویاں کھلتی جارہی ہیں میری زبان پر تالا لگ چکا ہے، میں اپنے کو اس وقت اب اس پوزیشن میں نہیں پا رہا ہوں کہ اپنے علماء کا دفاع کروں، یا ان کی حمایت میں آپ کے سوالات کا جواب دوں شرم سے سر نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔

براہ کرم میری معلومات میں مزید اضافہ کیلئے ذرا ایک بات کی اور وضاحت فرمادیں، ہمارے علماء یہی کہتے رہے ہیں اور اب بھی یہی کہتے ہیں علماء جماعت اہلحدیث صحیح حدیثوں سے روگردانی نہیں کرتے، کیا ان کی یہ بات صحیح ہے یا اس میں بھی ہمیں دھوکا دیا جاتا ہے، اگرچہ ابتک کی آپ کی گفتگو سے کچھ کچھ

سمجھ میں آتا ہے کہ یہاں بھی ہمیں دھوکا دیا جاتا ہوگا۔ براہ کرم اس بارے میں آپ کچھ ارشاد فرمائیں، زحمت دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

گاؤں کا چودھری۔ مبلغ صاحب آپ کے علماء کی امتیازی شان جہاں تک میرا تجربہ ہے یہ ہے کہ وہ کذب و دروغ گوئی میں بڑے سے بڑے دروغ گو کا کان کاٹتے ہیں، میں جماعت اہلحدیث سے یوں ہی نہیں بدکا ہوں مجھے آپ کے علماء کی متضاد باتوں ہی نے بدکایا ہے، وہ کہتے کچھ ہیں عمل کچھ ہوتا ہے حدیث و قرآن کو انھوں نے اپنا تابع بنا رکھا ہے۔

غیر مقلدین علماء کا صحیح حدیثوں کو ترک کرنا

آپ کے علماء یا آپ کی جماعت کا صحیح حدیث پر کتنا عمل ہے، یہ صحیح حدیثوں سے جان چھڑانے کیلئے ان کی کیا کیا پینترا بازیاں ہیں، اس کی چند مثالیں عرض کروں گا، ذرا وہ جو آپ کے ہاتھ میں بنارس کے جامعہ سلفیہ والی ابکار المنن ہے اسے مجھے دیجئے۔

غیر مقلد مبلغ (ہنستے ہوئے) گویا آپ ہمارے ہی ہتھیار سے ہمیں قتل کریں گے۔

گاؤں کا چودھری۔ جب آپ نے امام ابوحنیفہ کو امام اعظم اور رحمۃ اللہ علیہ کہنا شروع کر دیا ہے تو اب آپ اپنی جماعت میں رہے کہاں، یا تو آپ پورے غیر مقلد ہو کر اہل قرآن یعنی ہماری جماعت میں آ جائیں گے، یا پھر آپ اپنی گردن میں تقلید کا قلادہ ڈال کر حنفی بن جائیں گے، خیر لائیے ذرا مولانا مبارکپوری کی ابکار المنن، آپ کو آپ کی جماعت کے جلیل القدر قسم کے محدثین کی احادیثِ صحیحہ کے رد اور ان کے مقابلہ میں ضد اور عناد کی مثالیں دکھلاؤں۔

مثال نمبر ۱۔ تیمم میں ہاتھ ایک دفعہ مارا جائے یا دو دفعہ، دو دفعہ

ہاتھ مارنے کی حدیث حضرت عمار کی ہے، جس کو مسند بزار میں روایت کیا گیا ہے، درایہ میں حافظ ابن حجر اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں "باسناد حسن". یعنی اس حدیث کی سند حسن ہے، اس پر مولانا مبارکپوری طویل کلام فرمانے کے بعد یوں لب کشا ہوتے ہیں۔

ومقصود الحافظ ان اسناد عمار فی الضربتین حسن والحدیث ضعیف لما ذکر، والمعلوم ان حسن الاسناد او صحته لا یستلزم حسن الحدیث او صحته (ص ۲۲۵)

یعنی حافظ ابن حجر کا مقصود یہ ہے کہ حضرت عمار والی حدیث کی سند حسن ہے لیکن حدیث ضعیف ہے، اور یہ بات معلوم ہے کہ سند کا حسن یا صحیح ہونا حدیث کے حسن یا صحیح ہونے کو مستلزم نہیں۔

مثال نمبر ۲ ۔ اسی مسئلہ میں یعنی تیمم میں ہاتھ دو دفعہ مارنا چاہیے۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے، دارقطنی نے اس روایت کو ذکر کرکے کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں موقوف ہے امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو بطریق اسحٰق حربی ذکر کرکے کہا کہ اس کی سند صحیح ہے، امام ذہبی نے بھی اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر نے بھی اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے، ان تمام محدثین کا اس حدیث کے صحیح ہونے کا فیصلہ ہے، لیکن مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں نہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اسلئے کہ اس حدیث کو ابو زبیر مکی نے عن سے روایت کیا ہے اور وہ مدلس تھا اور مدلس کا عنعنہ مقبول نہیں، اور حافظ ابن حجر اور امام حاکم نے جو اس کو حسن اور صحیح قرار دیا ہے اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے

ففی تصحیح الحاکم وغیرہ وتحسین الحافظ نظر ظاہر (ص ۲۲۶)

یعنی حاکم وغیرہ نے جو اس کو صحیح کہا ہے یا اسی طرح حافظ ابن حجر نے جو اس کو حسن کہا ہے وہ قطعاً تسلیم نہیں ۔ (۱)

مثال نمبر ۳ ۔ صلوٰۃ عشاء کے سلسلہ میں علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ نے طحاوی سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اثر ذکر کیا جس کے بارے میں امام طحاوی فرماتے ہیں ۔

رجالہ ثقات یعنی اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں ۔

اس کا رد کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں

وان کان رجالہ ثقات لکنہ ضعیف فان مدارہ علی حبیب بن ابی ثابت وھو مدلس (ص ۲۲۵)

یعنی اگرچہ اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن حدیث ضعیف ہے اس لئے کہ اس کا مدار حبیب بن ابی ثابت پر ہے اور وہ مدلس ہے ۔

مثال نمبر ۴ ۔ نماز صبح کو اسفار میں (یعنی جب خوب اُجالا ہو جائے) پڑھنا متعدد حدیثوں سے ثابت ہے ، اس سلسلہ کا ایک اثر امام طحاوی نے ذکر کیا ہے اور وہ اثر مصنف عبد الرزاق اور مصنف ابن ابی شیبہ میں بھی ہے ، اور اسکی سند صحیح ہے ، مگر مولانا مبارکپوری نے یہ کہہ کر اس کو رد کر دیا کہ یہ فلاں حدیث کے معارض ہے ۔ (ابکار ص ۲۶۶)

مثال نمبر ۵ ۔ اقامت کے کلمات دوہرے کہنے چاہئیں ، یہی احناف کا مذہب ہے ۔ علامہ نیموی نے حضرت عبد اللہ بن زید انصاری کی حدیث بیان کی جسکو

---

(۱) زندہ باد مبارکپوری صاحب زندہ باد ، یہ ہے پہلوانی ، مانا کہ حافظ ابن حجر ، حاکم ، ذہبی دار قطنی سب کو ایک ہی پالا میں چت کر دیا ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

صحیح سند سے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ذکر کیا ہے، حافظ ابن حزم اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں۔

هذا اسنادٌ فی غایۃ الصحۃ۔

یعنی یہ انتہائی درجہ کی صحیح سند ہے۔

اس پر مولانا مبارکپوری کا تبصرہ پڑھیے فرماتے ہیں۔

قلت لاشك ان رجاله رجال الصحیح لکن فی صحۃ اسنادہ نظرا وان زعم ابن حزم انہ فی غایۃ الصحۃ لان فیہ الاعمش وھو مدلس۔ (ابکار ص۲۹۲)

یعنی میں کہتا ہوں کہ بلاشبہ اس حدیث کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں مگر اس حدیث کا صحیح ہونا تسلیم نہیں اسلئے کہ اس کی سند میں اعمش ہیں اور وہ مدلس ہیں۔

مثال نمبر ۶۔ علامہ نیموی نے یہ حدیث ذکر کی۔

اذا رأیتم من یبیع او یبتاع فی المسجد فقولوا لا اربح اللہ تجارتك۔

یعنی اللہ کے رسول فرماتے تھے کہ جس کو دیکھو کہ وہ مسجد میں خرید و فروخت کرتا ہے تو تم لوگ کہو کہ اللہ تیری تجارت کو نفع آور نہ بنائے۔

اس روایت کو نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے، امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، اس حدیث کو امام احمد، دارمی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے بھی ذکر کیا ہے امام حاکم کا اس حدیث کے بارے میں یہ فیصلہ ہے کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے۔

مولانا مبارکپوری صاحب اس صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قلت فی سندہ عجلان وھو مدلس (ابکار ص۳۲۹)

یعنی میں کہتا ہوں کہ اس کی سند میں عجلان ہے اور وہ مدلس ہے۔

اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔ امام ترمذی کی تحسین ناقابل قبول ہے (۱)

مثال نمبر ۳۔ علامہ نیموی نے ایک حدیث ذکر کر کے حافظ ہیثمی سے اس کی تصحیح نقل فرمائی۔ اس پر مولانا مبارکپوری صاحب اپنی پوری محدثانہ شان سے فرماتے ہیں۔

قلت لا یلزم من کون رجاله رجال الصحیح صحته (ص ۲۳۴)

یعنی میں کہتا ہوں کہ رواۃ کے صحیح ہونے سے خود حدیث کا صحیح ہونا لازم نہیں آتا۔

مثال نمبر ۴۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی یہ صحیح حدیث ہے۔

---

(۱) مولانا مبارکپوری کی بے خبری یہ ہے کہ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ابن عجلان نے اس حدیث کو عن عمرو بن شعیب عن جدہ کی سند سے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں وھو رواہ عن عمرو بن شعیب بالعنعنۃ حالانکہ یہ روایت حضرت ابو ہریرہ کی ہے اور یہ بطریق یزید بن خصیفہ عن محمد بن عبدالرحمٰن عن ثوبان عن ابی ہریرۃ ہے۔ امام ترمذی نے اسی ابو ہریرہ والی حدیث کو حسن کہا ہے، عمرو بن شعیب والی دوسری حدیث ہے، اور لطف یہ ہے کہ یہ دوسری حدیث بھی صحیح ہے۔

(حاشیہ ابکار ص ۳۲۹)

ان تمام باتوں سے مولانا مبارکپوری ناواقف اور بے خبر ہیں اور علامہ نیموی کا اس انداز میں رد کر رہے ہیں کہ ان سے بڑھ کر فن حدیث کا واقف کار اور باخبر کوئی دوسرا نہیں ہے، اور علامہ نیموی ان کے سامنے طفل مکتب ہیں۔

قال امرنا ان نقرأ بفاتحة الکتاب وما تیسر

یعنی انھوں نے فرمایا کہ ہمیں حکم تھا کہ ہم نماز میں سورہ فاتحہ اور قرآن میں سے جو آسانی سے پڑھ سکیں وہ پڑھیں۔

اس روایت کو ابو داؤد، امام احمد، ابو یعلی اور ابن حبان نے صحیح سند سے ذکر کیا ہے۔ خود مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں کہ:

قد صححہ الحافظ سند ابی داؤد فی التلخیص وفی الفتح (ص۲۱۱)

یعنی حافظ ابن حجر نے ابوداؤد کی سند کو تلخیص اور فتح الباری میں صحیح قرار دیا ہے لیکن اس صحیح حدیث کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اس کی سند میں قتادہ ہے اور وہ مدلس ہے، اسلئے اس روایت کا صحیح ہونا محل نظر ہے۔ (ایضاً)

مثال نمبر ۹۔ قرأت خلف الامام کے سلسلہ کی مشہور حدیث ہے۔

من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ۔

یہ حدیث متعدد سندوں سے مروی ہے، اس کی صحت میں کوئی شبہ نہیں مگر مولانا مبارکپوری محض ضد اور تعصب میں فرماتے ہیں۔

ان ھذا الحدیث ضعیف بجمیع طرقہ (ص۵۱۹)

یعنی یہ حدیث تمام سندوں سے ضعیف ہے۔

اور مولانا مبارکپوری کی دلیل یہ ہے کہ:

فانہ لوکان صحیحا لاشتھر ھذا من الصحابۃ رضی اللہ عنھم (ص۲۶۳)

یعنی اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو صحابہ کرام سے بطور شہرت یہ منقول ہوتی، یہ ہے آپ کے مبارکپوری صاحب کے صحیح حدیث کے رد کرنے کا انداز، یعنی اب صحیح حدیث وہی کہلائے گی جو بطریق شہرت صحابہ کرام سے منقول ہو، اگر

ایسا نہ ہوا تو وہ ضعیف ہوگی۔

مثال نمبر ۱۰۔ علامہ نیموی نے اذان فجر کے سلسلہ میں ابوداؤد کی ایک روایت ذکر کی جس کے بارے میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ اسنادہ حسن، یعنی اس کی سند حسن ہے، اس کا رد کرتے ہوئے مولانا مبارکپوری فرماتے ہیں۔

قلت فی تحسین اسنادہ نظر فان فیہ محمد بن اسحٰق وھو مدلس۔ (ص ۲۱۷) یعنی میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کو حسن قرار دینا محل نظر ہے اسلئے کہ اس کی سند میں محمد بن اسحٰق ہے اور وہ مدلس ہے۔

مبلغ صاحب۔ میں نے یہ دس مثالیں پیش کی ہیں کہ آپ کی جماعت کے سر برآوردہ اور جلیل القدر قسم کے محدثین کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے، اور صحیح حدیثوں کے رد کرنے کی ان میں کتنی جرأت اور ہمت ہوتی ہے، اور بدنام ہم اہل قرآن کو کیا جاتا ہے کہ ہم منکرین حدیث و منکرین سنت ہیں۔

غیر مقلد مبلغ، باقی باتیں تو بعد میں ہونگی یہ ابھی آپ جو ترتیب وار مثالیں پیش کر رہے تھے اس سے ہٹ کر آپ نے پچھلے صفحے سے یہ آخری مثال پیش کی ہے کیا اس میں کوئی راز ہے؟

گاؤں کا چودھری۔ آپ بھی کچھ ہشیار آدمی معلوم ہوتے ہیں، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بھی شوق ہو ہی گیا ہے کہ ایسے جلیل القدر قسم کے محدثین کی حرکتوں اور ان کی ناجائز کارروائیوں سے پوری واقفیت حاصل کریں۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ محمد بن اسحٰق جس کا ذکر آخری مثال میں آیا ہے، ایک بڑی خاص شخصیت کا نام ہے، میں نے چاہا تھا کہ اگر اس کے بارے میں آپ نے کچھ سوال کیا تو اس کا جواب کچھ تفصیل سے دینا ہوگا، اسی لئے میں نے اس مثال کو بالکل آخر میں ذکر کیا تھا۔

غیر مقلد مبلغ ۔ جناب چودھری صاحب میں نے تو سوال کر ہی دیا ہے اب آپ اپنے تفصیلی جواب سے محظوظ کریں ، آپ کی باتیں بڑی گہری اور پُر از معلومات ہوتی ہیں ، میرے تو چودہ کے چودہ طبق روشن ہوتے جا رہے ہیں ۔

گاؤں کا چودھری ۔ میں یہ باتیں تو کر رہا ہوں مگر مجھے اب اندیشہ ہونے لگا ہے کہ کہیں آپ غیر مقلد سے مقلد اور وہ بھی مقلد حنفی نہ بن جائیں ، حالانکہ میرا مقصد آپ کو مقلد بنانا نہیں ہے میرا مقصد تو یہ ہے کہ آپ بھی ہماری جماعت اہل قرآن میں شامل ہو جائیں ، اہل حدیث اور اہل قرآن میں عدم تقلید کا نقطہ اشتراک ہے اس لئے کہ آپ کا ہماری طرف کھسک آنا مقلدین کی طرف کھسک جانے سے زیادہ اولیٰ اور افضل ہوگا ۔

محمد ابن اسحٰق کے بارے میں مبارکپوری کی تضاد بیانی

خیر یہ تو آپ کے سوچنے کی بات ہے کہ آپ غیر مقلد رہیں گے یا مقلد بن جائینگے اب آپ اپنے سوال کا جواب سنیں ، یہ محمد بن اسحٰق جس کو یہاں اتنے طمطنے سے مبارکپوری صاحب نے ٹھکرا دیا ہے اور اس کی روایت کردہ صحیح حدیث کو اس کے مدلس ہونے کی عذر کی بنا پر رد کر دیا ہے ، یہی محمد بن اسحٰق قرأت خلف الامام کے بارے کی مشہور روایت جو حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی ہے اس کا راوی بھی ہے مگر وہاں نہ صرف اس کی روایت کو آپ کے مبارکپوری صاحب قبول ہی کرتے ہیں اور اس کو صحیح قرار دیتے ہیں بلکہ محمد بن اسحٰق کے ثقہ بلکہ من کبار الثقات ہونے کی بڑی دھوم دھام سے تقریر کی ہے ، میں حیران ہوں کہ مولانا مبارکپوری کی دیانت و امانت ان کی انصاف پسندی اور حدیث رسول کے رد و قبول کے بارے میں انکے خلوص و للٰہیت کی داد کن الفاظ میں دوں ، دیکھئے تحفہ میں مبارکپوری صاحب محمد بن اسحٰق کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ۔ فرماتے ہیں ۔

ھو محمد بن اسحٰق بن یسار ابو بکر المطلبی مولاھم المدنی

نزیل العراق امام المغازی وھو ثقۃ قابل للاحتجاج علی ماھو الحق۔
یعنی محمد بن اسحٰق ثقہ ہیں اور حق بات یہی ہے کہ وہ قابل احتجاج ہیں پھر حافظ بدرالدین عینی سے نقل کرتے ہیں۔
من الثقات الکبار عند الجمھور یعنی جمہور کا مذہب یہی ہے کہ وہ بڑے ثقہ راویوں میں سے ہیں۔
اور ابن ہمام کا قول نقل کرتے ہیں۔ "ثقۃ ثقۃ" یعنی وہ ثقہ ہیں ثقہ ہیں (یعنی ڈبل ثقہ ہیں) اور امام شعبہ سے نقل کرتے ہیں۔
ھو امیر المؤمنین فی الحدیث۔ یعنی وہ امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔
نیز یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق سے جلیل القدر محدثین نے روایت کی ہے، مثلاً امام ثوری، ابن ادریس، حماد بن زید، یزید بن زریع، ابن علیہ عبدالوارث اور عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے، پھر فرماتے ہیں کہ امام احمد، ابن معین اور عام محدثین نے ان سے روایت کرنے کو روا رکھا ہے، اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے ان کی توثیق میں بڑا طویل کلام کیا ہے، اور ان کو ثقہ ثابت کیا ہے نیز فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے محمد بن اسحٰق کو ثقات میں ذکر کیا ہے، اور امام عینی سے یہ تمام باتیں نقل کر کے حافظ ابن حجر کا یہ فیصلہ نقل کیا ہے۔

فان الائمۃ قبلوا حدیثہ (تحفہ ج۱ ص ۲۵۴)

یعنی ائمہ محدثین نے ان کی حدیث کو قبول کیا ہے۔
مبلغ صاحب میں حیران ہوں کہ مولانا مبارکپوری صاحب کی باتوں پر اعتماد کیسے کیا جائے ابھی نمبر۱ والی مثال میں جس محمد بن اسحٰق کی صحیح حدیث کو اس کے مدلس ہونے کی بنا پر اتنی حقارت سے ٹھکرا دیا ہے، قرأت خلف الامام والی حدیث میں جو ان کی منشاء کے مطابق ہے اسی محمد بن اسحٰق کی تعریف میں اور ان کو ثقہ ثابت کرنے بلکہ من کبار الثقات ثابت کرنے بلکہ امیر المؤمنین فی الحدیث ثابت کرنے

میں کیسے کیسے زمین و آسمان کے قلابے ملائے جا رہے ہیں، حالانکہ اس کی قرأت خلف الامام والی روایت بھی معنعن ہے یعنی وہ اس کو عن ہی سے روایت کرتا ہے۔

آخر ہم مولانا مبارکپوری کی اس تضاد بیانی کی کیا توجیہ اور تاویل کریں؟ کیا جو کبار الثقات میں سے ہو اور امیر المؤمنین فی الحدیث ہو اور جس کی روایت کو تمام محدثین نے قبول کیا ہو اب اس کی حدیث کو بھی خلاف منشاء ہونے کی وجہ سے تدلیس کے عذر کو بنیاد بنا کر رد کر دیا جائے گا؟ کیا راوی کا مدلس ہونا اتنا ہی بڑا جرم ہے؟

محمد بن اسحٰق کے بارے میں مولانا مبارکپوری کی صریح بد دیانتی

اور دوسری ایک بات جو بہت زیادہ قابلِ توجہ ہے اور جس نے مبارکپوری کی ثقاہت، دیانت اور ان کی انصاف پسندی پر نشان لگا دیا ہے اور رواۃ حدیث کے بارے میں ان کے فیصلوں کو محلِ نظر بنا دیا ہے وہ یہ ہے کہ تحفہ میں مولانا مبارکپوری نے چونکہ وہاں ان کا اپنا مفاد تھا محمد بن اسحٰق کے بارے میں صرف مادحین کا کلام نقل کیا ہے، جارحین کے کلام کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے گویا وہ اپنے قارئین کو تأثر دینا چاہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق تمام محدثین کے نزدیک ثقہ، قابلِ احتجاج اور وہ سب کا ممدوح ہے، حالانکہ یہ بات قطعاً غلط ہے، اور یہ مولانا مبارکپوری کی عوام کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھانے کی یہ مذموم کوشش ہے، دیکھئے محمد بن اسحٰق کے بارے میں ممتاز ائمہ حدیث، اصحابِ جرح و تعدیل اور متقدمین و متأخرین محدثین کی کیا رائے ہے۔

(۱) امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ وہ قوی نہیں ہے۔ (ضعفاء صغیر ص۵۲)

(۲) ابو حاتم فرماتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے۔ (کتاب العلل ص۲۳۴)

(۳) دار قطنی ، اس سے احتجاج درست نہیں ۔ (بغدادی ص ۲۱/۲ج)

(۴) سلیمان بن تیمی ۔ وہ کذاب ہے (میزان ص ۲۱/۲ج)

(۵) ہشام بن عروہ ۔ وہ کذاب ہے "

(٦) یحیی بن قطان ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ کذاب ہے ۔ "

(۷) وہب بن خالد ۔ وہ جھوٹا اور کذاب ہے ۔ (تہذیب التہذیب ص ۴۵/۹ج)

(۸) امام مالک ۔ وہ دجالوں میں سے ایک دجال تھا (میزان ص ۲۱/۲ج)

(۹) امام ابو زرعہ ۔ وہ محض ہیچ تھا (توجیہ النظر ص ۲۸۰)

(۱۰) امام بیہقی ۔ لوگ اس کے تفردات سے گریز کرتے ہیں (الجوہر النقی ص ۱۵۵/۱ج)

(۱۱) علامہ ماردینی ۔ اس میں مشہور کلام ہے "

(۱۲) امام احمد بن حنبل لم یحتج بہ فی السنن (تہذیب التہذیب ص ۴۴/۹ج)

(۱۳) ابن معین ۔ لیس بذالک ، لیس بالقوی "

(۱۴) ابن مدینی ۔ وہ ضعیف ہے ص ۴۵/۹ج

(۱۵) امام ترمذی ۔ بعض محدثین اس کے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے اس میں کلام کیا ہے (کتاب العلل ص ۲۳۷/۲ج)

(۱٦) نووی ۔ وہ صحیح کی شرطوں کے مطابق نہیں ہے (مقدمہ نووی ص ۱٦)

(۱۷) حافظ ذہبی ۔ اس کی روایت صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہے (ص ۱٦۳/۱ج) تذکرہ حرام و حلال میں اس سے احتجاج درست نہیں تذکرہ (ص ۱۴۳/۱ج)

(۱۸) ابن قیم ۔ امام احمد نے اس کی روایت کو منکر اور ضعیف بتلایا ہے (زاد المعاد

(۱۹) قاضی شوکانی ۔ ابن اسحق حجت نہیں ہے خاص طور پر جب وہ عن سے روایت کرے (نیل الاوطار ص ۲۳۴/۴ج)

(۲۰) نواب صدیق حسن محمد ابن اسحق حجت نیست (دلیل الطالب ص ۲۳۹)

مولانا مبارکپوری نے کمال دیانت داری سے ان تمام محدثین اور اہل علم

کی جرحوں سے صرف نظر کر کے اپنے مطلب کے موقع پر محمد بن اسحٰق کے متعلق صرف محدثین کے توثیق و مدح کے کلمات کو تحفہ میں نقل فرمایا ہے ۔

اور ان کا کمال تضاد یہ ہے کہ تحفہ میں جس محمد بن اسحٰق کی اتنی دھوم دھام سے توثیق کی ہے اور اس کے بارے میں محدثین سے صرف مدح کے کلمات نقل فرمائے ہیں اپنی کتاب ابکار میں اس موقع پر یعنی مثال نمبر ۱ میں اس محمد بن اسحٰق کی روایت کو معنعن کہہ کر رد کر دیا ہے اور یہاں محمد ابن اسحٰق کا مدلس ہونا اس کی صحیح حدیث کو چھوڑنے کیلئے عذر بن گیا۔

مبلغ صاحب ۔ آپ خود غور فرمائیں کہ آپ کے ان مبارکپوری صاحب کے بارے میں ہم جیسے کھلے ذہن کے لوگ جو کسی گروہی عصبیت میں مبتلا نہیں ہیں کیا رائے قائم کریں ؟

غیر مقلد مبلغ ۔ چودھری صاحب ، مبارکپوری صاحب کا نام براہ کرم اب میرے سامنے نہ لیں ، مجھے اس سے بڑی شرمندگی ہو رہی ہے ، میں آج تک انکو ایک جلیل القدر محدث عظیم الشان عالم حدیث نہایت متقی پرہیزگار ، منصف مزاج ، عادل و ثقہ سمجھتا تھا مگر اب یہ حقیقت کھل گئی کہ ہم آج تک دھوکہ میں تھے ، مولانا مبارکپوری صاحب کی نہ تحفہ پر اب اعتماد باقی رہ گیا ہے نہ ان کی ابکار پر بلکہ اب تو مولانا کی شخصیت میری نگاہ میں ایسی مجروح ہو گئی ہے کہ ان کی کسی کتاب پر بھی اب بھروسہ نہیں رہا ۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا ۔

گاؤں کا چودھری ۔ آپ نے بجا فرمایا ، میرے اندر بھی جماعت اہلحدیث سے جو بدگمانی پیدا ہوئی ہے اس کے جہاں اور بہت سے اسباب ہیں ، ایک بڑا سبب مولانا مبارکپوری صاحب کی احادیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے رد و قبول کے بارے میں یہی بے انصافی اور رجال حدیث کے بارے میں انکی یہی بددیانتی بنی ہے ،

پہلے میں بھی آپ ہی کی طرح ان کو بڑا جلیل القدر، منصف مزاج محدث سمجھتا تھا لیکن ان کے اسی قسم کے تعصب نے مجھ کو ان سے بلکہ پوری جماعت اہلحدیث سے برگشتہ بنا دیا ہے، اور اب یہ بات کھل گئی کہ

ہیں یہ کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

امام ابو حنیفہ کو ضعیف قرار دینے میں مبارکپوری کا کھلا تعصب

مثلاً دیکھئے مولانا مبارکپوری نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے اسی ابکار المنن ص۵۵ اور اس کے مابعد صفحات میں پورا زور صرف کیا ہے اور صرف جارحین کے اقوال نقل کئے ہیں، جس سے وہ اپنے قارئین کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ امام اعظم کا کوئی موثق اور کوئی مادح نہیں ہے اور پوری دنیائے محدثین ان کے ضعیف قرار دینے پر متفق ہے، ورنہ صرف جارحین کے اقوال نقل کرنے کا کیا مطلب ہے، اور لطف یہ ہے کہ مولانا مبارکپوری کو خود اس کا اعتراف بھی ہے کہ امام اعظم کے بارے میں کی گئی جرحیں سوائے امام نسائی اور حافظ ابن عبدالبر کے سب مبہم ہیں اور مبہم جرح کا عام محدثین کے حق میں بھی اعتبار نہیں ہوتا امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان تو بڑی عظیم ہے۔

امام اعظم پر کی گئی جرحوں پر گفتگو

مولانا مبارکپوری نے علی بن المدینی کی جرح ان کے بیٹے سے نقل کی ہے کہ خمسون حدیثا اخطأ فیہ، یعنی پچاس حدیثوں میں امام ابو حنیفہ سے غلطی واقع ہوئی، کبھی تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کو صرف سترہ حدیث یاد تھی، اور یہاں پچاس حدیث میں ان کی غلطی ثابت کر رہے ہیں، اور جب ان۔ انصاف

پسندوں ۔ سے احناف مطالبہ کرتے ہیں کہ پچاس نہیں صرف پانچ حدیثیں پیش کرو جن میں امام ابوحنیفہ نے غلطی کی ہو تو وہ پچاس اور پانچ کیا ایک حدیث بھی نہیں پیش کرپاتے ، صرف امام ابوحنیفہ کے خلاف شور وشرابا ہے ۔

حافظ ابن عبدالبر کا کلام تمہید سے امام ابوحنیفہ کو ضعیف ثابت کرنے کیلئے تو مبارکپوری نے ضرور نقل کیا ہے مگر الانتقا ، وجامع بیان العلم میں جو تمہید کے بعد کی ان کی کتابیں ہیں امام اعظم کے بارے میں حافظ ابن عبدالبر کے جو توثیق وتعدیل کے کلمات ہیں ان سے بالکل آنکھ بند کرلی ہے ۔

امام نسائی کی جرح کو مولانا مبارکپوری امام ابوحنیفہ کے حق میں جرح مفسر قرار دیتے ہیں اگر مولانا مبارکپوری کی یہ بات تسلیم بھی کرلی جائے کہ لیس بالقوی فی الحدیث ۔ جرح مفسر ہے تو خود مولانا مبارکپوری کا امام نسائی کے حق میں یہ اعتراف ہے کہ ۔

واما قول النسائی لیس بالقوی ایضاً غیر قادح فانہ مجمل، مع انہ متعنت وتعنتہ مشہور (ابکار ص۲۵۵)

یعنی امام نسائی کا یہ کہنا کہ لیس بالقوی وہ بھی مضر نہیں ہے اس لئے کہ یہ جرح مجمل ہے ، اس کے علاوہ نسائی متعنت ہیں ، اور ان کا تعنت مشہور ہے ۔

یعنی معاویہ بن صالح جن کا دفاع مولانا مبارکپوری کررہے ہیں ان کا مقام امام ابوحنیفہ سے بھی بلند ہے کہ ان کے حق میں تو امام نسائی کا لیس بالقوی کہنا تسلیم نہیں ہوگا ، اور اس کے لئے امام نسائی کی جرح کو ان کو متعنت ثابت کرکے اور ان کے تعنت کو مشہور قرار دیکر رد کردیا جائے گا ، اور "لیس بالقوی" ان کے حق میں جرح مبہم قرار پائے گی اور یہی ۔ لیس بالقوی ۔ امام ابوحنیفہ کے حق میں مفسر قرار پائے گی ، کوئی ٹھکانہ ہے اس ظلم بددیانتی اور بے انصافی کا ؟

غیر مقلد مبلغ ، مگر امام نسائی نے تو امام ابوحنیفہ کے حق میں لیس بالقوی

فی الحدیث کہاہے اور معاویہ بن صالح کے بارے میں صرف ۔لیس بالقوی ، کہا ہے ، اس وجہ سے مولانا مبارکپوری نے امام نسائی کی جرح کو معاویہ بن صالح کے بارے میں مبہم قرار دیاہے اور امام ابوحنیفہ کے حق میں اسکو مفسر قرار دیا ہے ۔

لیس بالقوی ، ولیس بالقوی فی الحدیث دونوں کا مطلب ایک ہے

گاؤں کا چودھری ، دیکھئے پھر آپ کی رگ اہلحدیثیت پھڑکنے لگی ، اور آپ بھی لگے الفاظ سے کھیلنے ، ارے جناب جب محدثین کسی راوی حدیث کے حق میں لیس بالقوی استعمال کرتے ہیں تو اس کا کیا یہ مطلب ہوتاہے کہ وہ لاٹھی چلانے ، کشتی لڑنے اور کبڈی کھیلنے میں قوی نہیں ہے ؟

اس کا مطلب تو یہی ہوتا ہے ، اور یہی سب سمجھتے بھی ہیں کہ جس فن کی گفتگو ہو رہی ہے اس فن میں اس کی قوت یا عدم قوت کو ثابت کیا جارہاہے ۔ اسلئے لیس بالقوی جب کسی راوی کے حق میں کوئی محدث استعمال کرے گا تو اس کا یہی مطلب ہوگا کہ وہ حدیث میں قوی نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا مطلب ہو ہی نہیں سکتا ، پس جس طرح ۔لیس بالقوی فی الحدیث ۔کو آپ جرح مفسر قرار دیں گے ، لیس بالقوی ، کو بھی جرح مفسر قرار دینا ہوگا ، اور اگر لیس بالقوی جرح مبہم ہوگی تو لیس بالقوی فی الحدیث بھی جرح مبہم ہوگی محدثین کی تقلید میں عقل و ہوش کو کھو دینا اور بالکل کھلی حقیقت سے آنکھ بند کرلینا یہ کہاں کی عقلمندی ہے ۔

خیر یہ باریک باتیں ہیں ، انکو شاید آپ حدیث میں پی ایچ ڈی ہونے کے باوجود بھی نہ سمجھ پائیں ، اس لئے کہ آپ کی تعلیم کسی جامعہ سلفیہ میں ہوئی ہے ، یہ نکتے احناف کی درسگاہوں میں کھلتے ہیں ، براہِ کرم آپ یہ فرمائیں کہ مبارکپوری صاحب نے جو معاویہ بن صالح کے حق میں امام نسائی کی جرح کو ان کو متعنت قرار دیکر

رد کر دیا ہے اور امام ابو حنیفہ پر ان کی جرح کو قبول کر لیا ہے اس کا بھی آپ کے پاس کوئی جواب ہے ؟

غیر مقلد مبلغ ، نہیں یہ تو مبارکپوری صاحب کی صریح زیادتی ہے ، ہم نے بھی پڑھا ہے ، کہ متعنت کی جرح کا اعتبار نہیں ہوتا ہے ، اور خصوصاً کسی امام مشہور کے بارے میں تو اور بھی اعتبار نہ ہوگا ۔

مبارکپوری کا امام نسائی پر غلط باب قائم کرنے کا الزام

گاؤں کا چودھری ۔ اور میں کہتا ہوں کہ یہ زیادتی مبارکپور کے اس مبارکپوری صاحب نے اپنی اس کتاب میں بار بار کی ہے ، کہاں تک میں انکی زیادتیاں گنواؤں ، یہی امام نسائی جن کی جرح کو امام ابو حنیفہ کے حق میں بڑی دھوم دھام سے مولانا مبارکپوری نے بیان کیا ہے انھیں امام نسائی نے جب اپنی کتاب سنن میں عمران بن حصین کی یہ حدیث ذکر کی ۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی الظہر فجعل رجل یقرأ خلفہ بسبح اسم ربک الاعلیٰ الخ

اور اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ۔

ترک القراءۃ خلف الامام فیما لم یجہر فیہ

یعنی یہ باب ہے اس مسئلہ کے بیان میں کہ امام کے پیچھے سری نمازوں میں کچھ پڑھنا نہیں ہے ۔

تو چونکہ امام نسائی کا یہ فرمانا مولانا مبارکپوری کے مزاج کے خلاف تھا اس وجہ سے بڑی شان داری اور پوری محدثانہ شان سے فرماتے ہیں :

قلت ظہر مماذکرنا ان فی تبویب النسائی علی ھذا الحدیث ترک القراءۃ خلف الامام فیما لم یجہر فیہ ۔ نظراً ظاہراً

یعنی میں کہتا ہوں کہ ہماری باتوں سے ثابت ہو گیا کہ امام نسائی کا اس حدیث پر یہ باب قائم کرنا "ترک القراءۃ خلف الامام فیما لم یجہر فیہ" قطعًا ناقابل تسلیم ہے۔

اگر احناف یہ کہتے ہیں کہ آپ کی جماعت کے علماء خواہ ان کا شمار جلیل القدر قسم کے محدثین ہی میں کیوں نہ ہوتا ہو محض اپنی خواہش کا لحاظ رکھتے ہیں تو وہ کیا غلط کہتے ہیں، یہ سارے شواہد آپ کے سامنے ہیں جن سے ان کی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

غیر مقلد مبلغ۔ ہمارے ذہنوں میں اب تک یہی جمایا گیا ہے اور ہمارے کانوں میں یہی پلایا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کی کسی محدث نے توثیق نہیں کی ہے ان کو کسی نے امام فی الحدیث اور حافظ حدیث نہیں شمار کیا ہے، ہمارے مبارکپوری صاحب بھی یہی کہہ رہے ہیں تو کیا کسی محدث نے انکو ثقہ بھی کہا ہے؟ اور محدثین نے ان کی احادیث کا اعتبار کیا ہے؟

امام ابوحنیفہ کے موثقین اور حدیث میں امام عالیمقام کا مقام

گاؤں کا چودھری۔ آپ کے جامعات سلفیہ میں کیا کیا جمایا جاتا ہے اور کیا کیا پلایا جاتا ہے، ہمیں خوب معلوم ہے میں تو کسی زمانہ میں آپ ہی کی جماعت اہلحدیث کا ایک فرد تھا، جہاں تک امام ابوحنیفہ کے معدلین و موثقین کی بات ہے تو ابھی آپ کو معلوم ہو گا کہ ان کی کتنی بڑی تعداد ہے اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ امام عالی مقام کا حدیث میں کیا مقام تھا، ذرا مجھے اجازت دیں کہ میں وضو کر لوں۔

غیر مقلد مبلغ، اس وقت وضو کی کیا ضرورت آن پڑی ابھی تو نماز کا وقت بھی نہیں ہوا ہے کافی دیر ہے؟

گاؤں کا چودھری۔ جناب ملا اگرچہ میں بھی غیر مقلد ہوں مگر بہت سی

وجوہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی میرے دل میں بڑی عظمت ہے، میں اتنے بڑے امام فقہ وحدیث کے بارے میں بلا وضو بات کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں میری طبیعت کا یہی تقاضا ہے، مجھے وضو کرنے کی اجازت دیں۔

(گاؤں کا چودھری وضو کر کے واپس آتا ہے اور اپنی بات شروع کرتا ہے)

توجہ سے سنئے جناب کہ امام اعظم ابوحنیفہ کی عظمت کا اعتراف کرنے والے محدثین کی تعداد دیکھیے اور علم حدیث میں ان کی جلالت شان، ان کی ثقاہت وعدالت ان کے حفظ واتقان پر کن الفاظ میں انھوں نے شہادت دی ہے۔

(۱) مکی بن ابراہیم امام بخاری کے کبار شیوخ میں سے ہیں، وہ امام ممدوح کی شان میں فرماتے ہیں:

کان اعلم اهل زمانه

یعنی امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے قرآن وحدیث کے سب سے بڑے عالم تھے، (خوب یاد رہے کہ اس زمانہ میں علم کا اطلاق قرآن وحدیث ہی پر ہوتا تھا)

(۲) عیسیٰ بن موسیٰ بھی نہایت جلیل القدر محدث ہیں وہ فرماتے ہیں:

هذا عالم الدنيا اليوم یعنی وقت حاضر کے یہ سب سے بڑے عالم ہیں۔

(۳) امام ابو یوسف فرماتے ہیں:

میں نے حدیث کی تفسیر کا واقف کار امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر نہیں دیکھا

(۴) محدث یزید بن ہارون فرماتے ہیں:

میں نے ایک ہزار محدثین کو پایا، اور ان میں سے اکثر سے حدیث لکھی مگر ان میں سے پانچ سے بڑھ کر صاحب ورع اور علم والا کوئی اور نہیں تھا، اور ان پانچوں میں امام ابوحنیفہ کا نمبر پہلا تھا۔

(۵) شداد بن حکیم فرماتے ہیں:

میں نے ابوحنیفہ سے بڑھ کر کوئی فقہ وحدیث کا عالم نہیں دیکھا۔

(۶) عبداللہ بن مبارک فرماتے تھے، میں جب کوفہ گیا، اور وہاں کے علماء کے بارے میں معلومات حاصل کی تو سب کا جواب صرف ایک تھا۔

الامام ابو حنیفہؒ

(۷) امام ثوری جیسے جلیل القدر امام حدیث کو اعتراف تھا افقہ اھل الارض یعنی امام ابو حنیفہ زمانہ کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔

(۸) امام الجرح والتعدیل یحییٰ قطان فرماتے تھے۔

لا نکذب اللہ ماسمعنا احسن رایا من رای ابی حنیفۃ، وقد اخذنا باکثر اقوالہ۔

خدا ہم سے جھوٹ نہ بلوائے ہم نے امام ابو حنیفہ کی رائے سے بہتر رائے نہیں سنی، ہم نے ان کے اکثر قول کو اپنا مذہب بنا لیا ہے۔

(۹) امام ذہبی نے امام ابو حنیفہ کو اپنی مشہور کتاب تذکرہ میں حفاظِ حدیث میں سے شمار کیا ہے، یہ تذکرہ حافظ ذہبی کی وہی کتاب ہے جس کے بارے میں ان کا خود بیان ہے:

یہ اس میں ان محدثین اور حفاظ حدیث کا ذکر ہے جنکی عدالت ثابت ہو چکی ہے اور جو حدیث کے کھرے کھوٹے اور صحیح و ضعیف کی پرکھ میں معیار ہیں اور انکی طرف اس بارے میں رجوع کیا جاتا ہے،

(۱۰) جلیل القدر محدث اسرائیل بن یونس فرماتے تھے۔

امام ابو حنیفہ بہترین آدمی ہیں، فقہ والی حدیث کو خوب یاد رکھتے ہیں۔

(۱۱) حافظ ابن قیم یحییٰ بن آدم کا امام ابو حنیفہ کے بارے میں یہ اعتراف نقل کرتے ہیں:

کان نعمان جمع حدیث بلدہ کلہ فنظر الیٰ اخرما قبض علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی امام ابو حنیفہ نے اپنے شہر کی تمام حدیثوں کو

جمع کیا تھا اور وہ (بطور خاص) اس پر عمل کرتے تھے جو آنحضور کا آخری فعل ہوتا۔

(۱۲) یحییٰ بن معین فرماتے تھے۔

"میں امام وکیع پر کسی محدث کو فوقیت نہیں دیتا، اور امام وکیع امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، وہ انکی تمام حدیثوں کے حافظ تھے۔

امام وکیع نے امام ابوحنیفہ سے بہت سی حدیثوں کو سنا تھا۔

(۱۳) سفیان بن عیینہ کا ارشاد تھا:

اول من اقعدنی للحدیث (فی روایۃ اول من صیرنی محدثا) ابوحنیفۃ قدمت الکوفۃ فقال ابوحنیفۃ: ان هذا اعلم الناس بحدیث عمرو بن دینار فاجتمعوا علی فحدثتهم۔

یعنی سب سے پہلے مجھے جس نے محدث بنایا وہ امام ابوحنیفہ تھے، میں جب کوفہ پہنچا تو انھوں نے لوگوں سے کہا کہ یہ عمرو بن دینار کی حدیثوں کا سب سے زیادہ جانکار عالم ہے، تو لوگ میرے پاس اکٹھا ہوئے اور میں نے لوگوں سے حدیث بیان کی۔

(۱۴) حافظ ابن حجر نے تہذیب میں ابن معین کا یہ قول نقل کیا ہے:

کان ابوحنیفۃ ثقۃ لایحدث الا بما یحفظہ۔

یعنی امام ابوحنیفہ ثقہ تھے وہ صرف اسی حدیث کو بیان کرتے جس کو وہ (اچھی طرح) محفوظ رکھتے تھے۔

(۱۵) صالح بن محمد ابن معین سے نقل کرتے ہیں:

کان ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث۔

امام ابوحنیفہ حدیث میں ثقہ تھے۔

(۱۶) حافظ ابن عبدالبر نے الانتقاء میں یحییٰ بن معین ہی کا یہ قول نقل کیا ہے:

ھو ثقۃ ماسمعت احدا ضعفہ۔ یعنی وہ ثقہ ہیں میں نے کسی

سے نہیں سنا کہ اس نے ان کو ضعیف کہا ہو۔

(۱۷) حافظ ابن عبدالبر مزید فرماتے ہیں۔

امام شعبہ امام ابوحنیفہ سے بذریعہ خط درخواست کرتے کہ وہ لوگوں سے حدیث بیان کریں، اور شعبہ تو شعبہ ہی ہیں۔

(۱۸) یحییٰ بن معین کا قول تھا:

صدوق یعنی امام ابوحنیفہ بہت سچے ہیں

(۱۹) اور یہ کہ امام شعبہ حضرت ابوحنیفہ کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے۔

(۲۰) امام داؤد کا فرمان تھا:

رحم اللہ مالکا کان اماما رحم اللہ الشافعی کان اماما رحم اللہ اباحنیفۃ کان اماما۔

اللہ مالک پر رحم فرمائے وہ امام تھے، اللہ شافعی پر رحم فرمائے وہ بھی امام تھے، اللہ ابوحنیفہ پر رحم فرمائے وہ بھی امام تھے۔

(۲۱) حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

الذین رووا عن ابی حنیفۃ ووثقوہ اکثر من الذین تکلموا فیہ۔

یعنی امام ابوحنیفہ سے جن لوگوں نے روایت کی اور جنھوں نے ان کو ثقہ کہا ان کی تعداد ان لوگوں سے زیادہ ہے جنھوں نے ان پر کلام کیا ہے۔

(۲۲) امام بخاری کے جلیل القدر استاد علی بن المدینی فرماتے تھے:

ابوحنیفۃ روی عنہ الثوری وابن المبارک وھو ثقۃ لاباس بہ۔

یعنی امام ابوحنیفہ سے سفیان ثوری اور عبداللہ بن مبارک نے روایت کی ہے وہ ثقہ اور لاباس بہ ہیں (یعنی انکی حدیث پر اعتبار ہوگا۔)

(۲۳) علامہ سمعانی فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہ تحصیل علم میں مشغول ہوئے تو جو کمال ان کو حاصل ہوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکا۔

(۲۴) علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

یدل علی انہ من کبار المجتہدین فی علم الحدیث اعتماد مذھبہ بینھم والتعویل علیہ واعتبارہ ردا وقبولا۔

یعنی اس بات کی دلیل کہ امام ابوحنیفہ علم حدیث کے بڑے مجتہدین میں سے تھے یہ ہے کہ لوگوں نے حدیث کے ردو قبول میں ان پر بھروسہ اور اعتماد کیا ہے۔

(۲۵) حافظ ابن الاثیر جزری فرماتے ہیں:

کان اماما فی علوم الشریعۃ مرضیا۔

امام ابوحنیفہ علوم شریعت میں درجہ امامت پر فائز تھے لوگ ان سے راضی تھے۔

(۲۶) امام شعبہ کا یہ بھی ارشاد ہے۔

کان واللہ جید الحفظ حسن الفھم۔

خدا کی قسم امام ابوحنیفہ اچھے حافظہ والے اور اچھی فہم والے تھے۔

(۲۷) حسن بن صالح کا ارشاد تھا:

امام ابوحنیفہ بڑے سمجھدار جانکار اور اپنے علم میں پختہ تھے۔

(۲۸) امام اوزاعی فرماتے تھے۔

ابوحنیفہ فقہ کے مشکل مسائل کو خوب جانتے تھے۔

(۲۹) مسعر بن کدام کا حال یہ تھا کہ

جب وہ امام ابوحنیفہ کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور جب امام ابوحنیفہ بیٹھتے تو وہ ان کے سامنے بیٹھتے وہ انکی بڑی تعظیم کرنے والے تھے، وہ امام ابوحنیفہ کی تعریف کرتے اور ان کا جھکاؤ انھیں کی طرف تھا۔

(۳۰) سفیان ثوری کا امام ابوحنیفہ کے بارے میں یہ ارشاد بھی تھا۔

ان اباحنیفة سید العلماء
یعنی امام ابوحنیفہ علماء کے سردار ہیں ۔

(۳۱) ابن معین یہ بھی فرماتے تھے ۔
میرے نزدیک امام ابوحنیفہ کی فقہ کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی فقہ کوئی چیز نہیں ہے، اور میرے زمانہ میں سب کی یہی رائے تھی

(۳۲) حبان بن علی کا ارشاد تھا :
امام ابوحنیفہ سے جب بھی کسی دینی یا دنیوی مسئلہ میں رجوع کیا جاتا تو ان کے پاس اس سلسلہ کا کوئی حسن اثر ملتا ۔

(۳۳) زہیر بن معاویہ اپنے شاگردوں سے فرماتے :
میرے یہاں ایک ماہ کی حاضری سے بہتر یہ ہے کہ تم ابوحنیفہ کے ساتھ انکی ایک مجلس میں رہو ۔ (۱)

مبلغ صاحب یہ امام ابوحنیفہ کی علوم شرعیہ میں جلالتِ شان اور بطورِ خاص علمِ حدیث میں ان کی منزلت و مرتبہ کی بلندی اور امامت، ائمہ حدیث کے نزدیک انکی مقبولیت و محبوبیت اور معتبر اور ثقہ ہونے کا مختصر سا تذکرہ ۔

امام ابوحنیفہؒ صاحبِ جرح وتعدیل تھے

اب یہ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ امام ابوحنیفہ نہ صرف حافظ حدیث اور کبارِ محدثین میں سے تھے بلکہ وہ خود صاحب جرح و تعدیل تھے، اور ان کی جرح وتعدیل پر لوگوں کو اعتماد تھا، محدثین ان کے کلام سے استدلال کرتے تھے، ابھی آپ نے گذشتہ گفتگو میں معلوم کیا کہ امام ذہبی نے —— جنکے بارے میں

---

(۱) اس پوری بحث کیلئے دیکھو قواعد فی علوم الحدیث ، للشیخ ظفر احمد التھانوی ۔

مولانا مبارکپوری کا یہ شاندار خراجِ عقیدت ہے ،

ھو من اھل الاستقراء التام فی نقد الرجال (ابکار ص۱۵۴)

یعنی امام ذہبی نقدِ رجال (راویوں کی چھان پھٹک) میں پوری طرح کی تلاش و تتبع ہی کے بعد کوئی حکم لگانے والے ہیں (۱)

---

(۱) اگرچہ مولانا مبارکپوری اپنی تضاد بیانی کی عادت کی وجہ سے انھیں امام ذہبی جنکو انھوں نے ابھی ابھی یہ شاندار خراج عقیدت پیش کیا ہے ایک جگہ ان کا کلام اپنے مطلب کے خلاف پاکر ان کے اہل استقرار تام ہونے کی اس طرح دھجیاں بکھیرتے ہیں ، دیکھئے فرماتے ہیں اور کس شان سے فرماتے ہیں ۔

واما قول الذھبی لیس بحجۃ یکتب حدیثہ اعتبارا فھو جرح من غیر بیان السبب فلا یقدح ، (ابکار ص۲۷۷)

یعنی امام ذہبی کا یہ کہنا کہ (محمد بن عبدالملک) حجت نہیں ہے اس کی حدیث عبرت کیلئے لکھی جائے گی ، یہ ایسی جرح ہے جس میں جرح کا سبب نہیں بیان کیا گیاہے اسلئے انکی اس جرح کا اعتبار نہ ہوگا ۔

اب کون مولانا مبارکپوری سے پوچھے کہ جب بقول آپ کے امام ذہبی اہل استقرار تام میں سے ہیں تو ان کی جرح بلا بیان سبب کیوں معتبر نہ ہوگی ، آخر اہل استقرار تام کا کیا مطلب ہوتا ہے ، اگر ان کا کلام بھی عام محدثین کے کلام ہی کی طرح ہوتاہے ، اور ان کی جرح بھی مفسر ہی قبول کی جائیگی اور اسی وقت قبول کی جائے گی جب وہ جرح کا سبب بیان کریں گے تو پھر ان کے اہل استقرار تام میں سے ہونے کا ضرورت کے وقت نعرہ کیوں بلند کیا جاتا ہے ؟ اور پھر ان میں اور کسی دوسرے محدث میں فرق کیا رہا ؟

انھیں امام ذہبی نے امام ابوحنیفہ کا طویل ترجمہ اپنی مایہ ناز کتاب تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے۔ اور اس کتاب میں جیسا کہ ابھی معلوم ہوا صرف انھیں ائمہ حدیث کا تذکرہ ہے جن کے قول کا جرح و تعدیل میں اعتبار ہوتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ذہبی امام ابوحنیفہ کو ان ائمہ حدیث میں سے شمار کرتے ہیں جو نقد رجال میں کسوٹی ہیں، اور جن کی جرح و تعدیل پر ائمہ حدیث نے اعتبار کیا ہے(۱)

خیر یہ تو ہے ہی اس کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ کو جرح و تعدیل کا امام تسلیم کیا ہے۔ مثلاً امام ترمذی نے اپنی علل میں جابر جعفی پر جرح اور عطاء کی تعدیل کے بارے میں امام ابوحنیفہ کا یحییٰ حمانی سے یہ کلام نقل کیا ہے ما رأیت اکذب من جابر الجعفی ولا افضل من عطاء یعنی امام ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء سے بڑھ کر افضل آدمی نہیں دیکھا ہے۔ اور امام بیہقی نے مدخل میں عبد الحمید حمانی کا یہ کلام نقل کیا ہے کہ ابو سعد صنعانی نے امام ابوحنیفہ سے دریافت کیا کہ ثوری سے روایت کرنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں، تو امام صاحب نے کہا۔

اکتب عنہ فانہ ثقۃ ما خلا حدیث ابی اسحٰق عن ابی الحارث وحدیث جابر الجعفی۔

یعنی تم ان سے حدیث لکھو وہ ثقہ ہیں، البتہ ان حدیثوں کو مت لکھو جو وہ

---

(۱) غیر مقلدین میزان الاعتدال میں امام ابوحنیفہ کے الحاقی ترجمہ کا تو موقع بے موقع امام ابوحنیفہ کی شان گھٹانے کیلئے ضرور ذکر کرتے ہیں، مگر تذکرہ میں انکے ترجمہ کا نام بھی ان انصاف پسندوں کی زبان پر نہیں آتا، حالانکہ موجودہ تحقیق نے ثابت کر دیا ہے خصوصاً قسطنطنیہ کے کتب خانہ کا میزان کا مخطوطہ مل جانے کے بعد کہ میزان الاعتدال میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کا ترجمہ قطعاً الحاقی ہے اور کسی بددیانت کی بددیانتی ہے۔

ابو اسحٰق عن الحارث کی سند سے بیان کرتے ہیں، یا انکی جو حدیثیں جابر جعفی سے ہیں۔

آج آپ کی جماعت کے "دیانت دار لوگ" امام ابو حنیفہ کے حدیث میں ضعیف ہونے کی بات کرتے ہیں، اور کل امام ابو حنیفہ کا محدثین میں وہ مقام تھا کہ ان سے امام ثوری جیسے لوگوں کے بارے میں پوچھا جاتا تھا کہ ان سے حدیث بیان کی جائے یا نہیں۔

اور سنئے، حافظ ابن حجر نے تہذیب میں زید بن عیاش کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ "انہ مجھول" کہ وہ مجہول ہیں۔

طلق بن حبیب کے بارے میں محدثین نے امام ابو حنیفہ کی یہ جرح نقل کی ہے۔

طلق بن حبیب کان یری القدر یعنی طلق بن حبیب کا مذہب قدریہ کا تھا۔

تہذیب میں حافظ ابن حجر نے بروایت محمد بن سماعۃ عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ امام ابو حنیفہ کا جہم اور مقاتل کے بارے میں یہ کلام نقل کیا ہے۔

افرط جھم فی النفی انہ لیس بشیٔ وافرط مقاتل فی الاثبات حتی جعل اللّٰہ مثل خلقہ۔

یعنی جہم نے نفی صفات باری میں افراط سے کام لیا کہ صفات کی بالکلیہ نفی کردی اور مقاتل نے صفات کے ثابت کرنے میں افراط سے کام لیا کہ اللہ کو اس کی مخلوق جیسا بنا دیا۔

امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں جعفر صادق کے بارے میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ما رأیت افقہ من جعفر بن محمد یعنی میں نے جعفر صادق سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔

تدریب میں بیہقی کی مدخل سے مکی بن ابراہیم کا یہ کلام نقل کیا گیا ہے۔
ابن جریج، عثمان بن اسود حنظلہ بن ابی سفیان، امام مالک، سفیان ثوری امام ابوحنیفہ اور ہشام وغیرہ کا مذہب تھا کہ۔ راوی کا اپنے شیخ کے سامنے پڑھنا یہ زیادہ بہتر ہے کہ شیخ خود راوی کو حدیث پڑھ کر سنائے۔
تدریب ہی میں یہ بھی ہے کہ
" مناولہ کا حکم قوۃ میں سماع کا ہے، یہی مذہب زہری، شعبی، ابراہیم ربیعہ، علقمہ، اور امام مالک کا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ مناولہ کا درجہ سماع اور قرأۃ سے کم ہے، اور یہ مذہب سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور شافعی کا ہے"
یہ کچھ مثالیں (۱) آپ کے سامنے ذکر کر دی گئیں تاکہ یہ واضح ہو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا ائمہ حدیث نے جرح و تعدیل میں نہ صرف وزن محسوس کیا ہے بلکہ ان سے وہ ہمیشہ استدلال بھی کرتے رہے ہیں، اور محدثین اپنی کتابوں میں دیگر ائمہ حدیث کے پہلو بہ پہلو امام ابوحنیفہ کا کلام بھی جرح و تعدیل میں اسی طرح نقل کرتے ہیں جس طرح دوسرے ائمہ جرح و تعدیل کا۔
یہ اس بات کی واضح شہادت ہے کہ آپ کی جماعت اہلحدیث نے بلا سمجھے بوجھے محض احناف کی دشمنی میں اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ضد اور انکی مخالفت میں جو امام موصوف کی امامت فی الحدیث کا انکار کیا ہے، یا ان کے بارے میں یہ مشہور کیا ہے کہ محدثین کے نزدیک ان کا کوئی اعتبار ہی نہیں تھا، یا ان کا علم حدیث میں کوئی درجہ اور مقام نہیں تھا یا یہ کہ وہ ائمہ حدیث کے نزدیک مجروح و ساقط الاعتبار تھے یہ آپ کے علماء کی محض خباثتِ باطنی اور بددیانتی ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں، اور امام ابوحنیفہ کے بارے میں جماعت اہلحدیث کا بھی وہی کردار ہے جو امام اعظم کے بارے میں روافض و خوارج کا کردار رہا ہے۔

---

(۱) ان کے حوالہ کیلئے دیکھو قواعد فی علوم الحدیث۔

ائمہ فقہ وحدیث کے بارے میں طعنہ زنی روافض کا عمل ہے

حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

"یہ روافض اور شیعوں کی صفت ہے کہ وہ حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ کرام کے بارے میں قدح کرتے ہیں اور یہ بھی روافض اور شیعوں کا ہی حال ہے کہ وہ امام مالک امام شافعی امام ابو حنیفہ اور امام احمد اور ان کے مقلدین و متبعین پر طعنہ زنی کرتے ہیں"

(منہاج السنہ ج۱ ص۲)

امام ابو حنیفہ اور امام احمد کا مذہب دینی و شرعی مسائل میں قریب قریب ہے

مبلغ صاحب، مجھے تو حد درجہ تعجب ہوتا ہے جب آپکی جماعت کے عوام ہی نہیں خواص بھی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روافض اور شیعوں کا انداز اختیار کرتے ہوئے طعن کرتے ہیں اور ان کے بارے میں شیعوں ہی کے انداز میں بد زبانی کرتے ہیں اور تبرا بکتے ہیں، اور فقہ حنفی کے بارے میں بد کلامی کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں اور شرم وحیا کو بالائے طاق رکھ کر فقہ حنفی کو اقوال رجال کا مجموعہ قرار دیتے ہیں، حالانکہ جماعت اہلحدیث کے متفقہ ممدوح جن کا نام لے کر آپ کی جماعت آج عربوں کی دولت بٹور رہی ہے یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ تھی کہ حضرت امام احمد اور حضرت امام ابو حنیفہ کا مذہب آپس میں ایک دوسرے سے بہت قریب ہے، دیکھئے منہاج السنہ حافظ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

وفی مذهب ابی حنیفة ما هو اقرب الی مذهب احمد من غیره۔ (ج۲ ص۴۵)

یعنی مذہب ابوحنیفہ میں جو مسائل ہیں وہ بنسبت دوسروں کے امام احمد کے مذہب سے زیادہ قریب ہیں۔

اور حضرت امام احمد کے بارے میں آپ ہی کی جماعت کے مجدد نواب صاحب بھوپالی فرماتے ہیں کہ

وہ امام الائمہ تھے وہ امام المحدثین تھے ۔ (التاج المکلل ص۲۲)

اور یہ تو زبان زد عوام بات ہے کہ امام احمد بن حنبل کی فقہ اقرب الی الکتاب والسنہ ہے اور امام احمد زیادہ سے زیادہ ظواہر حدیث پر عمل کرتے ہیں، تو جب فقہ حنفی بھی بقول حافظ ابن تیمیہ فقہ حنبلی سے قریب قریب ہی ہے تو یہ کس قدر غلط بات ہے کہ فقہ حنبلی کو تو اقرب الی الکتاب والسنہ کہا جائے اور فقہ حنفی کو کتاب وسنت کے خلاف کہے جانے کی جرأت کی جائے۔

غیر مقلد مبلغ ۔ چودھری صاحب آج تو میں آپ سے وہ باتیں سن رہا ہوں جن سے ہمارے کان آج تک ناآشنا تھے، ہمارے علماء اور ہمارے اساتذہ نے ہمیں کس قدر اندھیرے میں رکھا تھا، وہ ہمیں احناف کے خلاف ہمیشہ برگشتہ کرتے رہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر ہمارے اساتذہ درسگاہوں میں ہمیشہ تبرا بھیجتے ہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تو ہمیں ایسی ایسی باتیں بتلائی گئی ہیں کہ ان حقائق کے سامنے آجانے کے بعد ان کا زبان پر لانا بھی باعث شرم، کتاب وسنت کا نام لے کر ہمارے علماء حق وانصاف کا خون اس طرح بھی کریں گے ہمیں اس کا اندازہ نہیں تھا۔

گاؤں کا چودھری ۔ مبلغ صاحب جب آپ انصاف پسندی پر اتر ہی آئے ہیں اور اپنے علماء کے بارے میں آپ نے یہ اعتراف کر ہی لیا ہے کہ حق وانصاف کا خون کرنا ان کی عادت رہی ہے تو ان کے حق وانصاف کا خون کرنے کی ایک اور مثال بھی ذہن میں رکھئے کہ "داشتہ بکار آید"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں غیر مقلدین کی عصبیت کی مثال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، چھٹے اسلام لانے والوں میں سے ہیں، سابقین اولین میں سے ہیں، آنحضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آپ کی آمد و رفت اس کثرت سے ہوتی تھی کہ لوگ آپ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ہی کا ایک فرد سمجھتے تھے، صحابہ کرام میں علم وفقہ کے اعتبار سے آپ کو خصوصی امتیاز حاصل تھا، اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی چال ڈھال اور آپ کی عادت و اطوار کا آپ کامل و مکمل نمونہ تھے، کبار صحابہ دینی وشرعی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی اور خلیفہ راشد کو آپ کے علم وفقہ پر بھروسہ تھا، آنحضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز آپ صف اول میں پڑھتے تھے۔

انھیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث مسئلہ رفع یدین میں امام ترمذی نے ذکر کی ہے، وہ حدیث یہ ہے۔

قال الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ۔

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ کیا میں تم کو وہ نماز نہ پڑھاؤں جو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی، پھر آپ نے نماز پڑھائی اور صرف شروع نماز میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) آپ نے اپنا دونوں ہاتھ اٹھایا (غیر مقلدین کی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت آپ نے رفع یدین نہیں کیا)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حسن قرار دیا ہے اور ابن حزم

نے اس کو صحیح کہا ہے یہ حدیث ترمذی کے علاوہ ابو داؤد اور نسائی میں بھی ہے۔
مگر چونکہ یہ حدیث جماعتِ اہلحدیث کے مذہب کے خلاف ہے اس وجہ سے امام ترمذی کی تحسین اور ابن حزم کی تصحیح کے علی الرغم مولانا مبارکپوری کا فیصلہ یہ ہے :-

قلت حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ضعیف ۔ (ابکار ص۹۸)

یعنی میں کہتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ضعیف ہے۔
اور فرماتے ہیں :

وان صححه ابن حزم وحسنه الترمذی

چاہے ابن حزم نے اسکو صحیح بتلایا ہو اور ترمذی نے اسکو حسن کہا ہو
اور پھر اس صحیح وحسن حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کی پوری کوشش کی ہے، مجھے اس وقت اس حدیث پر مبارکپوری صاحب کے سب کلام پر گفتگو نہیں کرنی ہے، مجھے اس وقت یہ عرض کرنا ہے کہ اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے لئے مبارکپوری صاحب نے جہاں بہت سی باتیں کہیں ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے۔

ولو تنزلنا وسلمنا ان حدیث ابن مسعود هذا صحیح او حسن فالظاهر ان ابن مسعود قد نسیه کما نسی امورا کثیرة ۔ (ابکار ص۶۵)

یعنی اگر ہم نیچے اتر کر یہ تسلیم بھی کرلیں کہ حضرت ابن مسعود کی یہ حدیث صحیح یا حسن ہے تو ظاہر بات یہ ہے کہ ابن مسعود یہ بات (رفع یدین کرنا) بھول گئے تھے جیسا کہ انھوں نے (نماز کی) بہت سی باتوں کو بھلا دیا تھا۔
اور پھر مبارکپوری صاحب نے زیلعی کے حوالہ سے نماز کے سلسلہ کی سات

باتیں تحریر فرمائی ہیں جن کو حضرت عبداللہ بن مسعود بھلا بیٹھے تھے، اور پھر حافظ زیلعی کا یہ کلام نقل کیا ہے۔

واذا جاز علی ابن مسعود ان ینسی مثل ھذا فی الصلوٰۃ

کیف لایجوز مثلہ فی رافع الیدین (ص ۶۸۵)

یعنی جب ابن مسعود نماز کی اس طرح کی باتوں کو بھول سکتے ہیں تو ایسا کیوں نہیں ہو سکتا کہ رفع یدین والی بات بھی وہ بھول جائیں۔

حافظ زیلعی کا یہ کلام مبارکپوری صاحب نے بڑے فخر اور بڑی مسرت سے نقل فرمایا ہے اور اپنی دانست میں حنفیہ پر زبردست حجت قائم کر دی ہے۔

میں نے اس بارے میں ایک حنفی سے بات کی تو اس نے مجھے جو اس کا جواب دیا اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ احناف اپنے کیرکٹر و کردار، عقیدہ کی پختگی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اپنی غیرت وایمانی حرارت اور ناموس صحابہ کی حفاظت میں اس بلندی کو پہونچے ہوئے ہیں جس کا تصور جماعت اہلحدیث کے فرد کے بارے میں نہیں کیا جا سکتا، اور کم از کم مجھے تو یقین ہو گیا کہ احناف کی تقلید کے بارے میں آپ کی جماعت اہلحدیث کی ہفوات و بکواس صرف ہفوات و بکواس ہی ہیں، احناف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید جس معنی میں کرتے ہیں اس کی حقیقت سے آپ کی جماعت کے عوام کی بات تو الگ ہے بڑے بڑے علماء بھی واقف نہیں ہیں۔ اور اگر وہ واقف ہیں تو احناف کو مقلد مقلد کہہ کر دنیا کو فریب دینا چاہتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نسیان کے بارے میں ایک حنفی کا جواب

اس حنفی عالم نے مجھ سے کہا کہ چودھری صاحب اگر مبارکپوری صاحب کی یہ بات

تسلیم بھی کرلی جائے کہ حافظ زیلعی نے یہ بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہی ہے اور یہ خود ان کی اپنی تحقیق ہے اور مبارکپور کے مولانا مبارکپوری صاحب نے یہاں فریب سے کام نہیں لیا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود کی ذات گرامی تو بہت اونچی ہے کسی بھی صحابی کے بارے میں احناف یہ تصور بھی نہیں کرسکتے کہ کوئی صحابی دن ورات میں پانچ دفعہ اورروز پڑھی جانے والی نماز کی ان عام باتوں کو بھی بھول سکتا ہے جن کی نماز میں بار بار تکرار ہوتی ہے اور جن کا تذکرہ مولانا مبارکپوری صاحب نے یہاں حضرت عبداللہ بن مسعود کے نسیان کو ثابت کرنے کیلئے بڑی مسرت سے کیا ہے۔

اس نے کہا کہ ایک حافظ زیلعی تو کیا دس حافظ زیلعی بھی اگر کسی صحابی کے بارے میں اس طرح کی بات کہیں گے تو احناف انکی باتوں کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں گے۔

اس حنفی عالم نے بڑے پرزور لب ولہجہ میں یہ کہا کہ ہم امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں حافظ زیلعی یا کسی اور کے نہیں، اور امام ابوحنیفہ کے مقلد ہونے کے باوجود اگر کسی دلیل قطعی اور صحیح سند سے یہ بات معلوم ہوجائے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کوئی ایسی بات کہی ہے جس سے کسی ادنیٰ صحابی رسول کی بھی صحابیت مجروح ہوتی ہے تو احناف امام ابوحنیفہ کی بات بھی اسی طرح ردی کی ٹوکری میں ڈالدیں گے جس طرح حافظ زیلعی یا کسی اور حنفی محدث ومحقق کی بات ماننے سے انکار کردیں گے۔

مولانا مبارکپوری کا حضرت ابن مسعود کے بارے میں نسیان کا قول حافظ زیلعی کی طرف منسوب کرنا صریح خیانت ہے

پھر اس حنفی عالم نے مجھے تفصیل سے بتلایا کہ مولانا مبارکپوری نے اپنی تمام

ثقاہت وعدالت، تقویٰ ودینداری کو بالائے طاق رکھ کر محض عوام کو فریب دینے کے لئے اور انکی جہالت سے فائدہ اٹھانے کی خاطر اپنی ابکار میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نسیان کی بات حافظ زیلعی کا نام لے کر اسطرح نقل کی ہے کہ ناواقف عوام اور جاہل علماء اہل حدیث یہ سمجھیں کہ یہ حافظ زیلعی کی اپنی تحقیق ہے اور یہ بات زیلعی کے نزدیک مسلم ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حافظ زیلعی تو اس کلام کے صرف ناقل ہیں اور انھوں نے اس کو نقل ہی اسلئے کیا ہے کہ وہ اس کا رد کریں (۱) مگر واہ رے مبارکپور کے اس مبارکپوری صاحب کی فریب دہی کہ اس کی طرف اشارہ بھی نہیں کرتے ہیں دینداری وتقویٰ، امانت داری وسچائی وراستبازی اور ایمانداری کا نیلام برسر عام یوں بھی ہوگا، ہمیں اس کا اندازہ اس سے پہلے نہیں تھا۔

---

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف نسیان والی بات فقیہ ابوبکر بن اسحٰق سے چلی ہے اور اسکو امام بیہقی نے شہرت دی ہے پھر انکی تقلید میں اب یہ راگ ہر غیر مقلد عالم کی زبان پر ہے، اور "ان عاشقان رسول" اور "گلزار محمدی کے بلبلان نالاں" قسم کے لوگوں کو بعض احناف میں اس کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ اگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ تسلیم کرلیا جائے کہ معاذ اللہ وہ اتنے ہی بھلکڑ تھے کہ نماز کے موٹے موٹے مسائل بھی انکو یاد نہیں تھے تو صحاح ستہ اور بخاری ومسلم میں انکی سیکڑوں روایتیں ہیں ان پر اعتماد کیسے باقی رہے گا۔
اگر کوئی منکر حدیث کھڑا ہو کر یہ کہدے کہ ہم بخاری ومسلم میں جو حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایتیں ہیں تسلیم نہیں کرتے، اسلئے کہ جب ابن مسعود نماز کی ان موٹی موٹی باتوں کو بھی بھول سکتے ہیں تو انکی بقیہ احادیث کا کیا اعتبار ان میں ان سے غلطی نہ ہوئی ہو؟
اس کا جواب یہ عاشقان رسول اور گلزار محمدی کے بلبلان نالاں کیا دیں گے؟ حق اور سچ یہ ہے کہ انکار حدیث وسنت کا راستہ اسی غیر مقلدیت کی راہ سے کھلا ہے۔

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ جس طرح فن حدیث کے امام تھے اسی طرح دین وتقویٰ میں بھی بلند مقام کے حامل تھے، ان کی زبان سے کسی بھی صحابی کے بارے میں اس طرح کی بات کا نکلنا قطعاً محال ہے کہ نماز کے ان موٹے موٹے مسائل کو بھی کہ نماز میں ہاتھ کہاں باندھا جائے، رکوع کیسے کیا جائے نماز میں دونوں ہاتھ کہاں کہاں اٹھایا جائے اور امام کے پیچھے دو آدمی کیسے کھڑے ہوں وغیرہ قسم کی باتیں جن کا بھولنا ایک عام پنجوقتہ نماز پڑھنے والے سے بھی دشوار ہے۔ کسی صحابی اور وہ بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بارے میں یہ گمان کیا جائے کہ وہ انکو بھول جائیں گے۔

اگر مبارکپوری اور جماعت اہلحدیث کے یہاں کسی صحابی کے بارے میں اس طرح کی بات آسانی سے تسلیم کی جا سکتی ہے تو وہ شوق سے اسے قبول کرلیں اور اس کو اپنا عقیدہ و مذہب جو چاہے بنالیں، مگر دوسروں کے بارے میں اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ ان خلاف عقل باتوں کو محض کسی کی تقلید میں اتنی آسانی سے قبول کرلیں گے۔

ہمیں خوب معلوم ہے کہ صحابہ کرام کے بارے میں غیر مقلدیت کا ڈنڈا شیعیت سے ملتا ہے اور صحابہ کرام کی صحابیت کو مجروح اور ان کی شخصیات کو مطعون اور ناقابل اعتبار بنانے میں دونوں فرقوں میں کم و بیش ہی کا فرق ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کے دورخے پن کی ایک ادنےٰ مثال

اس حنفی عالم نے مجھے مولانا مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کے "دورخے پن" کی ایسی مثال دی کہ میں مولانا مبارکپوری نوراللہ مرقدہ کے صحابہ کرام کے بارے میں اس دورخے پن پر شرمساری سے کٹ کر رہ گیا، یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ میں بھی آپ ہی کی طرح جماعت اہلحدیث کا ہاتھ میں جھنڈا اٹھائے

دوسروں کو اور خصوصًا احناف مقلدین کو تبلیغ کرتا پھرتا تھا، اس کے بعد ہی سے تو میں نے کسی کو اہلحدیثیت کی تبلیغ کرنا ہی چھوڑ دیا، اور قسم کھالی کہ اب سے اس مذہب کی کسی کو تبلیغ نہیں کروں گا۔

غیر مقلد مبلغ ۔ چودھری صاحب آپ کی ان باتوں نے میرے اندر بڑا اضطراب پیدا کر دیا ہے۔

ذرا جلدی بتلائیں وہ بات کیا ہے، یا بقول آپ کے مولانا مبارکپوری کا وہ کیا "دورخاپن" ہے جس نے آپ کو اہلحدیث مذہب کی تبلیغ سے روک دیا۔ جلد فرمائیں مجھے دھڑکا ہو رہا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا دل سینہ سے باہر نکل آئے گا۔

گاؤں کا چودھری ۔ مبلغ صاحب! ابھی آپ نے دیکھا کہ آپ کے مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب نے کتنی آسانی سے حضرت عبداللہؓ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بارے میں یہ کہہ دیا کہ ان سے نماز کے فلاں فلاں مسائل میں بھول ہوگئی تھی اسلئے اگر ان سے رفع یدین کے مسئلہ میں بھی بھول ہوگئی ہو تو جائے تعجب نہیں۔

مگر یہی مبارکپوری صاحب حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان والی حدیث جس میں ترجیع (۱) کا ذکر ہے اس کی صحت کو ثابت کرنے کے لئے اور

---

(۱) اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشہد ان محمد رسول اللہ کو آہستہ کہہ کر زور سے کہنا اسے ترجیع کہتے ہیں غیر مقلدین اذان اسی طرح دیتے ہیں، اب ان "عقل کل" لوگوں سے کوئی پوچھے کہ اذان تو اعلام و اعلان ہے آخر اس آہستہ سے صرف انھیں دونوں کلمات کو کیوں کہا جائے گا اور اس کا کیا فائدہ ہے؟ وہ کہدیں گے کہ یہ بات حضرت ابو محذورہ کی حدیث میں ہے، تو آپ ان سے کہیں کہ حدیث کا فن پڑھنے کیلئے کسی دیوبندی حنفی درسگاہ کا

احناف پر رد کرتے ہوئے بڑے معصومانہ لب ولہجہ میں فرماتے ہیں:

واما ثانیا فلان فیه سوء الظن بابی محذورة رضی الله عنه ونسبة الخطأ الیه من غیر دلیل (ابکار ص۲۷)

یعنی دوسری بات یہ ہے کہ (اگر احناف کی بات تسلیم کرلی جائے تو) اس میں حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے، اور بلادلیل ان کی طرف خطأ کی نسبت کرنا لازم آتا ہے۔

یعنی حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ جیسے متأخر الاسلام صحابی کے بارے میں جنکا صحابہ کرام کی جماعت میں فقہ و اجتہاد اور علم و فضل کا کوئی چرچا نہیں تھا۔ نہ مسائل مہمہ میں صحابہ کرام ان کی طرف رجوع کرتے تھے، نہ جماعتِ صحابہ میں ان کی کسی بھی اعتبار سے کوئی امتیازی شان تھی ان کے بارے میں تو مبارکپوری صاحب یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں کہ ان سے کوئی بھول چوک بھی ہو سکتی ہے، مگر..... حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے جلیل القدر سابقین اولین صحابی کے بارے میں جن کا علم و فضل اور فقہ و اجتہاد میں صحابہ کے درمیان ایک خاص بلند مقام مسلم تھا، اور جن سے بڑے بڑے صحابہ کرام فتویٰ معلوم کرتے تھے، اور دین کے مسائل مہمہ میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور جن کے بارے میں خود آنحضور کے تعریفی کلمات مروی ہیں، اور جن کے بارے میں حضرت عمر جیسا جلیل القدر صحابی فرماتا تھا "انه کنیف ملئ علما" کہ ابن مسعود علم کا بھرا ہوا پیالہ ہیں اس جلیل القدر

رخ کرو وہاں تمہیں معلوم ہوگا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے تمہاری حدیث دانی تو یہ ہے کہ تم نے حدیث کی کتابوں میں پڑھ لیا کہ آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر بھی پیشاب کیا ہے، تو اب تم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو مسنون قرار دے دیا، (دیکھو غیر مقلدین کی ڈائری) شائع شدہ از مکتبہ اثریہ غازیپور۔

واشبہ برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم هدیاً ودلاً وسمتاً کے بارے میں مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری اور جماعت اہلحدیث کے دوسرے علماء اور احبار وقسیسین، بلاتکلف یہ بات نقل کرتے ہیں، نقل ہی نہیں کرتے بلکہ اس کو تسلیم بھی کرتے ہیں تسلیم ہی نہیں کرتے بلکہ اس سے استدلال بھی کرتے ہیں کہ ان سے نماز کے فلاں فلاں مسئلے میں بھول ہو گئی تھی۔

سُبحانك هٰذا بهتان عظيم

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مُرغ قبلہ نما آشیانے میں

غیر مقلد مبلغ ۔ چودھری صاحب مجھے علم نہیں تھا کہ ہمارے علماء صحابہ کرام کے بارے میں اس قدر پست ذہنیت بھی ہو سکتے ہیں، اور اپنے مطلب کے لئے اس انداز میں اپنا چولا بدلتے ہیں، ان کی زبان پر صحابہ کرام کے بارے میں اس طرح کی باتیں بھی آسکتی ہیں۔ آج تو آپ نے میری آنکھ سے ایک نہیں کئی کئی پردے ہٹا دیے ہیں، افسوس جس مذہب کو میں حقانیت کی سب سے بڑی دلیل سمجھتا تھا اس کا خمیر اس طرح کی گمراہ کن باتوں سے تیار ہوا ہے، پہلے مجھے اس کا قطعاً علم نہیں تھا، آج آپ نے بڑے مدلل انداز میں اس مذہب کی حقیقت کو میرے سامنے واشگاف کر دیا ہے، میں تو اس مذہب سے بڑا بدگمان ہو گیا ہوں اور میری اس بدگمانی میں آپ کی پہلی گفتگو کے بعد جو دوسری گفتگو ہوتی وہ مزید اضافہ کر دیتی ہے، ہائے سراب کو ہم نے "ماءِ زلال" سمجھ رکھا ہے اور ملمع پر ہمیں "زبدۂ خالص" کا گمان ہو رہا تھا، خالص تاریکی کو ہم نے نور سمجھ رکھا تھا، "زاغ" پر "باز" کا گمان تھا، اور شعبدہ بازوں کو ہم نے اہل حق کا ترجمان یقین کر لیا تھا، بازیگروں کے فریب سے ہم بالکل ناآشنا تھے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھ کو اپنی بصیرت افروز گفتگو سے راہِ مستقیم

دکھا دی، خدا آپ کو جزائے خیر دے، میں نے آپ کا بڑا وقت لیا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو اور بھی کام ہوں گے آپ کی گفتگو اس قدر دلچسپ اور معلومات آفریں ہے کہ آپ کے پاس سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا، انشاء اللہ آئندہ بھی آپ سے ملتا رہوں گا اور آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھاؤں گا۔

البتہ چلتے چلاتے ایک اشکال کا جو میرے ذہن میں بار بار پیدا ہوتا رہتا ہے اس کا بھی اگر آپ جواب دے سکیں تو دے دیں۔

کتابوں میں علمی خیانت والا شوشہ

ہمارے علماء اہلحدیث نے آجکل ایک نیا شوشہ چھوڑا ہے یا یوں کہئے کہ انھوں نے ایک نئی بات نکالی ہے، اور احناف علماء کو بدنام کرنے کیلئے اس کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔

گاؤں کا چودھری ۔ میں سمجھ گیا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں، غالباً آپ کا اشارہ محدثین کی کتابوں میں خیانت والی بات کی طرف ہے۔

غیر مقلد مبلغ ۔ جی ہاں، جی ہاں میں اسی کا تذکرہ کرنے جا رہا تھا، ذرا اس بارے میں بھی کچھ کلمات آپ ارشاد فرمائیں۔

گاؤں کا چودھری ۔ جناب والا جھوٹا پروپیگنڈہ کرنا یہ آپ کی جماعت اہلحدیث کی پرانی عادت ہے، اگر احناف کی جدید مطبوعہ کتابوں پر آپ کی نگاہ ہوتی تو آپ کو اس سوال کو کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور یہ شبہ آپ کے ذہن سے کبھی کا دور ہو گیا ہوتا، بہتر یہ ہے کہ آپ خود ان کتابوں کی طرف رجوع کریں چونکہ یہ بات ایک پروپیگنڈہ کی شکل میں پھیلائی گئی ہے اسلئے جنکو اس بات کی حقیقت جاننے کا شوق ہو اس کو خود ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے اس سے زیادہ اطمینان ہو گا۔

کتابوں کے نسخوں کے اختلاف سے عبارتوں کا بھی اختلاف ہوتا ہے

البتہ کلیہ کے طور پر ایک بات یہ ذہن میں رکھیے کہ کبھی ایک کتاب کے متعدد نسخے ہوتے ہیں اور کبھی ان متعدد نسخوں کی عبارت بھی الگ الگ ہوتی ہے۔ اب اگر کسی مصنف نے کوئی عبارت ایسے نسخے سے نقل کی جو دوسرے نسخے میں نہیں پائی جاتی تو اس کو علمی خیانت کا نام دینا بددیانتی ہے یہ کام صرف جاہلوں کا ہے، اہل علم کی زبان سے اس طرح کی بات نہیں نکلتی ہے۔

رہا بعض کتابوں کے نسخوں کا متعدد ہونا اور ان متعدد نسخوں میں سے کسی میں کسی عبارت کا ہونا اور کسی میں نہ ہونا یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے دیکھئے ترمذی کا وہ نسخہ جو تحفۃ الاحوذی کے ساتھ شایع ہوا ہے اس میں ایک جگہ ایک حدیث کے بارے میں رواہ عن الاعمش کی عبارت ہے، اس پر مولانا مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں۔

لیس فی بعض النسخ لفظ عن ۔ وھو الصحیح (تحفہ ص ۳۱۸ ج ۲)

یعنی بعض نسخوں میں "عن" نہیں ہے اور یہی صحیح ہے

مشہور حدیث ہے:

المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ الخ

اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی تحفہ والے نسخہ میں فرماتے ہیں

ھذا حدیث حسن غریب ۔ یعنی یہ حدیث حسن غریب ہے۔

مولانا مبارکپوری اپنی شرح میں یہاں لکھتے ہیں:

قلت لیس فی بعض النسخ الحاضرۃ عندی تحسین الترمذی لھذا الحدیث (تحفہ ص ۳۱۹ ج ۲)

یعنی میں کہتا ہوں کہ میرے پاس ترمذی کے جو دوسرے نسخے ہیں اس میں امام ترمذی

کی اس تحسین کا ذکر نہیں ہے ۔

اب اگر کوئی شخص اس حدیث کو ذکر کرکے تحفۃ الاحوذی والے ترمذی کے نسخے سے امام ترمذی کی اس حدیث کی تحسین کو ذکر کردے اور کوئی دوسرا شخص جس کے سامنے یہ نسخہ نہیں ہے اور اس کے پاس وہ نسخہ ہے جس میں امام ترمذی کی یہ تحسین مذکور نہیں ہے وہ اپنے اس نسخہ کو بنیاد بنا کر امام ترمذی کی تحسین نقل کرنے والے کے خلاف شور مچائے کہ دیکھئے صاحب اس نے امام ترمذی کی عبارت میں خیانت کرکے اپنی طرف سے ایک بات بڑھا دی ہے اور امام ترمذی کی طرف اس حدیث کی تحسین کی نسبت غلط کی ہے، تو اہل علم اس کی اس بات کا کوئی نوٹس نہیں لیں گے چاہے دو چار جاہل اس اعتراض کرنے والوں کی ہاں میں ہاں ملانے والے مل جائیں مگر علم و تحقیق کی دنیا میں ان باتوں کا کوئی وزن نہیں ہوتا۔ کسی بھی صاحب علم کے بارے میں جس کی علمی دنیا میں شہرت بھی ہو اس طرح کی باتیں پھیلانے سے باز رہنا ہی عقل و دین کا تقاضا ہوتا ہے ۔

مولانا مبارکپوری کی علمی خیانتوں کی چند مثالیں

اور مجھے تو جماعت اہلحدیث کے علماء پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ دوسروں پر کیچڑ اچھالنے سے پہلے اپنا دامن دیکھنے کی ذرا بھی کوشش نہیں کرتے کہ ہمارے دامن پر کتنے داغ دھبے ہیں دوسروں کی آنکھوں کا انکو تنکا نظر آجاتا ہے مگر اپنی آنکھوں کا شہتیر انکو نظر نہیں آتا ۔

دور جانے کی ضرورت نہیں ہے یہ جو آپ کے ہاتھ میں مولانا مبارکپوری کی ابکار رہنے لائیے مجھے دیجیئے میں اسی سے مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی علمی خیانتوں کی مثالیں دکھاتا ہوں ۔ چند مثالیں انشاءاللہ آپ کے لئے کافی ہوں گی ۔

مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب فرماتے ہیں :

(۱) فروی ابوداؤد فی سننہ عن طریق عبدالرزاق ثنا معمر عن عطاء الخراسانی عن سعید بن المسیب ان بلالا کان یوذن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

مولانا مبارکپوری نے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اس میں دو دعویٰ کیا ہے ایک یہ کہ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور دوسرا یہ کہ یہ حدیث بطریق عبدالرزاق ہے ۔

مولانا مبارکپوری کے اس کلام کے بارے میں خود اس کتاب کا غیر مقلد محشی و معلق لکھتا ہے ۔

لم اجد هذه الروایة فی سنن ابی داؤد ولا فی مختصر المزنی ولا فی المراسیل ولا فی تحفة الاشراف وحتی لم اجد فی مصنف عبدالرزاق ایضاً (ابکار ص ۳۰۳)

یعنی نہ مجھے یہ روایت سنن ابوداؤد میں ملی نہ مختصر المزنی میں نہ مراسیل میں نہ تحفۃ الاشراف میں حتیٰ کہ مجھے یہ روایت مصنف عبدالرزاق میں بھی نہیں ملی ۔

یعنی پوری ایک حدیث ہی کو سنن ابوداؤد اور مصنف عبدالرزاق کے ذمہ مڑھ دیا اور ماشاء اللہ اس کذب بیانی کے باوجود بھی مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب جلیل القدر محدث ہی ہیں اور ان کی علمی دیانت ، و اہلحدیثیت میں کوئی فرق نہیں آیا ، اور نہ جماعت اہلحدیث کے کسی عالم نے کسی طرح کا شور برپا کیا ۔

(۲) سینہ پر ہاتھ باندھنے کے سلسلے میں ایک پوری سند کو محدث ابن خزیمہ کی طرف منسوب کر دیا جب کہ اس سند سے صحیح ابن خزیمہ میں اس حدیث کا نشان و پتہ نہیں ہے ، دیکھئے ابکار المنن کا یہی غیر مقلد محشی و معلق اپنی تحقیق کیا بیان کرتا ہے ، لکھتا ہے ۔

واما السند الذی یزعمه المؤلف فلم اقف علیه فی صحیحه کما تقدم (ابکار ص۳۵)

یعنی مؤلف (مبارکپوری) جس سند کا دعوی کرتا ہے، مجھے صحیح ابن خزیمہ میں اس کا سراغ نہیں لگا۔

(۳) مولانا مبارکپوری علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں

وقال فی آخر کلامه، یعنی نیموی نے آخری بات یہ کہی ہے اور پھر جو انکی بات نقل کی ہے وہ یہ ہے۔

وانما اطنبنا الکلام لان الذهبی ذهب فی المیزان مقلدا لبعض السلف الی تحسین حدیثه وقال: لسنا نقول ان حدیثه من اعلی اقسام الصحیح بل هو من قبیل الحسن۔

یعنی ہم نے یہاں کلام ذرا طویل کیا ہے، اسلئے کہ حافظ ذہبی نے میزان میں بعض سلف کی تقلید میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، اور انھوں نے کہا ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس کی حدیث صحیح کی اعلیٰ اقسام میں سے ہے بلکہ وہ حسن کی قبیل سے ہے۔

مولانا عبدالرحمن مبارکپوری کا یہ پورا طول طویل کلام علامہ نیموی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء ہے، ابکار المنن کا غیر مقلد محشی ومعلق حاشیہ میں لکھتا ہے۔

واما کلامه الآتی فلم اجد فیه (ابکار ص۳۴)

یعنی نیموی کی طرف منسوب یہ کلام انکی کتاب التعلیق الحسن میں مجھے نہیں ملا۔ اور مولانا مبارکپوری نے التعلیق الحسن کا نام لے کر علامہ نیموی کی طرف جو کلام منسوب کیا ہے وہ اوپر کی یہی لمبی چوڑی عبارت ہے۔

اب یا تو غیر مقلد محشی و معلق کی بات غلط ہے اور اس کی تحقیق کی کاوش ناکام و نامکمل ہے اور اس نے کامل تحقیق کے بغیر ہی مولانا مبارکپوری پر افترار کیا ہے، اور ان کو جھوٹا بنایا ہے یا پھر مولانا مبارکپوری نے علامہ شوق نیموی رحمۃ اللہ علیہ پر افترار کیا ہے اور جھوٹ کا پلندہ خود اپنی طرف سے تیار کر کے علامہ موصوف کی طرف منسوب کیا ہے۔

بات ان دونوں میں سے کوئی بھی ہو بہر حال جماعت اہلحدیث کے بڑے بڑے علمار کا کردار اس سے نمایاں ہے۔

مگر میں داد دیتا ہوں جماعت اہلحدیث کے علمار و مشائخ کی جرأت و ہمت اور ان کے حوصلہ و صبر و ضبط کی کہ پوری اس صف میں اس ظلم و اعتدار اور کذب و افترار کے بارے میں سناٹا چھایا ہوا ہے اور جماعتِ اہلحدیث کے کسی ایک عالم کے کان میں جوں بھی نہیں رینگی کہ وہ مولانا مبارکپوری کی اس ناجائز کارروائی کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالے۔

اب لیجئے چوتھی مثال:

غیر مقلد مبلغ۔ بس کیجئے چودھری صاحب بس کیجئے میرا دماغ اپنی جماعت کے ان علمار کی بد دیانتیوں اور خیانتوں کو معلوم کر کے غصہ سے پھٹا جا رہا ہے۔

گاؤں کا چودھری۔ مبلغ صاحب آپ غصہ تھوک دیجئے اور یہ چوتھی مثال بڑی دلچسپ ہے اس کو سن تو لیجئے یہ بھی ابکارہی ہے سناؤں گا۔

غیر مقلد مبلغ (کان میں انگلی ڈالتے ہوئے) لعنت بھیجئے ابکار اور تحفہ پر جہنم میں ڈالیے ان کتابوں کو میں اب ایک بات بھی سننے کیلئے تیار نہیں ہوں، مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ یہ ہمارے علمار جن کی معصومیت، جن کی امانت اور جن کی ثقاہت کی ہم قسم کھائے ہوئے تھے یہ کتنے بڑے خائن اور جھوٹے اور بد دیانت ہیں، خدا کی پناہ

دوسروں کی غلطیوں اور بھول چوک پر ہمارے یہ علماء آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں اور رائی کا پہاڑ بناتے ہیں اور خود ان کی اپنی دیانت و امانت کا حال یہ ہے۔

گاؤں کا چودھری ۔ جب میں بھی آپ ہی کی طرح جماعت اہلحدیث میں تھا تو ان باتوں کو سن کر میرا بھی یہی حال ہوا تھا مگر وہی مقلد حنفی دیوبندی عالم نے جس کا اوپر تذکرہ ہوا اس نے میرا غصہ دیکھتے ہوئے بڑے حلیمی انداز میں اور بڑے سکون کے ساتھ مسکراتے ہوئے جو بات کہی تھی وہ یہ تھی :

۔ ہم مولانا مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی علمی صلاحیت کے قدرداں ہیں انکی تحفہ اور ان کی ابکار کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں، یہ علمی کتابیں ہیں اور ان میں بہت سی بحثیں بڑی معلومات افزا ہیں بھول چوک تو انسان سے ہوتی ہی ہے، اگر مولانا مبارکپوری انسان ہیں تو ان سے بھی بھول چوک ہو سکتی ہے اور ہوئی ہے، بڑے بڑے علماء اس طرح کی بھول چوک کا شکار ہوئے ہیں، اس کی وجہ سے ہم مولانا مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کرنا حرام سمجھتے ہیں، تحفہ اور ابکار کو نہ ہم جہنم میں ڈالیں گے نہ کسی کو ڈالنے دیں گے، نہ ہم ان قابل قدر علمی کتابوں پر لعنت بھیجیں گے اور نہ ان کتابوں پر لعنت بھیجنے والوں کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے، اور پھر اس نے بڑے درد کے ساتھ مولانا مبارکپوری کے حق میں یہ دعا کی تھی ۔

غفر اللہ له وعفا عن سیأته وجزاہ عن عمله الحسن وسعیه المشکور فی خدمة السنة المطهرة ونور مرقدہ بانوارہ وافسح له المکان فی جنانہ ۔

یعنی اللہ ان کی مغفرت فرمائے انکی لغزشوں کو معاف کرے علم حدیث کی خدمت کا انکو بہتر بدلہ، انکی قبر کو اپنے انوار سے منور کرے

اور جنت میں ان کے لئے جگہ کشادہ کرے ۔

اور پھر آخیر میں اس دیوبندی حنفی عالم نے اس دعا پر اپنی بات ختم کردی تھی ۔

سبحانك الله وبحمدك ونستغفرك ونتوب اليك
ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا، ربنا ولا تحمل
علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا، ربنا ولا تحملنا
ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا
فانصرنا على القوم الكافرين۔

میرے خیال میں ہماری گفتگو کافی طویل ہوگئی اور آپ گھبرا بھی گئے مجھے بھی کچھ ضروری کام ہے ۔

غیر مقلد مبلغ ۔ جناب چودھری صاحب میں آپ کا بہت بہت شکر گزار ہوں آپ نے میری نگاہ کے سامنے سے بہت سے پردے ہٹا دیئے، اور ایسی قیمتی معلومات بہم پہونچائیں جن سے میرے کان آج تک نا آشنا تھے، آپنے ایک روشن چراغ میرے سامنے رکھ دیا، ایسا چراغ جس سے میں اپنی زندگی میں آئندہ بھی روشنی حاصل کرتا رہونگا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، انشاء اللہ پھر ملاقات کروں گا ۔

دیکھئے میں آیا تھا کس لئے اور کیا ہوکر جا رہا ہوں، میں پھر ایک بار آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اب اجازت دیں ۔ السلام علیکم

گاؤں کا چودھری ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

(پردہ گرتا ہے)

(۲۳ر فروری سنہ ۱۹۹۶ء اتوار بعد ظہر)

نوٹ :۔ یہ تحریر صرف دو ہفتہ میں مکمل ہوئی یہ سب اللہ کی توفیق اور اس کے فضل سے ہوا ۔

محمد ابوبکر غازیپوری